تالیف

مولانا نصیب الرحمن علوی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

زمزم پبلشرز

کتاب کا نام .... المنحۃ الالٰھیۃ فی شرح السراجیۃ
تاریخ اشاعت .... اگست ۲۰۰۶ء
باہتمام .... احباب زمزم پبلشرز
کمپوزنگ .... فاروق اعظم کمپوزرز کراچی
سرورق ....
مطبع ....
ناشر .... زمزم پبلشرز

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اردو بازار کراچی
فون: 2760374 - 2725673
فیکس: 2725673
ای میل - zamzam01@cyber.net.pk
ویب سائٹ - www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے:

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی

صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

Available In United Kingdom

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
ISLAMIC BOOKS CENTER
119-121- HALLIVELL ROAD,
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)
Phone # 01204-389080

AL FAROOQ INTERNATIONAL Ltd.
1 Atkinson Street, Leicester Le5 3QA
Tel: 0116-253-7640 Fax: 0116-262-8655
E-mail: alfarooqinternational@yahoo.com
Website: www.alfarooqinternational.co.uk

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زر کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلًا جَزِيْلًا

—— مِنجانِب ——

احبابِ زمزم پبلشرز

فہرستِ مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ألحمد للّٰه الذی رفع درجات أصحاب العلم، والصلوٰة والسلام علٰی من عدّ المیراث نصف العلم، وعلٰی اٰله وأصحابه الذین رفعوا فی أقطار ألارض رایات العلم.

أما بعد!

علم میراث وہ بابرکت علم ہے جسے حضور ﷺ نے نصف علم فرمایا اور اس کے سیکھنے کا حکم فرمایا۔ ہمارے مدارس میں رائج نصاب میں علم میراث سیکھنے کے لئے سراجی وہ واحد کتاب ہے جو داخل درس ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی زمانۂ تالیف سے لے کر اب تک عربی فارسی ترکی اردو غرض بیشمار زبانوں میں اس کی شروحات اور حواشی لکھے گئے اور برابر شائع ہوتے رہے ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ مسلّم ہونے کے باوجود بعض کے مشکل اور طویل ہونے کی وجہ سے اور بعض کے مختصر اور مغلق ہونے کی وجہ سے آج کے طلبہ اس سے پوری طرح مستفید نہیں ہوسکتے اس لئے ایک ایسی شرح کی ضرورت بڑی شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی جس کا طرز بیان انتہائی واضح اور آسان ہو۔

۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۴ء میں جب راقم الحروف کے ذمہ جامعۃ الصالحات کراچی میں سراجی کا درس لگا تو پڑھانے کے دوران دل میں خیال آیا کہ اگر سراجی پر آسان انداز سے کچھ کام ہو تو مدرسین اور طلباء کے لئے انتہائی مفید ہوگا، مگر علمی کم مائیگی اور عدمِ فرصت کی وجہ سے ہمت نہ ہوسکی اتفاقاً ۱۴۱۶ھ کو پھر سراجی کا درس راقم الحروف کے حصے میں آیا تو بعض احباب نے اس پر کام کرنے کی درخواست کی ان کے اصرار پر اللہ کا نام لے کر قلم اٹھایا اور سراجی کے مسائل کی تشریح کی جو بفضل تعالیٰ جمادی الاوّل ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوئی مگر عجلت اور کمپوزر کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے کتاب میں کمپوزنگ کی کافی اغلاط رہ گئیں، بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی بار سراجی پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی مگر لاپرواہی کہہ لیں یا عدمِ فرصت اس پر نظرِ ثانی ممکن نہ ہوسکی۔

۱۴۲۴ھ اور ۱۴۲۵ھ میں جب ادارہ تعلیم الاسلام واقع راچڈیل برطانیہ میں بندہ کے ذمہ سراجی کا درس آیا تو نظر ثانی اور اصلاح کا موقع ملا لہٰذا نہایت باریک بینی سے نہ صرف یہ کہ نظر ثانی اور غلطیوں کی اصلاح کی بلکہ بعض انتہائی اہم اضافے بھی اس میں شامل کئے اور اس طرح "المنحة الالٰهية فی شرح السراجیة" کے نام سے اب یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ تو ماہرین فن وارباب بصیرت ہی کریں گے البتہ عام واقفیت کے لئے اتنی عرض ہے کہ کتاب مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

① ابتداء میں اصحابِ فرائض اور ان کے حصوں کی وضاحت ایک آسان نقشے سے کی ہے۔
② شروع میں حساب کے قواعد کو نہایت ہی آسان طریقہ سے پوری تفصیل کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔
③ عام ترتیب سے ہٹ کر تخریج مسئلہ اور تصحیح کے حسابی قواعد کو ابتداء کتاب میں ہی مع التمرینات سمجھا دیا ہے تا کہ شروع ہی سے طلبہ مسائل کے سمجھنے میں دقت محسوس نہ کریں۔
④ عربی متن کا اردو ترجمہ انتہائی آسان الفاظ میں اس طرح کیا ہے کہ مشکل عبارات کا مطلب ساتھ ساتھ قوسین میں واضح کردیا ہے۔
⑤ جن مقامات کو اختصار کی وجہ سے سمجھنا مشکل تھا اس کی واضح اور آسان تقریر کردی ہے۔
⑥ علمی اصطلاحات جن کا سمجھنا طلبہ کے لئے مشکل تھا کا آسان اور عام زبان میں معنیٰ ومطلب بیان کیا ہے۔
⑦ ہر مسئلہ کو پہلے آسان عبارت میں حل کیا ہے اور بعد میں نقشے سے واضح کر دیا ہے۔
⑧ کوشش کی ہے کہ ہر ذی فرض کے ہر حالت کی ممکنہ تمام صورتوں کو ذکر کیا جائے۔
⑨ ہر حالت کے حل میں پہلے استقامت (غیر کسر) اور پھر کسر والی مثال کو بیان کیا گیا ہے۔
⑩ کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ کی صورت میں مسائل کتاب سے متعلق ۱۰۰ متفرق مشقیہ سوالات طلبہ کے حصولِ مہارت کے لئے دیئے گئے ہیں۔

اس طرح سے یہ کتاب طلباء و مدرسین کے لئے یکساں مفید ہوگی اور اللہ سے امید ہے کہ اس سے سراجی کا حل کرنا انتہائی آسان ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو میرے لئے بہترین باقیات الصالحات بنائے اور تمام اہلِ علم کے لئے نافع فرمائے۔ آمین۔

ایک گزارش: چونکہ انسان غلطی کا پتلا ہے اور سوائے اللہ کی کتاب کے کوئی کتاب غلطیوں سے بالاتر نہیں اس لئے اگر اہل علم حضرات کو اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم وہ راقم الحروف کی کم علمی سمجھیں اور پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس کی اصلاح فرمائیں اور راقم الحروف کو بھی مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ "اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔"

محتاجِ دعا

ابو زبیر نصیب الرحمٰن علوی عفی عنہ

۱۳ صفر ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۲۰۰۵ء
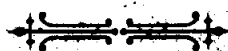
علم میراث کی بعض اصطلاحات

❶ مَیْت: صحیح لفظ جو مردے کے لئے عربی میں بولا جاتا ہے مَیْت ہے بسکون الیا اس لئے کہ المعجم میں ہے۔

مَیْت: (بسکون الیاء) الذی فارق الحیاۃ وجمعه "أموات" كما فی قوله تعالٰی ﴿أَفَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ﴾ والمَيِّتْ. (بالتشديد وكسر الياء) من فی حكم الميت وليس به وجمعه "أموات وموتٰی" كما فی قوله تعالٰی ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ (المعجم الوسيط: ج۲ ص۸۹۱) لہٰذا مردے کے لئے میّت کا لفظ جو مشہور ہے عربی زبان کے لحاظ سے وہ صحیح نہیں۔ لیکن اردو زبان میں اس کے لئے لفظ میّت (می یت) ہی صحیح مانا جاتا ہے۔

❷ تَرِکَہْ: میت اپنے پیچھے جو مال چھوڑتا ہے اسے ترکہ کہتے ہیں خواہ عین ہو یا دین۔

ترکہ (بکسر الراء) اور ترکہ (بسکون الراء) دونوں صحیح ہیں لیکن ترکہ (بفتح الراء) جو کہ مشہور ہے صحیح نہیں۔

❸ ذوی الفروض: یا اصحابِ فرائض وہ لوگ جن کے حصے شریعت (قرآن وسنت اور اجماع) میں مقرر ہیں۔

❹ عصبہ: اقرباء میت میں سے وہ حضرات جن کی نسبت الی المیت میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو جیسے آباء واجداد اور ابناء وغیرہ ان کا ترکہ میں معین حصہ مقرر نہیں ہوتا بلکہ اگر تنہا ہوں تو کل مال اور اگر ذوی الفروض کے ساتھ ہوں تو ذوی الفروض سے بچا ہوا سارا مال لیتے ہیں۔

❺ ذوی الارحام: ہر وہ رشتہ دار کہ نہ وہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ ہو۔

❻ سہام: حصے۔

❼ رؤس: افراد یعنی ورثہ۔

❽ طائفہ: وارثوں کی ایک جماعت۔

❾ کسر: پورے عدد کا ایک حصہ جیسے آدھا، تہائی، چوتھائی۔

❿ تصحیح: کسر ختم کرنا۔

⓫ من یرد علیهم ومن لا یرد علیهم: ذوی الفروض سببی یعنی زوجین پر چونکہ رد نہیں ہوتا اس لئے انہیں من لا یرد علیهم اور ذوی الفروض نسبی پر رد ہوتا ہے اس لئے انہیں من یرد علیهم کہا جاتا ہے۔

⓬ من انکسر علیهم السهام: ورثہ کی وہ جماعت جن کے افراد پر ان کا حصہ بلا کسر تقسیم نہ ہو سکے۔

وضاحت: علم میراث میں جب کوئی رشتہ ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد میت کے ساتھ رشتہ ہوتا ہے: مثلاً باپ ذکر ہو تو اس سے مراد میت کا باپ ہوگا بیٹا ذکر ہو تو مراد میت کا بیٹا ہوگا وَعَلٰی هٰذَا الْقِيَاس۔

جدول

اصحاب فرائض اور ان کے حصے

شمار	اصحاب فرائض	حالتیں	حصے
١	باپ	١	سدس جب کہ بیٹا یا پوتا وغیرہ موجود ہو۔
		٢	سدس وعصبہ (اصحاب فرائض سے باقی ترکہ) جب کہ صرف بیٹی یا پوتی وغیرہ موجود ہو۔
		٣	عصبہ (اصحاب فرائض سے مابقیہ ترکہ) جب کہ اولاد یا اولادِ ابن موجود نہ ہو۔
٢	دادا	١	سدس جب کہ بیٹا یا پوتا وغیرہ موجود ہو۔ (دادا ان تین حالتوں میں باپ کی طرح ہے سوائے چار مسائل کے۔)
		٢	سدس وعصبہ جب کہ صرف بیٹی یا پوتی وغیرہ موجود ہو۔
		٣	عصبہ جب کہ اولاد یا اولادِ ابن موجود نہ ہو۔
		٤	محروم اگر باپ موجود ہو۔
٣	اخیافی بھائی	١	سدس اگر ایک ہو۔
٤	اخیافی بہن	٢	ثلث اگر دو یا دو سے زائد ہوں (چاہے مذکر ہوں یا مؤنث)
		٣	محروم اگر میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ یا باپ یا دادا موجود ہو۔
٥	شوہر	١	نصف اگر بیوی کی اولاد یا اولادِ ابن نہ ہو۔
		٢	ربع اگر بیوی کی اولاد یا اولادِ ابن موجود ہو۔
٦	بیوی یا بیویاں	١	ربع اگر شوہر کی اولاد یا اولادِ ابن نہ ہو۔
		٢	ثمن اگر شوہر کی اولاد یا اولادِ ابن موجود ہو۔
٧	بیٹی یا بیٹیاں	١	نصف اگر ایک ہو۔
		٢	ثلثان اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں
		٣	عصبہ اگر بیٹے ساتھ موجود ہوں۔
٨	پوتیاں	١	نصف اگر ایک ہو اور کوئی حقیقی اولاد نہ ہو۔
		٢	ثلثان اگر دو یا دو سے زائد ہوں اور حقیقی اولاد نہ ہو
		٣	سدس اگر ساتھ ایک بیٹی موجود ہو
		٤	محروم اگر دو بیٹیاں موجود ہوں
		٥	عصبہ اگر پوتا یا پڑپوتا وغیرہ موجود ہو اور حقیقی اولاد بالکل نہ ہو یا صرف بیٹیاں موجود ہوں
		٦	محروم اگر میت کا بیٹا موجود ہو۔

شمار	اصحاب فرائض	حالتیں	حصے
۹	اعیانی بہنیں	①	نصف اگر ایک ہو اور حقیقی اولاد نہ ہو
		②	ثلثان اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں اور حقیقی اولاد نہ ہو
		③	عصبہ (للذکر مثل حظ الانثیین) اگر حقیقی بھائی ساتھ موجود ہو
		④	مابقیہ از حصص ذوی الفروض اگر میت کی صرف بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں
		⑤	محروم اگر بیٹا یا پوتا یا باپ موجود ہو بالاتفاق اور امام صاحب کے ہاں دادا سے بھی محروم۔
۱۰	علاتی بہنیں	①	نصف اگر ایک ہو اور حقیقی اولاد یا حقیقی بہن بھائی نہ ہو
		②	ثلثان اگر دو یا دو سے زائد ہو اور اولاد یا حقیقی بہن بھائی نہ ہو
		③	سدس اگر میت کی ایک حقیقی بہن موجود ہو
		④	محروم اگر میت کی دو حقیقی بہنیں موجود ہوں
		⑤	عصبہ للذکر مثل حظ الانثیین اگر علاتی بھائی ساتھ موجود ہو
		⑥	عصبہ مع الغیر اگر صرف بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں اور حقیقی بہن نہ ہو
		⑦	محروم اگر میت کا بیٹا یا پوتا یا باپ یا حقیقی بھائی موجود ہو۔
۱۱	ماں	①	سدس اگر میت کی اولاد یا اولاد ابن یا دو یا زیادہ بہن بھائی موجود ہو
		②	ثلث جمیع مال جب کہ مذکورہ بالا ورثہ میں سے کوئی نہ ہو اور نہ ہی زوجین میں سے کوئی ایک باپ کے ساتھ اکٹھا ہو
		③	ثلث مابقیہ از حصص احد الزوجین جب کہ زوجین میں سے کوئی ایک باپ کے ساتھ موجود ہو۔
۱۲	جدات (نانیاں، دادیاں)	①	سدس اگرچہ ایک ہو یا زیادہ
		②	محروم اگر ماں موجود ہو۔

نوٹ: صرف دادیاں چاہے کسی بھی درجے میں ہو باپ کی موجودگی سے بھی محروم ہوتی ہیں اور اسی طرح سے دادا سے بھی البتہ دادا کی موجودگی سے حقیقی دادی محروم نہیں ہوتی۔
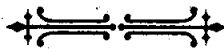
عصبات نسبیہ اور ان کے اقسام

عصبات		اقسام باعتبار استحقاق	حکم
عصبہ[۱] بنفسہ	①	جزءِ میت: بیٹا، پوتا، پڑپوتا وغیرہ	ان میں سے جو قرابت میں زیادہ قوی ہوں وہ مقدم ہے یعنی جن کا رشتہ ماں باپ دونوں سے ہو وہ اولیٰ ہے اس سے جن کا رشتہ صرف باپ یا صرف ماں کی وجہ سے ہو۔
	②	اصلِ میت: باپ، دادا، پردادا وغیرہ	
	③	جزءِ ابِ میت: بھائی، بھتیجے اور ان کے بیٹے وغیرہ	
	④	جزءِ جدِ میت: چچا، چچا کا بیٹا اور ان کے بیٹے وغیرہ	
عصبہ[۲] بغیرہ	①	بیٹی: ایک یا زیادہ جبکہ بیٹا ساتھ ہو	ان میں بھی جن کی قرابت قوی ہو وہ کمزور قرابت والوں سے اولیٰ ہے یعنی حقیقی اولیٰ ہے علاتی سے
	②	پوتی: ایک یا زیادہ جب کہ پوتا ساتھ ہو۔	
	③	حقیقی بہن: ایک یا زیادہ جب کہ بھائی ساتھ ہو	
	④	علاتی بہن: ایک یا زیادہ جب کہ بھائی ساتھ ہو۔	
عصبہ[۳] مع غیرہ	①	بہن حقیقی ہو یا علاتی ایک ہو یا زیادہ جب کہ صرف بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں اور بیٹا یا پوتا کوئی نہ ہو اور نہ ہی دیگر عصبہ ہوں۔	ان میں بھی جن کی قرابت قوی ہو وہ کمزور قرابت والوں سے اولیٰ ہے یعنی حقیقی اولیٰ ہے علاتی سے

---

۱ عصبہ بنفسہ: ہر وہ مرد جس کی نسبت الی المیت میں عورت کا واسطہ نہ ہو۔

۲ عصبہ بغیرہ: ہر وہ عورت جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اس کا بھائی عصبہ بنفسہ ہو تو یہ عورت بھی بھائی کی موجودگی میں بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے۔

۳ عصبہ مع غیرہ: وہ ذی فرض عورتیں جو دوسری ذی فرض عورتوں کی وجہ سے عصبہ بنیں اور عصبہ بنانے والی خود ذی فرض ہی رہیں۔

حساب کا آسان وجامع طریقہ

عزیزانِ گرامی! جیسا کہ آپ جانتے ہیں علم میراث کے مسائل میں حساب کی ضرورت پیش آئے گی اس لئے ہم پہلے اختصار کے ساتھ حساب کے ضروری اصول وطریقے یہاں بیان کرتے ہیں اسے خوب سمجھ لیں تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ میراث کے کسی بھی مسئلہ میں پریشانی نہیں ہوگی۔

جیسا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ حساب میں کبھی تو ضرب (مضاعف کرنے) کی حاجت پیش آتی ہے اور کبھی تقسیم کی، کبھی جوڑ کی اور کبھی گھٹانے کی اس لئے ہم ہرایک کا طریقہ الگ الگ لکھ دیتے ہیں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

جوڑ کا طریقہ

جن اعداد کو جن اعداد میں جوڑنا ہے انہیں اوپر نیچے لکھئے اور نچلے والے عدد کے دائیں جانب جوڑ کا نشان + ڈال دیں مثلاً جیسے:

۴۴۵
۴۲۹+
۸۷۴

اولاً دائیں جانب سے جوڑ کا عمل شروع کیجئے ۵ اور ۹ کو جوڑیئے تو ۱۴ ہوئے صرف اکائی ۴ کو نیچے لکھ دو اور دہائی ایک کو محفوظ رکھئے پھر ۴ اور ۲ کا مجموعہ ۶ ہوئے پہلے والے ایک محفوظ کو اس میں جوڑا گیا تو ۷ ہوگئے ان کو نیچے لکھ دو پھر ۴ اور ۴ آٹھ ہوئے لہٰذا اس کو نیچے لکھ دو اب مجموعہ یہ ہوگیا۔ آٹھ سو چوہتر ۸۷۴۔

گھٹانے کا طریقہ

وہی مثال لے لو البتہ اعداد کو اوپر نیچے لکھنے کے بعد نیچے والے عدد کے دائیں جانب گھٹانے کا نشان یعنی - ڈالیں مثلاً جیسے:

۴۴۵
۴۲۹-
۱۶

یہاں بھی دائیں جانب سے عمل شروع کیجئے اور ۵ میں سے ۹ کو گھٹایئے تو یہ گھٹے گا نہیں چونکہ ۹ زیادہ ہے لہٰذا ۵، اپنے پڑوسی، ۴، سے ایک دہائی یعنی دس ہدیہ میں لے گا اب یہ ۵، ۱۵ کے قائم مقام ہوگیا ۱۵ میں سے ۹ کم کیا تو ۶ باقی بچے ان کو نیچے لکھ دیجئے اب آگے چلئے ۲ کو ۴ میں سے گھٹانا ہے مگر چونکہ یہ چار ایک دہائی اپنے پڑوسی کو ہبہ کر چکا ہے اور قبضہ بھی کرا چکا ہے تو اس کو اب ایک عدد کم یعنی ۳ شمار کیا جائے گا تو ۳ میں سے ۲ کو گھٹایا تو ایک بچا اس کو نیچے لکھ دو

آگے گھٹنے کی گنجائش نہیں اور نہ کوئی ہبہ کرنے والا باقی رہا لہٰذا بس گھٹانے کا عمل پورا ہو گیا اب نیچے والے عدد کو دیکھ لو کتنا ہے تو وہ سولہ ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جب چار سو پینتالیس میں سے چار سو انتیس گھٹائے جائیں گے تو سولہ بچیں گے۔

ضرب کا آسان طریقہ

یہ ہے کہ جن اعداد میں ضرب دینی ہے انہیں اوپر لکھ دو اور جس عدد سے ضرب دینی ہے اسے نیچے لکھ دو اور اس کے بائیں طرف ضرب کا نشان یعنی × ڈال دو پھر نیچے والے عدد کو اوپر والے عدد سے اس طرح ضرب دو کہ دائیں طرف سے شروع کرو اور بائیں طرف بڑھتے جاؤ یعنی سب سے پہلے نچلے والے عدد کا پہاڑا اکائی پر چلاؤ پھر دہائی پر اور پھر سیکڑہ پر وعلیٰ ھذا القیاس۔ مثلاً اس طرح:

۴۴۵
×۵
۲۲۲۵

یعنی آپ چار سو پینتالیس میں پانچ کو ضرب دینا چاہتے ہیں تو اولاً اوپر والے ۵ پر نیچے والے ۵ کا پہاڑا چلایئے پانچ پنجے پچیس تو اکائی ۵ نیچے لکھ دو اور دہائی ۲ کو اپنے پاس محفوظ رکھو پھر اگلے ۴ پر ۵ کا پہاڑا چلایئے تو پانچ چوک بیس ہوئے اب ان ۲ کو جو محفوظ تھے اس ۲۰ کے ساتھ جوڑ دو جن کا مجموعہ ۲۲ ہو گیا تو ان میں سے صرف اکائی ۲ کو نیچے لکھئے اور دہائی ۲ کو پھر محفوظ رکھو اس کے بعد اگلے ۴ پر ۵ کا پہاڑا چلایئے تو ۲۰ ہوا اور ۲ کو جو محفوظ ہے اس کے ساتھ جوڑا گیا تو ۲۲ ہو گیا اب چونکہ آگے کوئی عدد نہیں اس لئے پورا ۲۲ یہاں نیچے لکھ دو تو جو نیچے لکھا ہوا ہے وہ حاصلِ ضرب ہے جن کا مجموعہ یہ ہوا بائیس سو پچیس۔

اور اگر وہ عدد جس سے آپ ضرب دینا چاہتے ہیں مرکب یعنی نو سے زائد ہے تو اس کو بھی درجہ بالا طریقے سے ہی لکھو مثلاً:

۴۴۵
×۵۵
۲۲۲۵
۲۲۲۵
۲۴۴۷۵

یعنی پہلے ۵ کو اوّل طریقہ کے مطابق ضرب دے دو پھر دوسرے ۵ کو ایسے ہی ترتیب وار اوپر والے ہر عدد میں ضرب دیئے جاؤ بس اتنا فرق کرو کہ دوسرے عدد کا جب پہاڑا اوپر والے پہلے عدد سے شروع کرو تو اس کی اکائی کو نقشہ ہذا میں لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق پہلا ہندسہ چھوڑ کر دوسرے ہندسہ کے نیچے سے لکھنا شروع کرو اور باقی عمل

حسب سابق کرتے ہوئے جاؤ۔ اب اوپر نیچے دیکھتے ہوئے چلو جہاں ہندسہ اکیلا ملے اُسے جوں کا توں نیچے لکھ دو اور جہاں اوپر بھی ملے اور نیچے بھی ان دونوں کو جوڑ کر مجموعہ نیچے لکھ دو اور آخر تک یہی عمل کرتے ہوئے جاؤ، اور اگر کسی جگہ دونوں کا مجموعہ دس یا اس سے زائد ہو جائے تو صرف اکائی لکھی جائے گی اور دہائی کو محفوظ رکھ کر اگلے میں جوڑ دی جائے گی۔ تو یہاں مجموعہ یہ ہو گیا چوبیس ہزار چار سو پچھتر۔

تنبیہ: ضرب بھی جمع و جوڑ ہی کا ایک طریقہ ہے فرق اتنا ہے کہ جوڑ میں دو عددوں کی مجموعی تعداد جوڑی جاتی ہے اور ضرب میں مرتبہ عدد کی مجموعی حیثیت کو جوڑا جاتا ہے۔

تقسیم کا آسان طریقہ

اور اگر آپ کسی عدد کو دوسرے سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک سیدھی لکیر ڈال کر اس کے نیچے ان اعداد کو لکھ دو جنہیں آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں پھر اس کے دونوں طرف قوس کی صورت میں لکیر کھینچ کر بائیں جانب وہ عدد لکھ دو جس سے آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور تقسیم اس طرح شروع کرو کہ بائیں سے دائیں طرف بڑھتے چلے جاؤ اور دائیں جانب حاصلِ قسمت کو لکھتے جاؤ۔ مثلاً اس طرح:

۵) ۴۴۵ (۸۹
۴۰
۴۵
۴۵
××

یعنی آپ چار سو پینتالیس کو پانچ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اولاً آپ ۵ کا پہاڑا چلائیں جو فقط ۴ کے اوپر نہیں چلے گا کیونکہ ۴ چھوٹا عدد ہے اور ۵ بڑا اور حساب کا قاعدہ ہے کہ ضرب میں تو عدد کے مرتبہ تک پہاڑا چلایا جاتا ہے اور تقسیم میں وہاں تک جب تک کہ حاصلِ ضرب مضروب کے مساوی یا پھر اس سے کم رہے بڑھنے نہ پائے اس لئے اس ۴ کے ساتھ یہ اگلے ۴ کو بھی لے کر چلے گا، جن کا مجموعہ چوالیس ہیں تو پانچ اٹھے چالیس تو چونکہ آپ نے ۵ کا پہاڑا آٹھ تک چلایا ہے چونکہ آگے چلنے کی ۴۴ میں گنجائش نہیں لہٰذا ۸ دائیں لکیر کی داہنی طرف لکھ دیں اور ۴۰ کو ۴۴ کے نیچے، پھر ۴۴ سے ۴۰ کو گھٹایئے تو ۴ بچے اس کو ایک لکیر کھینچ کر نیچے لکھ دو۔ چونکہ یہاں بھی اس ۴ پر ۵ کا پہاڑا نہیں چلتا لہٰذا اوپر سے وہ ۵ جو ابھی تک نہیں چھیڑا گیا تھا اس کو نیچے اتار لو اب یہ ۴۵ ہو گئے اب ان پر ۵ کا پہاڑا چلایئے پانچ نم ۴۵ لہٰذا حسب طریق سابق ۹ کو ۸ کی دائیں جانب لکھ دیں اب حساب پورا ہو گیا اور حاصلِ قسمت نواسی ہوا۔

دوسری مثال:

۳) ۲۵ (۸ ۱/۳
۲۴
۰۱

یعنی آپ پچیس کو تین سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اسی درجہ بالا طریقے سے پہلے ۲۵ کو لکھا پھر لکیر ڈال کر ۳ کو اس

کے بائیں طرف لکھا اب آپ نے ۲۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو تین اٹھے چوبیس، ۲۴ نیچے لکھ دو اور ۸ حاصلِ قسمت کی جگہ لکھ دو پھر ۲۵ میں سے ۲۴ کو گھٹاؤ تو ایک بچا اب ۸ سے آگے ایک چھوٹی سی مستوی لکیر کھینچ کر بچے ہوئے ایک کو اوپر اور تقسیم کرنے والے تین کو نیچے لکھ دو اب یہ ہوگیا $\frac{1}{3}$ ۸ یعنی آٹھ مکمل اور باقی ایک کا ایک ثلث (تہائی) یہی حاصلِ قسمت ہے۔

تیسری مثال: مثلاً آپ ۳۱۵ کو ۳ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ:

```
۳ ) ۳۱۵ ( ۱۰۵
    ۳
    ---
     ۱۵
     ۱۵
    ---
     ××
```

اوّلاً ۳ پر ۳ کا پہاڑا چلایئے تو ایک مرتبہ چلے گا تو ۳ نیچے لکھئے اور ایک کو دائیں جانب حاصلِ قسمت کی جگہ لکھیں اوپر سے ایک کو اتار لو، اس ایک پر ۳ کا پہاڑا نہیں چلتا تو حاصلِ قسمت کی جگہ ایک کے آگے صفر کا نقطہ لگا کر اگلا ۵ بھی نیچے اتار لیجئے اب یہ ۱۵ ہوگیا تو ۱۵ پر ۳ کا پہاڑا چلایئے تین پنجے پندرہ حسب سابق ۱۵ نیچے اور ۵ کو حاصلِ قسمت کی جگہ اوپر لکھئے اب دیکھئے حاصلِ قسمت ہوا ایک سو پانچ اور یہی جواب ہے۔

کسور (بٹوں) کو اعداد صحیحہ میں ضرب دینے کا طریقہ

کبھی اعداد میں ٹوٹن ہوتی ہے عربی میں اس کو کسر کہتے ہیں اور ہندی اور اردو میں بٹ اور بٹے کہتے ہیں جیسے پاؤ، آدھا، پون، سوا، ڈیڑھ، پونے دو، اڑھائی تو ان کو جب اعداد میں لکھا جاتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے مثلاً اڑھائی کو ایسے لکھیں گے $\frac{1}{2}$ ۲ ڈیڑھ کو $\frac{1}{2}$ ۱ سوا کو $\frac{1}{4}$ ۱ پونے دو کو $\frac{3}{4}$ ۱ فقط چوتھائی کو $\frac{1}{4}$ اور آدھے کو $\frac{1}{2}$ اور پون کو $\frac{3}{4}$ اور تہائی کو $\frac{1}{3}$ اور دو تہائی کو $\frac{2}{3}$ لکھیں گے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی اور اس سے پہلے جمع (جوڑ) اور گھٹانے نیز ضرب و تقسیم کا طریقہ معلوم ہو چکا ہے تو اب توجہ کے ساتھ دیکھئے کہ بٹے کو غیر میں ضرب دینے کا کیا طریقہ ہے ہم آسان الفاظ اور آسان طریقہ پر اِنْ شَاءَ اللّٰہ سمجھائیں گے۔

اولاً کسور (بٹوں) کو صحیح اور درست کرنے کی ضروری سعی کی جائے گی جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ بٹے میں جو صحیح عدد ہے بٹے کو اس میں ضرب دے دو پھر اوپر والے عدد کو اس میں جوڑ دو پھر مجموعہ اوپر اور کسر کو جوں کی توں اس کی جگہ لکھو اس کے بعد اوپر والے عدد کو اس عدد میں ضرب دے دو جس میں آپ ضرب دینا چاہتے ہیں پھر حاصلِ ضرب کو نیچے والے عدد (یعنی کسر) سے تقسیم کر دو۔ جو حاصلِ قسمت ہوگا وہ اس بٹے کو عددِ صحیح میں ضرب دینے کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ سوا تین کو تین سو پندرہ میں ضرب دیں تو آپ سوا تین کو طریق مذکور کے مطابق ایسے لکھیں گے $\frac{1}{4}$ ۳ تو اب آپ نیچے والے چار کو بائیں والے تین میں ضرب دیں گے چار تیئے ۱۲ ہوتے ہیں اور اوپر والے ایک کو اس میں جوڑ

دیں گے تو مجموعہ ۱۳ ہو گیا حسب بیان مندرجہ بالا ۱۳ کو اوپر اور ۴ کو نیچے اس طرح لکھیں گے $\frac{۱۳}{۴}$، اب ۳۱۵ کو ۱۳ سے ضرب دیں گے اسی سابق طریقہ کے مطابق ایسے:

$$\begin{array}{r} ۳۱۵ \\ \times ۱۳ \\ \hline ۹۴۵ \\ ۳۱۵ \\ \hline ۴۰۹۵ \\ \hline \end{array}$$

جیسا کہ اس کی تفصیل سمجھائی جا چکی ہے لہٰذا حاصلِ ضرب چار ہزار پچانوے ہوئے اب اس کو حسب بیان سابق ۴ سے تقسیم کر دو ایسے:

$$۴\overline{)۴۰۹۵}(۱۰۲۳\frac{۳}{۴}$$

$$\begin{array}{r} -۴ \\ \hline ۹ \\ ۸ \\ \hline ۱۵ \\ ۱۲ \\ \hline ۳ \end{array}$$

یعنی پہلے ۴ کا پہاڑا، ۴ پر چلایئے صرف ایک مرتبہ چلے گا لہٰذا، ۴ کو نیچے اور ۱ کو حاصلِ قسمت کی جگہ لکھیں پھر آگے صفر ہے جس کو اتارنا لغو ہوگا اس لئے کہ یہ جب صرف عدد کی دائیں جانب آتی ہے تو اس کو دس گنا کر دیتی ہے اور بائیں جانب آتی ہے تو لغو محض ہوتی ہے لہٰذا اس کو لغویت سے بچانے کے لئے بمطابق قاعدہ حساب حاصلِ قسمت کی جگہ ایک کی دائیں جانب لکھ دیں اور اگلے والے عدد ۹ کو نیچے اتار لیں۔ اب اس پر ۴ کا پہاڑا چلایئے دو مرتبہ چلے گا چار دونی ۸ ہوتے ہیں لہٰذا، ۸ کو نیچے لکھئے اور ۲ کو صفر کی دائیں جانب لکھ دیں اب ۹ میں سے ۸ کو گھٹایئے تو ۱ بچتا ہے اس ایک کو نیچے لکھئے اور دوسرے عدد ۵ کو اتار کر اس ایک کے پاس لایئے تو اب ان کا مجموعہ ۱۵ ہو گیا۔ اب اس ۱۵ پر ۴ کا پہاڑا چلایئے تین مرتبہ چلے گا چار تیئے ۱۲ ہوتے ہیں لہٰذا، ۱۲ کو ۱۵ کے نیچے لکھئے اور ۳ کو اوپر حاصلِ قسمت کی جگہ لکھ دیجئے اور اب ۱۲ کو ۱۵ میں سے گھٹایئے تو ۳ بچے تو اب حاصلِ قسمت میں عدد صحیح کو پورا اور ایک لکیر کھینچ کر مابقیہ ۳ کو اوپر اور جس عدد سے تقسیم کر رہے ہیں اس کو نیچے لکھ دیجئے ایسے $۱۰۲۳\frac{۳}{۴}$ یعنی ایک ہزار تئیس صحیح تین بٹہ چار یعنی ایک ہزار اور پونے چوبیس تو $۳\frac{۱}{۴}$ کو ۳۱۵ میں ضرب دینے کا نتیجہ $۱۰۲۳\frac{۳}{۴}$ ہوتا ہے۔ شاید اب طریقہ سمجھ آ گیا ہوگا۔

دوسری مثال: آپ $۱\frac{۱}{۲}$ کو ۱۰۵ میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو حسب سابق ۲ کو ایک میں ضرب دیجئے حاصلِ ضرب ۲ ہی ہوا پھر اوپر والے ایک کو اس میں جوڑا گیا تو تین ہو گیا اب ان کو ایسے لکھئے $\frac{۳}{۲}$، اب ۱۰۵ کو ۳ سے ضرب دیجئے ایسے:

$$\begin{array}{r} ۱۰۵ \\ \times ۳ \\ \hline ۳۱۵ \\ \hline \end{array}$$

یعنی ٣ کا پہاڑا، ٥ پر چلایئے پانچ مرتبہ چلے گا تو تین پنجے پندرہ ہوئے تو فقط اکائی یعنی ٥ کو نیچے لکھئے اور دہائی ایک کو محفوظ رکھئے پھر تین کا پہاڑا صفر پر چلایا تو صفر تو صفر ہی آتی ہے مگر آپ کے پاس ایک پہلے سے محفوظ ہے بس اس ایک کو نیچے لکھ دو پھر ٣ کا پہاڑا ایک پر ایک مرتبہ چلایا تو تین ہی ہوئے لہٰذا، ٣ کو نیچے لکھ دو تو یہ ٣١٥ ہو گیا اب اس ٣١٥ کو ٢ سے تقسیم کر دیجئے اس طرح:

```
٢ ) ٣١٥ ( ١٥٧ ١/٢
    ٢
   ----
    ١١
    ١٠
   ----
     ١٥
     ١٤
   ----
      ١
```

یعنی دو کا پہاڑا، ٣ پر چلایئے تو ایک مرتبہ چلے گا (کیونکہ ضرب میں عدد کے مرتبہ تک پہاڑا چلے گا اور تقسیم میں وہاں تک چلے گا کہ حاصلِ ضرب مضروب کے مساوی یا کم رہے بڑھنے نہ پائے) لہٰذا جب ٣ پر ایک مرتبہ ٢ کا پہاڑا چلایا گیا تو ٢ ہو گئے۔ اگر دوسری مرتبہ پہاڑا چلا دیں گے تو حاصلِ ضرب چار ہو کر ٣ سے بڑھ جائے گا اور حساب غلط ہو جائے گا لہٰذا ایک مرتبہ ہی پہاڑا چلا تو ٢ کو نیچے اور جتنی مرتبہ پہاڑا چلا ہے اس کو حاصلِ قسمت کی جگہ پر لکھئے لہٰذا وہاں ایک لکھا گیا اب حسب بیان سابق ٣ میں سے ٢ کو گھٹایئے تو ایک بچا اوپر سے اگلا ایک اور اتارا گیا تو اب یہ ١١ ہو گئے۔ اب ١١ پر ٢ کا پہاڑا پانچ مرتبہ چلے گا تو دو پنجے دس لہٰذا دس کو نیچے اور پانچ کو حاصلِ قسمت کی جگہ لکھئے اور ١١ میں سے ١٠ کو گھٹایئے تو ١ بچا اوپر سے اس ایک کے برابر میں ٥، اتاریئے اب یہ ١٥ ہو گئے اب ١٥ پر ٢ کا پہاڑا چلایئے تو سات مرتبہ چلے گا دو ستے ١٤ لہٰذا، ١٤ کو نیچے اور ٧ کو اوپر حاصل قسمت کی جگہ لکھئے اب ١٤ کو ١٥ میں سے گھٹایئے تو ١ بچا، اب لکیر کھینچ کر بچے ہوئے ایک کو اوپر اور وہ ٢ جس سے تقسیم کی گئی ہے اس کو نیچے لکھئے اب دیکھئے کتنا ہوا تو حاصل یہ ہوا، ١٥٧ $\frac{1}{2}$ تو گویا ١ $\frac{1}{2}$ کو ١٠٥ میں ضرب دینے کا نتیجہ ١٥٧ $\frac{1}{2}$ ہوا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ امید ہے کہ اب یہ حساب ذہن نشین ہو گیا ہوگا۔

بٹے کو بٹے میں ضرب دینے کا طریقہ

اگر آپ بٹے کو بٹے میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے مجموعہ کو اوپر اور کسر (بٹے) کو اس کی سابق جگہ لکھ دیا جائے اس کے بعد اوپر والے کو اوپر والے سے اور نیچے والے کو نیچے والے سے ضرب دے کر اوپر والے کا مجموعہ (یعنی حاصلِ ضرب) اوپر اور نیچے والے کا نیچے لکھ دو پھر اوپر والے کو نیچے والے سے تقسیم کر دو حاصلِ قسمت ضرب کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ ٣ $\frac{1}{3}$ کو ٣ $\frac{1}{3}$ میں ضرب دینا چاہتے ہیں تو پہلے حسب سابق ٣ کو ٣ میں ضرب دیجئے حاصلِ ضرب ٩ ہوا پھر اوپر والے ایک کو اس میں جوڑ دیجئے تو مجموعہ ١٠ ہو گیا تو اس کو ایسے لکھئے $\frac{10}{3}$۔ دوسرے والے کا بھی یہی حال ہوگا اور اس کو بھی ایسے ہی لکھئے $\frac{10}{3}$ اب دونوں جگہ اوپر دس دس ہیں لہٰذا ١٠ کو ١٠ میں ضرب دیجئے تو حاصلِ ضرب ١٠٠ ہو گیا اور نیچے والے ٣ کو دوسرے ٣ میں ضرب

دیجئے تو حاصلِ ضرب ۹ ہو گیا اب ان کو ایسے لکھئے ۱۰۰/۹ اب سو کو ۹ سے تقسیم کیجئے ایسے:

۹) ۱۰۰ (۱۱ ۱/۹
۹
۱۰
۹
۱

یعنی ۱۰ پر ۹ کا پہاڑا چلایئے تو ایک مرتبہ چلے گا لہٰذا، ۹ کو ۱۰ کے نیچے اور ایک کو حاصلِ قسمت کی جگہ لکھ دو اب ۹ کو ۱۰ میں سے گھٹاؤ تو ایک بچا اوپر سے صفر اتارا گیا اب یہ دس ہو گئے اب ۱۰ پر ۹ کا پہاڑا چلایئے جو صرف ایک مرتبہ چلے گا۔ لہٰذا، ۹ کو ۱۰ کے نیچے اور ایک کو اوپر ایک کے برابر میں لکھ دو اور ۱۰ میں سے ۹ کو گھٹاؤ تو ایک بچتا ہے لہٰذا حاصلِ قسمت کی جگہ لکیر کھینچ کر اس ایک کو اوپر اور وہ ۹ جس سے تقسیم کی جا رہی تھی اس کو نیچے لکھ دو یعنی ۱۱ ۱/۹ یعنی گیارہ پورے اور باقی ایک کے نو حصوں میں سے ایک یہی ۱/۹ کا مطلب ہے۔

بڑے سے عددِ صحیح کو تقسیم کرنے کا طریقہ

یہاں بھی سب سے پہلے بڑے میں وہی عمل کیجئے جو ہم متعدد مرتبہ عرض کر چکے ہیں یعنی وہی ضرب و جوڑ والا عمل پھر مجموعہ کو اوپر اور نیچے والے کو جوں کا توں اس کی سابق جگہ لکھا جاتا ہے (کما مرّ مفصلاً) مگر وہ طریقہ ضرب کا تھا اگر تقسیم کرنا ہو تو ترتیب کو الٹ دیجئے یعنی مجموعہ کو نیچے اور نیچے والی کسر کو اوپر لکھا جائے گا۔ اب اوپر والے عدد کو اس عدد میں ضرب دیجئے جس کو آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ پھر حاصلِ ضرب کو اوپر اور جو پہلے چھوٹے عدد کے نیچے تھا اس کو حاصلِ ضرب کے نیچے لکھ دو اور پھر اوپر والے کو نیچے والے سے تقسیم کر دو حاصلِ قسمت تقسیم مذکور کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ ۱۵ کو ۳ ۱/۳ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو پہلے حسب سابق ۳ کو ۳ میں ضرب دیجئے حاصل ضرب ۹ ہو گیا اوپر والے کو اس میں جوڑنے سے ۱۰ ہو گیا اب اگر مسئلہ ضرب کا ہوتا تو ایسے لکھا جاتا ۱۰/۳ لیکن یہاں مسئلہ تقسیم کا ہے اس لئے الٹا کر کے ایسے لکھیں گے ۳/۱۰ اب ۳ کو ۱۵ میں ضرب دیں گے تو حاصلِ ضرب ۴۵ ہو گیا اب اسی دس کو جو تین کے نیچے تھے ۴۵ کے نیچے اسی طرح لکھئے ۴۵/۱۰ اب ۴۵ کو ۱۰ سے تقسیم کرنا ہے۔ لہٰذا حسب بیان سابق ایسے تقسیم کر دیا:

۱۰) ۴۵ (۴ ۵/۱۰
۴۰
۵

جس کا نتیجہ ۴ ۵/۱۰ آیا ہے اسی کو آسانی اور سہولت کی غرض سے چھوٹا بنا لیا جاتا ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ ۱۰ اور ۴۵ میں توافق بالخمس ہے لہٰذا ہر ایک کا وفق اس کی جگہ لکھ دیا جاتا ہے لہٰذا، ۱۰ کا وفق (خمس) ۲ ہے اور ۴۵ کا ۹ ہے تو اس کو ایسے لکھ دیجئے ۹/۲ اس کا مطلب وہی ہے جو ۴۵/۱۰ کا تھا مگر اب عدد چھوٹا ہو گیا جس کی وجہ سے حساب میں سہولت رہے گی تو اب ۹ کو ۲ سے تقسیم کیجئے جیسے:

۲) ۹ (۴ ۱/۲
۸
۱

یعنی حسب سابق ۹ پر ۲ کا پہاڑا چلایا تو چار مرتبہ چلا دو چوک آٹھ تو ۸ کو ۹ کے نیچے اور ۴ کو حاصلِ قسمت کی جگہ پر لکھئے اور پھر ۹ میں سے ۸ کو گھٹائیے تو ایک بچا تو حاصلِ قسمت کی جگہ ۴ سے آگے ایک لکیر کھینچ کر ایک کو اوپر اور وہ ۲ جس سے تقسیم کی جارہی تھی نیچے لکھئے اب دیکھئے کتنا ہوا تو مجموعہ یہ ہوا ۱/۲ ۴ یعنی ساڑھے چار تو معلوم ہوا کہ ۱۵ کو ۱/۳ ۳ سے تقسیم کرنے کا نتیجہ ۱/۲ ۴ ہے اور ۴۵/۱۰ ۴ جو ۴۵ کو ۱۰ سے تقسیم کرنے کی صورت میں نتیجہ آیا تھا اس کا بھی یہی مطلب تھا یعنی ساڑھے چار۔

بٹے کو بٹے سے تقسیم کرنے کا طریقہ

جب آپ بٹے کو بٹے سے تقسیم کرنا چاہیں تو حسب بیان سابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے اس کو سامنے لائیے اور مقسِم (یعنی وہ عدد جس سے آپ تقسیم کرنا چاہتے ہیں) کے اندر کسر کو اوپر اور مجموعہ (یعنی ضرب و جوڑ کے نتیجہ) کو نیچے لکھئے اور مقسَم کے اندر (یعنی جس کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں) مجموعہ کو اوپر اور کسر کو نیچے لکھئے۔ پھر اوپر والے کو اوپر والے سے اور نیچے والے کو نیچے والے سے ضرب دے کر نیچے والے حاصلِ ضرب سے اوپر والے حاصلِ ضرب کو تقسیم کر دیجئے حاصلِ قسمت تقسیم مذکورہ کا نتیجہ ہوگا مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ ۱/۵ ۶ کو ۱/۴ ۴ سے تقسیم کریں تو اوّل مقسَم ہے اور دوسرا مقسِم ہے۔ ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے مقسَم کو ایسے لکھئے ۳۱/۵ اور مقسِم کو ایسے لکھئے ۴/۱۷ اب ۳۱ کو ۴ میں ضرب دیجئے تو حاصلِ ضرب ۱۲۴ ہوا پھر ۱۷ کو ۵ میں ضرب دیجئے تو حاصلِ ضرب ۸۵ ہو گیا اب ۱۲۴ کو ۸۵ سے تقسیم کیجئے تو حاصلِ قسمت ۳۹/۸۵ ۱ ہوا۔

دوسری مثال: آپ ۳/۵ ۶ کو ۱/۲ ۵ سے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو حسب بیان سابق مقسَم کو لکھئے ۳۳/۵ اور مقسِم کو لکھئے ۲/۱۱ اب ۳۳ کو ۲ میں ضرب دیجئے تو حاصلِ ضرب ۶۶ ہوا پھر ۵ کو ۱۱ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۵۵ ہوا اب ۶۶ کو ۵۵ سے تقسیم کیجئے تو حاصلِ قسمت ۱۱/۵۵ ۱ ہوا جو مساوی ہے اب کے ۱/۵ ۱ کے بالفاظ دیگر جب ۶ روپے ساٹھ پیسوں کو ساڑھے پانچ جگہ تقسیم کیا گیا تو فی کس ایک روپیہ بیس پیسے آئیں گے۔ اب اِنْ شَاءَ اللّٰہ امید ہے کہ یہ طریقہ سہل ہو گیا ہوگا۔

بٹوں کو بٹوں میں جوڑنے کا طریقہ

اگر آپ بٹوں کو بٹوں میں جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے حسب بیان سابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کیجئے اس کے بعد کسرات کو دیکھئے کہ ان میں آپس میں کون سی نسبت ہے (نسبت معلوم کرنے کا طریقہ صفحہ نمبر ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیے) توافق ہے یا تداخل یا تباین۔ اگر توافق ہے تو وفق محفوظ رکھو اور اگر تباین ہو تو ان کو آپس میں ضرب دو اور

حاصلِ ضرب کو محفوظ کر لو۔ اب اس محفوظ کو ہر کسر سے تقسیم کرو اور حاصل قسمت کو اسی کے ساتھ برائے یادداشت محفوظ کر لو اور اس سے اوپر والے مجموعہ کو ضرب دو ہر ایک میں یہی عمل کرتے ہوئے جاؤ پھر اس مجموعہ کو ایک جگہ جوڑ دو اور اس جوڑ کے حاصل کو اس عدد سے تقسیم کر دو جو پہلے سے آپ کے پاس محفوظ ہے۔ حاصلِ قسمت جوڑ کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً آپ $\frac{۳}{۹}$ ۴ + $\frac{۳}{۶}$ ۲ + $\frac{۷}{۸}$ ۴ + $\frac{۱}{۲}$ ۳ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کیجئے (کما مر مفصّلاً) لہٰذا اب ان کو ایسے لکھئے $\frac{۳۹}{۹}$ + $\frac{۱۵}{۳}$ + $\frac{۳۹}{۸}$ + $\frac{۷}{۲}$ اب کسرات کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ۹ اور ۳ میں تداخل ہے لہٰذا، ۳ کو ساقط کر دیا اور ۹ کو لے لیا پھر ۸ اور ۲ میں تداخل ہے لہٰذا، ۲ کو کالعدم شمار کیا اور ۸ کو لے لیا پھر ۹ اور ۸ میں نسبت دیکھی تو تباین کی ملی لہٰذا، ۹ کو ۸ میں ضرب دیں گے ۹ اٹھے ۷۲ ہوتے ہیں لہٰذا، ۷۲ محفوظ رکھیں گے۔ اب حسب بیانِ سابق، اوّل والی کسر ۹ سے ۷۲ کو تقسیم کریں گے حاصلِ قسمت ۸ آئے گا۔ اب ان کو یادداشت کے لئے ایسے لکھ دو (۳۹×۸) پھر اگلی کسر ۳ ہے لہٰذا، ۷۲ کو ۳ سے تقسیم کیا تو حاصل قسمت ۲۴ ہوا اس کو بھی یادداشت کے لئے ایسے لکھ دو (۱۵×۲۴) پھر اگلی کسر ۸ سے ۷۲ کو تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۹ ہوا اس کو بھی حسب سابق ایسے لکھئے (۳۹×۹) پھر اگلی کسر ۲ ہے ۷۲ کو ۲ سے تقسیم کیا گیا تو حاصلِ قسمت ۳۶ ہوا ان کو بھی حسب سابق ایسے لکھئے (۷×۳۶) اب یادداشت کے لئے سب کو ایک جگہ لکھ دو (۳۹×۸) + (۱۵×۲۴) + (۳۹×۹) + (۷×۳۶) اب ۸ کو ۳۹ میں ضرب دو حاصلِ ضرب ۳۱۲ ہوا پھر ۲۴ کو ۱۵ میں ضرب دیں گے تو حاصلِ ضرب ۳۶۰ ہوا پھر ۹ کو ۳۹ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۳۵۱ ہوا۔ پھر ۳۶ کو ۷ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۲۵۲ ہوا اب ان کی مجموعی تعداد یہ ہوئی ۳۱۲+۳۶۰+۳۵۱+۲۵۲ اب ان کو جوڑ دیجئے تو ۱۲۷۵ ہوئے اب اس کو ۷۲ سے تقسیم کر دیجئے جو حاصلِ قسمت ہوگا وہی جوڑ کا نتیجہ ہوگا تو حاصل $\frac{۵۱}{۷۲}$ ۱۷ ہے جو مساوی ہے $\frac{۱۷}{۲۴}$ ۱۷ کے لہٰذا معلوم ہوا کہ $\frac{۳}{۹}$ ۴ + $\frac{۳}{۶}$ ۲ + $\frac{۷}{۸}$ ۴ + $\frac{۱}{۲}$ ۳ کو جوڑنے کا نتیجہ $\frac{۱۷}{۲۴}$ ۱۷ ہے۔

دوسری مثال: آپ $\frac{۱}{۴}$ ۴ + $\frac{۱}{۳}$ ۳ + $\frac{۴}{۳}$ ۴ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو اولاً ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کیا جائے گا لہٰذا ایسے لکھئے $\frac{۱۷}{۴}$ + $\frac{۱۰}{۳}$ + $\frac{۱۶}{۳}$ اس کے بعد کسرات میں نسبت دیکھی گئی تو ۳، ۳ میں تماثل ہے۔ لہٰذا ان میں سے ایک کو لیا گیا اور ۴، ۳ میں تباین ہے لہٰذا ۴ کو ۳ میں ضرب دیں گے۔ حاصلِ ضرب ۱۲ ہوا اب ۱۲ کو محفوظ کر لو پھر ۱۲ کو اوّل کسر ۴ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۳ ہوا تو اس کو حسب سابق ایسے محفوظ رکھو (۳×۱۷) پھر اگلی دونوں کسروں سے ۱۲ کو تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۴ ہوا تو ان کو بھی ایسے لکھئے (۴×۱۰) (۱۶×۴) اب یادداشت کے لئے ایک جگہ ایسے لکھ دو (۳×۱۷) (۴×۱۰) (۱۶×۴) پھر ۳ کو ۱۷ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۵۱ ہوا پھر ۴ کو ۱۰ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۴۰ ہوا پھر ۴ کو ۱۶ میں ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب ۶۴، ہوا اب ان کو جوڑا گیا تو مجموعہ ۱۵۵ ہو گیا لہٰذا اب ۱۵۵ کو ۱۲ سے تقسیم کیا جائے گا تو حاصلِ قسمت $\frac{۱۱}{۱۲}$ ۱۲ ہوا تو معلوم ہوا کہ $\frac{۱}{۴}$ ۴ + $\frac{۱}{۳}$ ۳ + $\frac{۴}{۳}$ ۴ کو جوڑنے کا نتیجہ $\frac{۱۱}{۱۲}$ ۱۲ ہو گیا۔

تیسری مثال: آپ $\frac{۱}{۴}$ ۵ + $\frac{۱}{۴}$ ۴ + $\frac{۱}{۴}$ ۳ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو اولاً حسبِ طریق سابق ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار

کر کے مجموعہ اوپر اور کسرات کو جوں کی توں نیچے لکھئے یعنی ایسے لکھئے $\frac{۲۱}{۴}$ + $\frac{۱۷}{۴}$ + $\frac{۱۳}{۴}$ پھر کسرات کو دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ سب میں تماثل ہے لہٰذا جس ۴ کو چاہو محفوظ کر لو۔ پھر ہر چار کو عدد محفوظ ۴ سے تقسیم کیا گیا تو حاصلِ قسمت ایک آیا پھر ایک سے اوپر والے ہر مجموعہ کو ضرب دی گئی تو حاصلِ ضرب وہی آیا جو پہلے سے ہے پھر ۲۱ + ۱۷ + ۱۳ کو جوڑا گیا تو مجموعہ ۵۱ ہوا پھر ۵۱ کو عدد محفوظ ۴ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت $۱۲\frac{۳}{۴}$ ہوا معلوم ہوا کہ $۵\frac{۱}{۴}$ + $۴\frac{۱}{۴}$ + $۳\frac{۱}{۴}$ کو جوڑنے کا نتیجہ $۱۲\frac{۳}{۴}$ ہوگا۔

چوتھی مثال: آپ $۱\frac{۱}{۲}$ + $۱\frac{۱}{۳}$ + $۱\frac{۱}{۵}$ کو جوڑنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ضرب و جوڑ کا طریقہ اختیار کر کے ایسے لکھئے $\frac{۳}{۲}$ + $\frac{۴}{۳}$ + $\frac{۶}{۵}$ پھر کسرات میں نسبت دیکھی تو تباین کی ملی لہٰذا ۲ کو ۳ میں ضرب دی تو ۶ ہوگیا پھر ۶ کو ۵ میں ضرب دی تو ۳۰ ہوگیا اس کو محفوظ رکھا گیا پھر ۳۰ کو ۲ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۱۵ ہوگیا (۳×۱۵) پھر ۳۰ کو ۳ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۱۰ ہوا (۴×۱۰) پھر ۳۰ کو ۵ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ۶ ہوا (۶×۶) پھر ۱۵ کو ۳ میں ضرب دی تو مبلغ ۴۵ ہوگیا پھر ۱۰ کو ۴ میں ضرب دی تو مبلغ ۴۰ ہوگیا پھر ۶ کو ۶ میں ضرب دی تو ۳۶ ہوگیا۔ پھر اِن سب کو جوڑا گیا تو ۱۲۱ ہوگیا پھر اِس ۱۲۱ کو ۳۰ سے تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت $۴\frac{۱}{۳۰}$ ہوا یہی مذکورہ جوڑ کا نتیجہ ہے۔ وقس علی ھذا.

بٹوں کو بٹوں سے گھٹانے کا طریقہ

اگر آپ بٹے کو بٹے سے گھٹانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جوڑ کے بیان میں ذکر کردہ اصول کے مطابق ضرب و جوڑ کے بعد کسرات کی آپس میں نسبت دیکھئے پھر وہی طریقہ اختیار کیجئے جو وہاں گزر چکا ہے بس اتنا فرق کیجئے کہ وہاں جہاں آپس میں اعداد کو جوڑا جاتا ہے یہاں گھٹانے کا عمل کیجئے اور گھٹاؤ کے حاصل کو عددِ محفوظ سے تقسیم کر دیجئے حاصلِ قسمت گھٹانے کا نتیجہ ہوگا۔ مثلاً آپ چاہتے ہیں کہ $۴\frac{۱}{۲}$ کو $۲\frac{۱}{۲}$ سے گھٹائیں تو حسب سابق ان کو ایسے لکھئے $\frac{۹}{۲}$، $\frac{۵}{۲}$ پھر آپ نے دیکھا کہ کسرات میں تماثل ہے تو بس ۲ کو محفوظ کر لو پھر ۲ سے ہر دو کو تقسیم کیا تو حاصلِ قسمت ایک آیا پھر ایک کو ۹ میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب ۹ ہی ہوا پھر ایک کو ۵ میں ضرب دیا گیا تو حاصلِ ضرب ۵ ہی ہوا۔ اب اگر مسئلہ جوڑ کا ہوتا تو ان کو جوڑا جاتا مگر یہاں مسئلہ گھٹانے کا ہے لہٰذا، ۹ کو ۵ سے گھٹایا تو ۴ بچے پھر ۴ کو عدد محفوظ ۲ سے تقسیم کیا تو حاصلِ ۲ آیا معلوم ہوا کہ $۴\frac{۱}{۲}$ کو $۲\frac{۱}{۲}$ سے گھٹانے کا نتیجہ ۲ ہوگا نیز $۴\frac{۱}{۵}$ کو $۴\frac{۱}{۵}$ سے گھٹانے کا نتیجہ مذکورہ طریقہ کے مطابق $۲\frac{۲}{۵}$ ہوگا۔ وقس علی ھذا۔[1]

---

[1] ماخوذ از درسِ سراجی مؤلفہ مفتی محمد یوسف صاحب مع تغیر یسیر
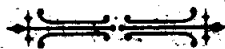
بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم میراث کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت

ألحمد لله الأول الأخر الباطن الظاهر وهو خير الوارثين والصلوٰة والسلام علٰى من جعل تركته صدقة لكافة المسلمين وجعل علم الفرائض نصف الدين محمد وعلٰى اٰله وأصحابه أجمعين خصوصا علٰى أبی حنيفة وأحبابه نصبوا طرق الاستنباط باليقين.

اما بعد: کوئی بھی کتاب شروع کرنے سے پہلے چند باتوں کا سمجھنا ضروری ہوتا ہے:

❶ جو کتاب شروع کی ہے اس کا نام
❷ جس فن میں وہ کتاب ہے اس فن کا نام
❸ اس کتاب کے مصنف کا نام اور اس کے اجمالی حالات
❹ اس فن کی تعریف
❺ اس فن کا موضوع
❻ اس فن کی غرض وغایت
❼ اس فن کا ماخذ
❽ اس فن کا مرتبہ ومقام

تاکہ پڑھنے والے کو ایک طرح کی بصیرت حاصل ہو مسائل کتاب پر، اور اسے اس علم کو پڑھنا اور سمجھنا آسان ہو اور اس علم میں اس کو رغبت ہو۔ لہٰذا آیئے سب سے پہلے ان چیزوں کو بیان کرتے ہیں۔

❶ **نام کتاب:** ألفرائض السجاوندی المعرف بالسراجی فی الميراث۔ لفظ سراجی میں یاءِ نسبتیہ ہے جو منسوب ہے سراج الدین کی طرف جو مصنف کا لقب ہے۔

❷ **فن کا نام:** کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس فن کا نام علم الفرائض اور علم میراث ہے۔

❸ **نام مصنف:** سراج الدین محمد بن محمد عبدالرشید ابوطاہر السجاوندی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ہے صاحب ہدیۃ العارفین نے لکھا ہے کہ ان کے دادا کا نام عبدالرشید بن طیفور السجاوندی ہے الغرض سراج الدین لقب ابن محمد وابوطاہر کنیت اور محمد نام ہے اور سجاوند کے طرف منسوب ہے جو خراسان یا کابل کا ایک شہر تھا ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا صاحب کشف الظنون نے ان کے تاریخ پیدائش کا خانہ خالی چھوڑا ہے البتہ ان کی وفات بقول ہدیۃ العارفین ۶۰۰ھ یا ۷۰۰ھ میں ہوئی۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں اس لئے کہ ان کی کتاب، سراجی کی ایک شرح ابوالحسن حیدر بن عمر صنعانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھی ہے جن کی تاریخ وفات صاحب کشف الظنون نے ۳۵۸ھ لکھی ہے اس سے معلوم

ہوا کہ صاحب سراجی اس سے قبل کے ہیں معجم المؤلفین نے ان کے اوصاف میں فرمایا مفسرٌ، فقیهٌ، فرضیٌّ، حاسبٌ۔

تالیفات: سراجی کے علاوہ ان کی کئی تصنیفات ہیں مثلاً ① شرح علی السراجی ② تجنیس فی الحساب ③ رسالة فی الجبر ④ عین المعانی فی تفسیر سبع المثانی ⑤ الوقف والابتداء ⑥ ذخائر نثار فی اخبار سیّد الابرار وغیرہ۔

❹ **علم میراث یا علم فرائض کی تعریف:** فرائض جمع ہے فریضة کی اور فریضة یا فرض باعتبار لغت چھ معنوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے:

① التقدیر (مقرر کرنا) جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ"
② "القطع" (ٹکڑا) جیسے "نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا"
③ "الانزال" (اتارنا) جیسے "إِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ"
④ "التبیین" (بیان کرنا) جیسے "قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ"
⑤ "الاحلال" (حلال کرنا) جیسے "مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ"
⑥ وہ چیز جو بغیر عوض کے ملے جیسے عربوں کا یہ مقولہ ہے "ما اصبت منه فرضا ولا قرضا."

چونکہ علم میراث ان تمام معانی کو مشتمل ہے کیونکہ کہ اس میں ہر وارث کا حصہ الگ الگ مقرر کردہ ہے اور اس پر اللہ نے قرآن اتارا ہے جس نے ہر وارث کے حصے کو بیان کیا اور ورثہ کے لئے اس کو حلال قرار دیا اور یہ سب کچھ وارث کو بلا عوض ملا اس وجہ سے علم میراث کو علم فرائض کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: "هو علم بأصول من فقه وحساب تعرف بها حق كل وارث من التركة"
ترجمہ: فقہ اور حساب کے ایسے قواعد کا جاننا جس سے ترکہ میں سے ہر ایک وارث کا حق پہچانا جائے۔

❺ **موضوع:** "التركة والوارث وطرق تقسيم التركة"
ترجمہ: ترکہ اور اس کی تقسیم کے طریقے اور وارث کے احوال۔

❻ **غرض وغایہ:** "إيصال الحق إلى أربابها أو القدرة على تعيين السهام لذويها على وجه صحيح."
ترجمہ: حق داروں کو ان کے حق کا پہنچانا یا حق داروں کے حصوں کو صحیح طریقے سے متعین کرنے کی قدرت حاصل کرنا۔

❼ **ماخذ اور ثبوت:** اس علم کا ثبوت کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ سے ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ﴾ (سورة النساء: آيت ۱۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دولڑکیوں کے برابر۔''

اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

① ''تعلموا الفرائض وعلموها الناس فإنها نصف العلم'' (سنن الكبرىٰ للبيهقى ۲۰۹/٦)

ترجمہ: ''علم میراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لئے کہ یہ نصف علم ہے۔''

② ''عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا الفرائض وعلموها فإنه نصف العلم وهو ينسىٰ.'' (سنن ابن ماجه: صفحه ۱۹۵)

ترجمہ: ''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور سکھاؤ اس لئے کہ یہ نصف علم ہے اور جلد بھلا دیا جائے گا۔''

③ اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

''تعلموا الفرائض، واللحن والسنن، كما تعلمون القرآن'' (سنن دارمی ۴۴۱/۲)

ترجمہ: ''علم فرائض اور قرأت اور سنت ایسے اہتمام سے سیکھو جیسے قرآن کریم سیکھتے ہو۔''

❽ مرتبہ و مقام: حضور ﷺ نے اسے نصف علم فرمایا ہے، علماء نے اس کی کئی توجیہات کی ہیں مثلاً نصف علم ہے اس لئے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں:

① ایک زندگی کی حالت اور دوسری موت کی حالت۔ باقی تمام علوم زندگی سے متعلق ہیں اور علم میراث موت سے

② یا اس لئے کہ احکام کی دو قسمیں ہیں ایک جن کا تعلق زندہ سے ہے دوسرے وہ جن کا تعلق مردہ سے ہے چونکہ قسم ثانی میراث ہے اس لئے اسے نصف علم فرمایا۔ واللہ أعلم
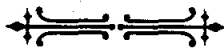
مقدمہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ألحمد لله رب العالمين، حمد الشاكرين، والصلاة والسلام علٰى خير البرية محمد وأله الطيبين الطاهرين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعلموا الفرائض وعلّموها الناس فإنها نصف العلم، قال علماء نا رحمهم الله تعالٰى: تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة مرتبة، الأول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضٰى ديونه من جميع ما بقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقي بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة وإجماع الأمة."

ترجمہ: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے مخصوص ہیں جو تمام جہان کا پالنے والا ہے مانند تعریف شکر گزاروں کے، اور رحمت اور سلامتی ہو مخلوقات میں سب سے بہترین مخلوق پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور رحمت نازل ہو ان کے آل وعیال پر جو ظاہراً و باطناً دونوں لحاظ سے پاک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (علم) فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ وہ آدھا علم ہے۔ ہمارے علمائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میت کے متروکہ مال کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہیں ① سب سے پہلے میت کی تجہیز و تکفین سے شروع کیا جائے گا بغیر کسی زیادتی وکمی کے ② پھر اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا اس کے باقی ماندہ کل مال سے ③ پھر اس کے وصیتوں کو پورا کیا جائے گا اس مال کے ایک تہائی سے جو قرضہ ادا کرنے کے بعد باقی بچا ④ پھر باقی مال ورثہ کے درمیان کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اور اجماع امت کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔"

ترکہ سے متعلق چار حقوق

تشریح: مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی ابتدا بِسْمِ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور صلوٰۃ وسلام کے ساتھ کی قرآن عظیم اور کتب صالحین کی اتباع کرتے ہوئے اور ان سے تبرک حاصل کرنے کے لئے پھر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثبوتِ فن کی دلیل بیان فرمائی کہ حضور ﷺ نے اسے نصف علم ارشاد فرمایا ہے اور اس کی تعلیم کا حکم فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میت کے متروکہ مال کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہیں۔

❶ تجہیز و تکفین۔

❷ ادائیگیٔ قرض۔

❸ تکمیل وصیت۔

❹ تقسیم ترکہ مابین ورثہ۔

اس چار کی وجہ حصر یہ ہے کہ موت کے بعد ترکہ میں کچھ تو میت کا حق ہوتا ہے اور کچھ غیر کا، جو میت کا حق ہے وہ مقدم ہے اور وہ تجہیز و تکفین ہے اور جو غیر کا حق ہے تو یہ حق یا تو موت سے پہلے کا ثابت ہوگا یا بعد کا، اگر پہلے کا تو قرضہ، اگر بعد کا ہے تو ثبوت یا میت کے جانب سے ہوگا یا خود شریعت کی جانب سے۔ میت کے جانب سے ہو تو وصیت ورنہ تقسیم اور اس اجمال کی تفصیل یوں ہے۔

ترتیب حقوق کی وجہ

❶ تجہیز و تکفین سے ابتداء کرنے کی وجہ یہ ہے۔

کہ وہ خود مالکِ مال (میت) کی اپنی ضرورت ہے اور اصولاً هوا حق بماله اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسے زندگی میں لباسِ بدن قرض پر مقدم ہے اور قرض خواہ چاہے بھی تو شرعاً مقروض کا لباسِ بدن نہیں لے سکتا اسی طرح مرنے کے بعد بھی تجہیز و تکفین میت کا حق ہے قرض خواہ کی رعایت سے یہ حق تلف نہ ہوگا مگر یہ کام نہایت سادے اور شرعی طریقے سے سنت کے مطابق اور میت کے حیثیت کے مطابق اس طرح کیا جائے گا کہ نہ اس میں بخل و تنگی ہو اور نہ اسراف۔

❷ دوسرے نمبر پر قرضہ ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"نفس المؤمن معلقة بدينه حتٰى يقضٰى عنه" (جامع ترمذی جلد۱ صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: "مؤمن کی جان اس کے قرض کے عوض اٹکی رہتی ہے جب تک کہ اسے ادا نہ کردے۔"

اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فیصلہ فرمایا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم قضٰى بالدين قبل الوصيه." (جامع ترمذی جلد۲ صفحہ ۳۴)

ترجمہ: "کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض وصیت سے پہلے اداء کرنے کا حکم فرمایا۔"

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ بندوں کا حق ہے اور بندہ محتاج ہے اس لئے اسے ادا کیا جائے گا اور شرعی حقوق مثلاً کفارات وفدایہ وغیرہ میں جو کوتاہیاں ہوئیں اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی کی امید اور دعا کی جائے گی۔

ایک ضروری وضاحت: یاد رہے کہ میت کے دیون میں میت کا دین مہر بھی داخل ہے لہٰذا تکمیل وصیت اور تقسیم میراث سے پہلے اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

❸ تیسرے نمبر پر اس کی ایک تہائی مال سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"أن الله تصدق عليكم عند وفاتكم بثلث أموالكم زيادة لكم في أعمالكم"

(سنن ابن ماجه: صفحه۱۹۴)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا تم پر تمہاری موت کے وقت کہ تمہارے ثلث مال میں تمہارا اختیار باقی رکھا تا کہ (عمر بھر میں بخل وغیرہ کی وجہ سے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہ خرچ کرنے میں جو کوتاہیاں ہوئیں اب اس کی کچھ تلافی کر کے) تمہارے اعمال میں کچھ زیادتی ہو۔"

البتہ یاد رکھئے کہ وارثوں کے لئے وصیت ناجائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اعلان فرمایا:

"إن الله تبارك و تعالىٰ قد أعطىٰ كل ذى حقٍ حقه فلا وصية لوارث"

(جامع ترمذی جلد۲ صفحه۳۳)

ترجمہ: "بے شک اللہ نے ہر حق دار کو اس کا پورا حق دے دیا پس اب کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں۔"

❻ پھر (چونکہ اور کوئی حق مال سے متعلق باقی نہ رہا اس لئے) باقی مال کو ان قواعد سے ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا جو قرآن وسنت واجماع امت سے مستنبط ہیں اور جن کی تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

"فيبدأ بأصحاب الفرائض وهم الذين لهم سهام مقدرة فى كتاب الله تعالىٰ ثم بالعصبات من جهة النسب والعصبة كل من يأخذ ما أبقته أصحاب الفرائض وعند الإنفراد يحرز جميع المال ثم بالعصبة من جهة السبب وهو مولى العتاقة ثم عصبته على الترتيب ثم الرد على ذوى الفروض النسبية بقدر حقوقهم ثم ذوى الأرحام ثم مولى الموالاة ثم المقر له بالنسب على الغير بحيث لم يثبت نسبه بإقراره من ذٰلك الغير إذا مات المقر على إقراره ثم الموصى له بجميع المال ثم بيت المال."

ترجمہ: "پس تقسیم اصحاب فرائض سے شروع کی جائے اور اصحاب فرائض وہ لوگ ہیں جن کے حصے قرآن مجید میں مقرر ہیں پھر عصبہ نسبی کے ساتھ شروع کیا جائے اور عصبہ ہر وہ شخص ہے جو اس تمام مال کا مستحق ہوتا ہے جسے اصحاب فرائض نے اپنے حصے لینے کے بعد باقی چھوڑا۔ اور اگر تنہا عصبہ موجود ہو (یعنی اصحاب فرائض میں سے کوئی موجود نہ ہو) تو پورا مال یہ لے لیتا ہے پھر عصبات سببیہ کو دیا جائے گا جو مولیٰ عتاقہ (یعنی آزاد کرنے والے) ہیں (اگر مولیٰ عتاقہ خود موجود نہیں تو باعتبار استحقاق) بالترتیب مولیٰ عتاقہ کے عصبہ کو دیا جائے گا (اگر عصبہ نسبیہ اور سببیہ میں سے کوئی بھی نہ ہو صرف ذوی الفروض ہوں تو) پھر ذوی الفروض نسبیہ پھر ان کے حصوں کے لوٹا دیا جائے گا (اور اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو) پھر ذوی الارحام کو دیا جائے گا پھر مولیٰ الموالات کو دیا جائے گا پھر اس شخص کو جس

کے خود سے رشتہ کا اقرار اس مرنے والے نے کسی دوسرے کے واسطے سے کیا ہو اس حیثیت سے کہ صرف اس کے اقرار سے اس مقرلہ کا نسب (رشتہ) اس دوسرے شخص سے ثابت نہ ہوتا ہو بشرطیکہ مقر کا انتقال اپنے اسی اقرار پر ہوا ہو پھر اس شخص کو دیا جائے گا جس کے لئے میت نے کل مال کی وصیت کی ہو پھر (اگر مذکورہ بالا افراد میں سے کوئی نہ ہو) تو مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

وارثوں کی تفصیل اور تقسیم میراث میں ان کی شرعی ترتیب

تشریح: جاننا چاہئے کہ تقسیم میراث میں شریعت نے ایک ترتیب مقرر فرمائی ہے جس کے مطابق تقسیم کرنا ضروری ہے اور وہ ترتیب یوں ہے کہ:

❶ **اصحاب فرائض:** سے تقسیم کی ابتدا کریں گے اس لئے کہ ان کے حصے کتاب اللہ سے ثابت ہیں اور جو حصے کتاب اللہ سے ثابت ہیں وہ یقینی ہے کیونکہ کتاب اللہ یقینی ہے اور ان کے علاوہ دیگر ورثہ کے حصے غیر یقینی یعنی ظنی ہیں لہٰذا غیر یقینی، یقینی کا مقابل نہیں بن سکتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقى فهو لأولى رجل ذكر" (صحيح بخارى جلد۲ صفحه۹۹۷)

ترجمہ: "مقرر شرعی حصے ان کے حق داروں کو دو اس کے بعد جو باقی بچے وہ سب سے قریبی مرد (نرینہ) رشتہ دار کے لئے ہے۔"

ذوی الفروض کی دو قسمیں ہیں: ① نسبی ② سببی۔

نسبی وہ ہے جو میت کے ساتھ نسب میں شریک ہو، اور سببی وہ ہے جو نسب میں شریک نہ ہو۔

کل ذوی الفروض بارہ ہیں جن میں سے آٹھ نسبی ہیں۔ ① باپ ② دادا ③ اخیافی بھائی ④ والدہ ⑤ بیٹی ⑥ حقیقی بہن ⑦ علاتی بہن ⑧ اخیافی بہن۔

اور صرف دو سببی ہیں ① شوہر ② بیوی۔

❷ **عصبات:** ذوی الفروض کو ان کے مقررہ حصے دینے کے بعد اور بصورت ان کی عدم موجودگی کے ابتداءً ہی عصبات نسبیہ کو میراث دیں گے۔

عصبات نسبیہ کی غیر موجودگی کی صورت میں پھر عصبات سببیہ کو میراث ملے گی واضح ہو کہ عصبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ① نسبی ② سببی۔ پھر عصبات نسبیہ کی تین قسمیں ہیں ① عصبہ بنفسہ ② عصبہ بغیرہ ③ عصبہ مع الغیر۔ اور ان میں سے ہر ایک عصبہ سببیہ سے قوی ہے اس لئے اس کو مقدم لائے اس کی باقی تفصیل اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عصبات

کے باب میں بیان ہوگی۔

❹ **مولیٰ عتاقہ:** یہ عصبہ سببی ہے ہر اس شخص کو (چاہے مرد ہو یا عورت) کہتے ہیں جو کسی غلام یا باندی کو آزاد کر دے تو آزاد کنندہ (معتِق بکسر التاء) آزاد شدہ (معتَق بفتح التاء) کے لئے مولیٰ ہوگا اگر میت کے ذوی الفروض اور عصبہ نسبیہ نہ ہوں تو میت کا مال اس معتِق کو ملے گا اس لئے کہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مولى القوم من أنفسهم" (صحيح البخاري جلد۲ صفحه ۱۰۰۰)

ترجمہ: "کسی خاندان کا غلام انہی میں سے ہوتا ہے۔"

دوسری وجہ یہ ہے کہ معتِق نے معتَق کو غلامی سے نجات دلا کر نئی زندگی بخشی ہے اس لئے کہ غلام کو اپنے نفس میں پورا اختیار نہیں ہوتا تو گویا وہ مردہ تھا معتِق نے اسے آزاد کر کے مکمل مختار بنا کر گویا اسے نئی زندگی بخشی جو ایک بہت بڑا انعام واحسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بھی انعام شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ﴾ (سورة الاحزاب: آیت ۳۷)

ترجمہ: "اور جب آپ اس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا۔"

اللہ کا انعام تو ایمان کی توفیق وہدایت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان وانعام آزاد کرنا تھا۔ اگر مولیٰ عتاقہ خود موجود نہ ہو بلکہ اپنے غلام کی زندگی میں ہی انتقال کر چکا ہو تو پھر یہ میراث اس کے عصبہ کو ملے گی اور اس کے عصبہ سے مراد صرف ان کے مرد ہیں اس لئے کہ ترمذی شریف میں حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يرث الولاء من يرث المال" (جامع ترمذی: جلد۲ صفحه ۳۳)

ترجمہ: "ولاء (آزادی) سے بھی وہی وارث بنتے ہیں جو مطلق مال سے وارث بنتے ہیں۔"

اور مطلق وارثِ مال عصبہ مرد ہی ہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ليس للنساء من الولاء إلا ما أعتقن أو أعتق من أعتقن" (نصب الرايه جلد٤ صفحه ١٥٤)

ترجمہ: "عورتوں کو ولاء میں سے کچھ نہیں ملے گا ہاں البتہ عورتوں کے لئے انہی کی ولاء ہے جن کو یہ آزاد کرلیں یا ان کے آزاد کردہ آزاد کردیں۔"

❺ **الرد:** پھر (اگر عصبہ نسبیہ وعصبہ سببیہ نہ ہوں اور ذوی الفروض موجود ہوں جو اپنے مقررہ حصے لے چکے ہوں تو پھر دوبارہ) رد ہوگا ذوی الفروض نسبیہ پر نہ کہ ذوی الفروض سببیہ یعنی زوجین پر اس لئے کہ مال کے رد ہونے کے لئے

علت حصہ لینے کے بعد بھی سبب کا جو قرابت ہے باقی رہتا ہے اور زوجین نے جب اپنا حصہ لے لیا تو ان کا شرعی حصہ جو مقرر تھا وہ انہیں مل چکا اور چونکہ ان کا آپس کا رشتہ صرف نکاح کی وجہ سے تھا اور نکاح موت سے ختم ہو گیا اس لئے اب آپس میں ان کی کوئی قرابت باقی نہیں رہی اس لئے ان پر رد نہ ہوگا۔

❺ ذوی الارحام: پھر (اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی موجود نہ ہو تو) مال ذوی الارحام کو دیا جائے گا ذی رحم ہر اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جو ذوی الفروض اور عصبہ میں سے نہ ہو۔ پوری تفصیل إِنْ شَاءَ اللّٰهُ اپنے مقام پر آئے گی۔

❻ مولی الموالات: پھر (اگر ان ذوی الارحام میں سے بھی کوئی نہیں تو میراث) مولی الموالات کو دیں گے مولی الموالات کا مطلب یہ ہے کہ دو شخصوں میں باہم اس طرح قول وقرار ہو جائے کہ ہم ایک دوسرے کے اس طرح مددگار رہیں گے کہ اگر ہم دونوں میں سے کسی ایک کے ذمہ کوئی دیت لازم آئی تو دوسرا بھی اس کا متحمل ہوگا اور جب دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس کی میراث لے گا۔ تو یہ عقد عقدِ موالات ہے اور ان میں سے ہر شخص مولی الموالات کہلاتا ہے یہ رسم اسلام سے پہلے عرب میں تھی ابتدائے اسلام میں جب تک کہ اکثر مسلمانوں کے رشتہ دار مسلمان نہیں ہوئے تھے اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا۔ اور مولی الموالات کی میراث کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۳۳)

ترجمہ: ”اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو۔“

لیکن پھر ذوی الارحام کے ہوتے ہوئے سورۃ انفال کی اس آیت سے مولی الموالات کی میراث منسوخ ہو گئی۔

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ﴾ (سورۃ انفال: آیت ۷۵)

ترجمہ: ”اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں۔“

البتہ اگر اس شخص کا کوئی بھی رشتہ دار موجود نہ ہو تو ترکہ اس مولی الموالات کو ملے گا۔ نیز اگر صرف زوجین میں سے کوئی ہو تو اس کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ مال بھی بشرطِ انتفاء دیگر مستحقین اسی مولی الموالات کو ملے گا اس لئے کہ زوجین پر رد نہیں ہوتا۔

❼ مقرلہ بالنسب: پھر (اگر ذوی الفروض، عصبات، ذوی الارحام اور مولی الموالات میں سے کوئی موجود نہ ہو تو) مقرلہ بالنسب کو مال دیا جائے گا لیکن مقرلہ بالنسب میں چار قیود ضروری ہیں۔

① مقرلہ مجہول النسب ہو۔

② مقر کا اقرار بالنسب متضمن ہو اقرار بالنسب علی الغیر کو۔

③ اقرار ایسا ہو کہ محض اس کے اقرار سے مقرلہ کا نسب اس غیر سے ثابت نہ ہوتا ہو۔

④ مقر کا انتقال اپنے اسی اقرار پر ہوا ہو۔

مثلاً کسی شخص نے کسی مجہول النسب آدمی کے لئے اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے یا چچا ہے اور مقر کا باپ یا دادا موجود نہیں کہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرے یا موجود ہے مگر اقرار کی تصدیق یا تکذیب نہیں کر رہا ہے اور مقر کا انتقال اپنے اسی اقرار پر ہوا تو یہ اقرار متضمن ہے اقرار بالنسب علی الغیر پر کہ بھائی کہنے کی صورت میں اقرار باپ سے ہے اور چچا کہنے کی صورت میں دادا سے نہ کہ اپنے آپ سے یعنی بھائی یا چچا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مقر یہ اقرار کر رہا ہے کہ یہ میرے باپ کا بیٹا ہے یا میرے دادا کا بیٹا ہے۔ اور صرف اس کے اقرار سے یہ نسب ثابت نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں اگر ذوی الفروض اور عصبہ وغیرہ ورثہ جن کی تفصیل اوپر بیان ہوئی موجود نہ ہو تو مقر کا اقرار صحیح مانا جائے گا اور یہ شخص اس کا وارث ہوگا۔ لیکن (اگر مذکورہ بالا چار شرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی گئی تو مقر لہ کو کچھ نہیں ملے گا)۔

❽ موصیٰ لہ بجمیع المال: یعنی اگر مذکورہ بالا افراد میں سے کوئی نہ ہو تو مال اس شخص کو دیا جائے گا جس کے لئے میت نے تمام مال کی وصیت کی ہے۔ کیونکہ ثلث مال سے زیادہ میں وصیت کا عدم جواز ورثہ کے حقوق کی وجہ سے ہے اب جب کوئی وارث ہی نہیں تو وہ مانع ختم ہوا لہٰذا کل مال میں اس کی وصیت صحیح مانی جائے گی اور مال موصیٰ لہ کو دیا جائے گا۔

❾ بیت المال: اگر موصیٰ لہ بھی موجود نہ ہو تو پھر مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

بیت المال کی چار قسمیں ہیں۔

① بیت المال الخمس والمعادن والرکاز

② بیت المال الصدقہ ای زکوٰۃ السوائم وعشور الارضی۔ ان دونوں کا مصرف یتیم، مسکین اور ابن السبیل وغیرہ ہیں۔

③ بیت المال المسلمین، خراج الارضی وجزیۃ الرؤس۔ اس کا مصرف مصالح مسلمین ہیں جیسے پلوں، بندرگاہوں اور مدارس کی تعمیر، قضاۃ، علماء اور فوج کے وظائف وغیرہ۔

④ بیت المال الترکۃ واللقطۃ۔ اس کا مصرف فقراء یتامیٰ اور مساکین کا علاج معالجہ اور کفن دفن وغیرہ ہے۔

فائدہ: اگر کسی ملک میں بیت المال کا اسلامی نظام نہیں ہے جیسا کہ اس وقت دنیا کے اکثر ممالک ہیں تو ایسی صورت میں حاملِ مال یعنی متولی خود فقراء بیت المال پر صرف کرے۔ واللہ أعلم بالصواب.

فصل فی الموانع

"ألمانع من الإرث أربعة الرق وافرا كان أو ناقصا، والقتل الذى يتعلق به وجوب القصاص أو الكفارة، وإختلاف الدينين، وإختلاف الدارين إما حقيقة كالحربى

والذمی أو حکما کالمستامن والذمی أو الحربیین من دارین مختلفین، والدار إنما تختلف باختلاف المنعة والملک لإنقطاع العصمة فیما بینهم.“

یہ فصل موانع ارث کے بیان میں ہے

ترجمہ: ”میراث سے محروم کرنے والی چیزیں چار ہیں ① غلامی، کامل ہو یا ناقص ② مورث کا ایسا قتل جس سے وجوبِ قصاص یا وجوبِ کفارہ ہوتا ہو ③ وارث اور مورث کے دین کا الگ الگ ہونا ④ وارث اور مورث کے ممالک کا الگ الگ ہونا خواہ یہ اختلاف حقیقی ہو جیسے ایک حربی ہو اور دوسرا ذمی، یا اختلاف حکمی ہو جیسے ایک مستامن اور دوسرا ذمی، یا دو ایسے حربی جن کے ممالک الگ الگ ہوں۔ اور ملک بادشاہ اور لشکر کے الگ ہونے سے الگ ہوتا ہے، اس لئے کہ (جب بادشاہ اور فوج الگ الگ ہو تو) ان کے درمیان امن برقرار نہیں رہتا۔“

موانع ارث

تشریح: مانع لغت میں رکاوٹ اور حائل بین الشیئین کو کہتے ہیں اور علماء میراث کی اصطلاح میں مانع وہ صفت ہے کہ جس کی وجہ سے قیامِ سبب کے بعد حکم منتفی ہو جائے۔ پھر مانع دو قسم پر ہے۔

❶ **مانع عن الموروثیت:** جیسے نبوت اس لئے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لا نورث ما ترکناہ صدقة“

(صحیح بخاری جلد۲ صفحه۹۹۵)

ترجمہ: ”جسے ہم (یعنی انبیاء کی جماعت) چھوڑ جائیں اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا وہ صدقہ ہے۔“

❷ **مانع عن الوارثیت:** یعنی وہ صفات واعمال جس کی وجہ سے وارث کی اہلیتِ ارث ہی فوت ہو جائے اس لئے کہ جن اعمال و حالات سے اِرث فوت ہوتا ہو اہلیت باقی رہتی ہو اس کو حجب کہتے ہیں نہ کہ مانع۔

اور یہ صفات واعمال جن کو موانع کہا جاتا ہے چار ہیں اور بعضوں کے ہاں سات ہیں چار وہ جو کہ متن میں مذکور ہیں اور باقی تین یہ ہیں:

① **إرتداد عن دين الاسلام:** حالت ہوش وعقل میں دین اسلام سے پھر جانا العیاذ باللہ۔
ایسے مرد وعورت اپنے کسی رشتہ دار کے وارث نہیں بن سکتے چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر۔

② **جهالت تاريخ موت:** یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وارث اور مورث میں سے پہلے کون مرا۔ مثلاً چند مسلمان ایک ساتھ ڈوب گئے یا جل گئے یا دب گئے یا ایک ساتھ مقتول ہوئے مثلاً بمباری وغیرہ میں اور وہ آپس میں رشتہ دار

C3

ہیں مگر معلوم نہیں کہ پہلے کون مرا تو مختار مذہب کے موافق ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہیں بنے گا۔

③ جہالت وارث: یعنی وارث اور غیر وارث کی پہچان نہ ہو سکے مثلاً ایک عورت نے اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ کسی دوسرے بچے کو دودھ پلایا اور کسی کو ان بچوں کی پہچان کرانے سے پہلے ہی اس عورت کا انتقال ہوا اب معلوم نہیں کہ اس کا اپنا بچہ کون سا ہے، لہٰذا ان میں کوئی بھی اس عورت کا وارث نہیں بنے گا۔

لیکن چونکہ یہ تین موانع شاذ و نادر ہی پیش آتے ہیں اس لئے مصنف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی نے چار ہی کو بیان فرمایا جن کو فارسی کے اس شعر میں جمع کیا گیا ہے۔شعر۔

مانعِ میراث میدانی چہار
رق وقتل واختلاف دین ودار

ان میں سے پہلے دونوں اسباب اپنے حاملین کو صرف غیر کا وارث بننے سے روکتے ہیں جبکہ کوئی اور خود ان کا وارث بن سکتا ہے جب کہ بعد والے دونوں اسباب یعنی اختلاف دین اور اختلاف دار مانع ہے جانبین سے توارث کے۔اب آیئے اس اجمال کی تفصیل کی طرف۔

❶ غلامی: غلامی خواہ کامل ہو جیسے قن (جو نسل در نسل غلام ہو) اور مکاتب (جس پر آزادی کے لئے آقا کچھ رقم مقرر کردے) یا غلامی ناقص ہو جیسے مدبر (جسے مولیٰ کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے) یا ام ولدہ (وہ باندی جس کے بطن سے آقا کی اولاد ہو) یہ مانع میراث ہے یعنی یہ غلام اپنے کسی رشتہ دار کا وارث نہیں بنتا ہے۔اس لئے کہ میراث میں مال کی ملکیت حاصل ہوتی ہے اور غلامی مانع ہے ملکیت سے، اس لئے کہ وہ خود اور اس کا سب کچھ اور جو کچھ اس کے قبضہ میں آتا ہے اس کے مالک کا ملک ہے اور اس کا یہ مالک اس کے مورث کے حق میں اجنبی ہے لہٰذا غلام کو اگر وارث بنائیں تو جو مال حاصل ہوگا وہ آقا کا ملک ہو جائے گا اور یہ ایک غیر وارث اجنبی کو مال دینا ہے جو صحیح نہیں۔اور چونکہ غلام کی اپنی کوئی ملکیت نہیں تو اس کا اس کے مرنے کے بعد ترکہ ہی نہیں رہے گا لہٰذا اس کے رشتہ داروں میں سے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

❷ قتل: مورث کا ایسا قتل جو قصاص یا کفارہ واجب کردے اس لئے کہ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"القاتل لا یرث" (سنن ابن ماجہ: صفحہ ۱۹٦)

ترجمہ: "قاتل مقتول کا وارث نہیں بنتا۔"

اسی طرح حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

"لیس للقاتل شیءٌ." (مؤطا مالک: صفحہ ٦٧٦)

ترجمہ: "قاتل کے لئے (مقتول کی میراث اور دیت میں سے) کچھ نہیں۔"

اور اس وجہ سے کہ اس قاتل نے اپنے اس مضموم فعل کی وجہ سے میراث کو اپنے وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کی لہٰذا سزا کے طور پر اسے اس مقتول کی میراث سے محروم کر دیا گیا کیونکہ اگر قتل کے باوجود اسے وارث بنا دیا جاتا تو ہر بدطینت آدمی میراث کے لالچ میں اپنے مورث کو قتل کرتا جس سے زمین پر فساد برپا ہوتا۔

پھر قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔

① قتل عمد: قصداً کسی تیز دھار آلے سے یا کسی ایسی چیز سے جس سے عموماً قتل ہو سکتا ہے کسی کو قتل کر دیا جائے۔ مثلاً تلوار، چھری، پستول وغیرہ سے قتل کر دینا۔

② قتل شبہ عمدہ: کہ کسی ایسی چیز سے جس سے عموماً قتل نہیں ہوتا ہو کسی کو قصداً قتل کر دیا جائے جیسے کوڑا یا پتھر وغیرہ مار کر قتل کر دے۔

③ قتل خطاء: پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

① خطاء فی الفعل: کہ مارے تو شکار کو مگر نشانہ چوک جائے اور تیر یا گولی کسی آدمی کو لگے اور وہ مر جائے۔

② خطاء فی القصد: کہ دور سے کسی انسان پر شکار کے جانور کا گمان کر کے قصداً مار دے۔

④ قائم مقام خطاء: مثلاً سویا ہوا آدمی کسی شخص پر پلٹ جائے اور وہ مر جائے یا مثلاً کوئی آدمی چھت وغیرہ سے یا ویسے ہی بلا اختیار کسی پر گر پڑا اور نیچے والا دب کر مر گیا۔ تو ان چاروں صورتوں میں اگر مقتول اس قاتل کا مورث ہے تو قاتل مقتول کی میراث سے محروم ہوگا، اس لئے کہ پہلی صورت میں قصاص لازم آتا ہے اور باقی تینوں صورتوں میں کفارہ لازم آتا ہے۔

⑤ اور جس قتل سے قصاص یا کفارہ لازم نہیں آتا وہ میراث لینے سے بھی نہیں روکتا اور اس کی چار قسمیں ہیں: ① قتل بالسبب ② قتل بحق ③ قتل بعذر ④ قتل صادر من غیر مکلّف۔

① قتل بالسبب: مثلاً کوئی آدمی اپنی ملکیت کے علاوہ کسی زمین میں کنواں کھودے اور اس میں کوئی آدمی گر کر ہلاک ہو جائے یا مثلاً کسی نے جانوروں کو ہانکا اور انہوں نے کسی آدمی کو روند ڈالا اور وہ مر گیا۔

② قتل بحق: مثلاً کسی نے اپنے مورث کو قاضی کے فیصلے سے قصاصاً قتل کیا۔

③ قتل بعذر: مثلاً کسی نے اپنے مورث کو جو علی الاعلان احکام اسلام کا استہزا اور مذاق اڑاتا ہو اس سے باز نہ آنے پر قتل کر دیا۔

④ قتل صادر من غیر مکلّف: مثلاً بچے یا دیوانے نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو چونکہ ان تمام صورتوں میں نہ قصاص واجب ہے نہ کفارہ لہٰذا یہ موجب حرمانِ میراث نہیں ہوں گے۔

حدیث سے پہلی والی چار اقسام ہی مراد ہیں۔ ابتدائی چار صورتوں میں محروم ہونے اور آخری صورتوں میں محروم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وارث میراث کا یقینی حق دار ہے اور اس کا یہ یقینی حق یقین کے ساتھ ہی زائل ہوگا نہ کہ شک

کے ساتھ۔ لہٰذا قتلِ مطلق سے مراد وہ قتل ہے جو قصداً و یقیناً ہو اور وہ ابتدائی چار صورتیں ہیں اور آخری والی صورتوں کے اندر شک ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ "ألیقین لا یزول بالشك" لہٰذا اس سے محروم نہیں ہوگا۔

وضاحت: اگر باپ بیٹے کو قصداً قتل کر ڈالے تو اگرچہ اس پر قصاص اور کفارہ نہیں آتا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا یقتل الوالد بالولد." (سنن الکبریٰ للبیھقی جلد۸ صفحہ ۳۸)

ترجمہ: "باپ کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔"

مگر باپ اس بیٹے کی میراث سے محروم ہوگا۔

۳ اختلاف دین: اس سے مراد مورث و وارث کا دو الگ الگ مذاہب پر ہونا ہے یعنی ایک مسلمان ہو اور دوسرا کافر تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے، اس لئے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم" (صحیح بخاری: جلد۲ صفحہ ۱۰۰۱)

ترجمہ: "کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بنتا۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا یتوارث أھل ملتین شتیٰ" (سنن ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۴۰۳ اور جامع ترمذی جلد۲ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: "دو مختلف مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔"

(اس سے مراد مسلم اور کافر ہیں) اس لئے کہ تمام کفر ایک ملت ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ (سورۃ الانفال: آیت ۷۳)

ترجمہ: "اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (سورۃ یونس: آیت ۳۲)

ترجمہ: "پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کائنات میں بس دو ہی راستے ہیں ایک ہے ہدایت کا راستہ اور وہ ہے اسلام اور ایک ہے گمراہی کا راستہ اور وہ ہر وہ راستہ اور مذہب ہے جو اسلام کے علاوہ ہو لہٰذا وہ سب ایک ہیں چاہے نام کچھ بھی ہوں کما ورد "الکفر ملة الواحدہ" لہٰذا وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

۴ اختلاف دارین: یعنی میت اور وارث کے ممالک الگ الگ ہوں اور ان ممالک میں باہم صلح بھی نہ ہو تو یہ بھی

مانع ہے میراث کے لئے اور ایسے دو افراد ایک دوسرے سے وارث نہیں بنیں گے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ حکم کفار کے لئے ہے اس لئے کہ مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی اسلامی یا معاہد ملک میں ہوں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ کفار کے جتنے احکام بیان کئے گئے ہیں وہ ان کفار کے ہیں جو اسلامی ملک میں رہتے ہیں اور معاہدے کی رو سے اسلامی قوانین کے پابند ہیں۔

باب معرفة الفروض ومستحقيها

"ألفروض المقدرة فى كتاب الله تعالٰى ستة ألنصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس علٰى التضعيف والتنصيف، وأصحاب هٰذه السهام إثنا عشر نفراً، اربعة من الرجال وهم الأب والجد الصحيح وهو أب الأب وإن علا والأخ لأم والزوج، وثمان من النساء وهن الزوجة والبنت الإبن وإن سفلت والأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم والأم والجدة الصحيحة وهى التى لا يدخل فى نسبتها إلى الميت جدٌ فاسدٌ."

حصوں اور ان کے حق داروں کے پہچان کا بیان

ترجمہ: "قرآن کریم میں مقرر شدہ حصے چھ ہیں ① نصف ② ربع ③ ثمن ④ ثلثان ⑤ ثلث ⑥ سدس، دو چند کرنے یا آدھا کرنے کے اعتبار سے۔ اور اس کے مستحقین بارہ افراد ہیں چار مردوں میں سے ① باپ ② دادا اگرچہ رشتے میں کتنا ہی اوپر ہو ③ ماں شریک بھائی ④ شوہر۔ اور آٹھ عورتوں میں سے ① بیوی ② بیٹی ③ پوتی اگرچہ رشتے میں کتنے ہی نیچے تک ہو ④ سگی بہن ⑤ باپ شریک بہن ⑥ ماں شریک بہن ⑦ ماں ⑧ جدہ صحیحہ۔ اور جدہ صحیحہ وہ ہے جس کی نسبت الی المیت میں جد فاسد (نانا) نہ آتا ہو۔"

تشریح: میراث میں ملنے والے حصص تین قسم کے ہیں:

1. وہ حصے جو کتاب اللہ میں مقرر ہیں۔
2. وہ حصے جو سنتِ رسول اللہ ﷺ میں مقرر ہیں۔
3. وہ حصے جو اجماعِ امت سے مقرر ہیں۔

جو حصے کتاب اللہ میں مذکور ہیں وہ کل چھ ہیں ان میں پہلا نصف ہے۔

نصف: کا ذکر قرآن کریم میں تین مقامات پر آیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

❶ ﴿وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

❷ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

❸ ﴿وَلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶)

دوسرا ربع ہے اور ربع کا ذکر قرآن کریم میں دو مقامات پر آیا ہے:

❶ ﴿فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

❷ ﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

تیسرا ثمن ہے اور ثمن کا ذکر ایک مقام پر ہے:

﴿فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

چوتھا ثلثان ہے اور ثلثان کا ذکر دو مقام پر ہے۔

❶ ﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

❷ ﴿فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶)

پانچواں ثلث ہے اور ثلث کا ذکر دو مقام پر آیا ہے:

❶ ﴿فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

❷ ﴿فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

چھٹا سدس ہے اور سدس کا ذکر تین مقامات پر آیا ہے:

❶ ﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

❷ ﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

❸ ﴿وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

ان چھ حصوں کے کل مستحقین بارہ افراد ہیں، چار مردوں میں سے اور آٹھ عورتوں میں سے۔

مردوں میں سے یہ ہیں ① باپ ② دادا ③ اخیافی بھائی ④ شوہر۔

عورتوں میں سے یہ آٹھ ہیں: ① بیوی ② بیٹی ③ پوتی اگرچہ رشتے میں کتنے ہی نیچے تک ہو ④ حقیقی بہن ⑤ علاتی بہن ⑥ اخیافی بہن ⑦ ماں ⑧ جدہ صحیحہ (دادی، نانی) ان تمام افراد کے تفصیلی حالات آگے آئیں گے۔

پھر مستحقین میں سے باپ کو دادا پر مقدم لانے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حقیقت میں دادا اصل ہے اور باپ اس کا فرع مگر باب میراث میں قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس شخص کا میت سے رشتہ کسی واسطے سے ہے تو وہ واسطہ اصل اور یہ شخص فرع ہے۔ مثلاً باپ اور دادا، کہ دادا کا رشتہ میت سے بواسطہ باپ کے ہے اور باپ کا بلا واسطہ لہٰذا اس قاعدہ

سے باپ دادا کے لئے اصل ہے۔اسی طرح ماں شریک (اخیافی) بھائی کو شوہر پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بھائی ذوی الفروض نسبیہ میں سے ہے اور شوہر ذوی الفروض سببیہ میں سے، اور نسب قوی ہے سبب سے اس لئے بھائی کو مقدم ذکر کیا شوہر پر۔

جو حصے سنتِ رسول اللہ ﷺ میں مقرر ہیں وہ یہ ہیں: جیسے ذوی الارحام کے وراثت کا حکم یا میراث بالولاء کا حکم یا جیسے کہ اگر ورثہ میں سے صرف بہنیں اور ایک بیٹی اور پوتی یا پوتیاں موجود ہیں تو بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس ملے گا تکملۃ للثلثین اور بہنیں عصبہ ہوں گی۔

اور جو حصے اجماع امت سے مقرر ہیں اس کی مثال جیسے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع اس بات پر کہ سدس جو حصہ ہے ایک جدہ کا اگر جدات ایک سے زیادہ ہو جائیں تو تب بھی ان کا حصہ یہی سدس ہوگا جو ان میں مساوی طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ان سب کی تفصیلات إِنْ شَاءَ اللّٰه اپنے اپنے مقام پر آئیں گی۔

مسئلہ لکھنے کا طریقہ

اب چونکہ آگے وارثوں یعنی ذوی الفروض وعصبہ کے احوال شروع ہو رہے ہیں جس میں مسئلہ لکھنے کی ضرورت پیش آئے گی اس لئے پہلے ہم مسئلہ لکھنے کا طریقہ تفصیل سے بتاتے ہیں واضح رہے کہ پہلے مسئلہ کسی سلیٹ یا بے کار کاغذ پر لکھیں اور حل کے بعد کاپی پر نقل کریں تاکہ کانٹ چھانٹ سے پاک ہو۔

مسئلہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بسم اللّٰه الرحمن الرحیم لکھیں پھر لفظ میت ــــ لمبا کھینچ کر لکھیں اور اس کے بائیں گوشہ پر میت کا نام اور دائیں گوشہ پر لفظ مسئلہ لکھیں اور اس لفظ میت کے نیچے اس کے ان تمام ورثہ کو جو اس کے انتقال کے وقت زندہ تھے یوں لکھیں کہ اگر وارثوں میں زوجین میں سے کوئی ہے تو سب سے پہلے اس کو لکھیں، اس کے بعد باقی وارثوں کو، اگر ورثہ میں کوئی عصبہ بھی ہو تو اس کو سب سے آخر میں لکھیں۔

زوجین کو اگر دیگر ورثہ سے بعد میں لکھیں تب بھی اگرچہ مسئلہ صحیح نکل آتا ہے مگر اہلِ فن کے ہاں لکھنے والا ناواقف سمجھا جاتا ہے۔

یہ سب لکھنے کے بعد ذوی الفروض کے حالات میں غور کر کے ہر وارث کے نیچے چاہیں تو اس کا مقررہ حصہ مثلاً نصف، ربع، سدس وغیرہ لکھ دیں عصبہ کے نیچے "ع" اور جو محروم ہو اس کے نیچے "م" لکھ دیں۔

پھر سہام کے مخرج کو لفظ مسئلہ کے اوپر یا سامنے لکھیں اور اس مخرج سے ہر وارث کا حصہ نکال کر اس وارث کے نیچے لکھیں، سب وارثوں کو حصہ دینے کے بعد اگر کچھ بچے تو اس کو عصبہ کے نیچے لکھ دیں۔

اس کے بعد عبارت و الفاظ میں بھی پوری تصریح کر دیں کہ فلاں شخص کے مال کے، بعدِ تقدیم حقوق مقدمہ علی المیراث اس قدر سہام بنا کر فلاں وارث کو اتنا اور فلاں کو اتنا دیا جائے۔

جیسے:

مسئلہ ۲۴
میت ـــــــــ اکرم

زوجہ	ام	بنت	عم	خال
ثمن	سدس	نصف	ع	م
۳	۴	۱۲	۵	

اس کے بعد عبارت والفاظ میں بھی اس کی پوری تصریح کردیں کہ جناب اکرم صاحب مرحوم کے مال کے بعد تقدیم حقوق مقدمہ علی المیراث اس کے چوبیس حصے بنا کر ان کی زوجہ کو ثمن یعنی تین اور والدہ کو سدس یعنی چار اور بیٹی کو نصف یعنی بارہ دیئے جائیں اور بقایا پانچ چچا کو دیئے جائیں بطور عصوبت کے جبکہ ماموں محروم ہوں گے۔

مسئلہ عائلہ کے لکھنے کا طریقہ:

بعض دفعہ مسئلہ سے وارثوں کو دیئے گئے سہام کا مجموعہ اصل مسئلہ کے عدد سے بڑھ جاتا ہے اس کو عول کہتے ہیں اس کے لکھنے کا طریقہ بعینہٖ وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا البتہ معمولی سا فرق یہ ہے کہ اس میں مخرج سہام کو لفظ مسئلہ کے اوپر لکھیں اور جس عدد کے طرف عول ہوا ہے اس عدد کو "عـــ" کی علامت ڈال کر لفظ مسئلہ سے بائیں طرف اس علامت کے اوپر لکھ دیں۔

جیسے:

مسئلہ ۶ عـ۸
میت ـــــــــ زینب

زوج	ام	اختین علاتیہ
نصف	سدس	ثلثان
۳	۱	۴

اس کے بعد عبارت والفاظ میں بھی اس کی پوری تصریح کردیں۔ (کما مر)

تخریج مسئلہ (مسئلہ بنانے) اور تصحیح کے قواعد

ذوی الفروض کے تفصیلی حالات جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم مسائل کے مخارج معلوم کرنے اور اس کے تصحیح کے قاعدے جان لیں تاکہ مسئلہ کا مخرج معلوم کرنا اور اسے حل کرنا آسان ہوجائے، ان قواعد کو اچھی طرح یاد کرلیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ کسی بھی مسئلہ کے حل میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

قاعدہ ①: اگر میت کے زندہ ورثہ میں سے کوئی ذی فرض موجود نہ ہو بلکہ سب عصبہ ہوں تو مخرج ان کا عدد رؤس ہوگا جب کہ یہ صرف مرد ہوں اور اگر مرد وعورت دونوں ہیں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر شمار کریں گے اور پھر ان کا مجموعہ عدد رؤس مخرج ہوگا۔ اور اگر کوئی ذی فرض وارث بھی موجود ہے، تو جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کتاب اللہ میں مقررہ حصے چھ

ہیں۔ ① نصف ② ربع ③ ثمن۔ ان تینوں کو علم میراث کی اصطلاح میں نوع اوّل کہتے ہیں اور ④ ثلثان ⑤ ثلث ⑥ سدس۔ ان تینوں کو نوع ثانی کہتے ہیں اسی کے ساتھ یہ بھی ذہن نشین رکھئے کہ ربع کا ہم نام عدد چار ہے اور ثمن کا آٹھ اور ثلث اور ثلثان کا تین اور سدس کا چھ، مگر نصف کا ہم نام کوئی عدد نہیں ہے تو اس کا معین و مددگار عدد دو کو مانا جائے گا، اسی کو مصنف نے باب مخارج الفروض میں فمخرج کل فرض سمیه کہہ کر بیان کیا ہے ان تمہیدات کے بعد سمجھئے کہ ہر در پیش مسئلے میں دیکھیں گے کہ ان حصص مذکورہ میں سے صرف ایک حصہ آیا ہے یا ایک سے زیادہ یعنی صرف ایک قسم کے مستحق موجود ہیں یا مختلف قسموں کے اگر صرف ایک ہی حصہ ہو تو اس کا مخرج اس حصے کا ہمنام عدد ہوگا۔ مثلاً اگر کسی مسئلے میں ثلثان یا ثلث ہے تو اس کا مخرج ثلاثہ یعنی تین ہوگا، اور اگر مسئلے میں ربع آیا ہے تو اس کا مخرج اربعہ یعنی چار ہوگا، اور اگر سدس آیا ہے تو اس کا مخرج ستہ یعنی چھ ہوگا، اور اگر ثمن آیا ہے تو اس کا مخرج ثمانیہ یعنی آٹھ ہوگا، البتہ اگر نصف آجائے تو اس کا مخرج دو ہوگا۔

قاعدہ ②: اگر مسئلے میں نوع اوّل یا نوع ثانی میں سے کسی بھی ایک نوع کے ایک سے زیادہ حصے مذکور ہوں تو عدد اکثر کا اعتبار ہوگا اور مسئلے کا مخرج عدد اکثر ہوگا۔ مثلاً اگر مسئلے میں نصف اور ربع آجائے تو مسئلہ اربعہ یعنی چار سے ہوگا اور اگر نصف اور ربع اور ثمن آجائے تو مخرج ثمانیہ یعنی آٹھ ہوگا۔ اس طرح ثلثان وسدس یا ثلث وسدس یا اگر ثلثان اور ثلث اور سدس کسی مسئلے میں آجائے تو مسئلہ ستہ یعنی چھ سے ہوگا۔

قاعدہ ③: اگر کسی مسئلے میں دونوں انواع جمع ہو جائیں تو دیکھا جائے گا اگر نوع اوّل میں سے نصف کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مخرج چھ ہوگا، اور اگر نوع اوّل میں سے ربع کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مخرج بارہ ہوگا، اور اگر نوع اوّل میں سے ثمن کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مخرج چوبیس ہوگا۔

قاعدہ ④: اگر نوع اوّل میں سے ایک سے زائد حصے نوع ثانی کے ساتھ جمع ہوں مثلاً نصف اور ربع یا نصف اور ثمن یا ربع اور ثمن کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہوں تو نوع اوّل کے عدد اکثر کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر نصف اور ربع کل نوع ثانی یا بعض نوع کے ساتھ جمع ہو تو اعتبار ربع کا ہوگا اور مخرج بارہ ہوگا اور اگر نصف، ربع اور ثمن جمع ہو جائیں کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ تو اعتبار ثمن کا ہوگا اور مخرج چوبیس ہوگا۔

قاعدہ ① کی مثالیں:

جیسے: ①

مسئلہ: ۲
میت

زوج	اخ
۱	۱

جیسے: ②

میت مسئلہ: ۳

ام	اب
۱	۲

جیسے: ③

میت مسئلہ: ۴

زوج	ابن
۱	۳

جیسے: ④

میت مسئلہ: ٦

ام	اخت	اخ	اخ
۱	۱	۲	۲

جیسے: ⑤

میت مسئلہ: ۸

زوجہ	ابن
۱	۷

قاعدہ ② کی مثالیں:

جیسے: ①

میت مسئلہ: ۴

زوج	بنت	عم
۱	۲	۱

جیسے: ②

میت مسئلہ: ۸

زوجہ	بنت	عم
۱	۴	۳

قاعدہ ③ کی مثالیں:

جیسے: ①

میت مسئلہ: ۶

بنت	ام	عم
۳	۱	۲

جیسے: ②

میت مسئلہ: ۱۲

زوجہ	ام	جد
۳	۴	۵

جیسے: ③

میت مسئلہ: ۲۴

زوجہ	ام	ابن
۳	۴	۱۷

جیسے: ④

میت مسئلہ: ۲۴

زوجہ	بنتین	عم
۳	۱۶	۵

یہ سب تو اس صورت میں ہے جب کہ تمام فریقوں پر مال برابر برابر تقسیم ہوتا ہو تو کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر مال سب پر برابر برابر تقسیم نہیں ہوتا، بلکہ کسر واقع ہو جائے مثلاً کسی کو پورے چار حصے ملنے کے بجائے ساڑھے چار یا سوا چار یا پونے چار ملنے لگیں تو چونکہ علم فرائض میں عدد کو توڑنا برداشت نہیں کیا جاتا اس لئے اس کسر کو درست کرنے کے لئے تصحیح کے اصول اور قواعد مقرر کئے گئے ہیں۔ اور ان قواعد کو سمجھنے کے لئے مختلف اعداد میں آپس کی نسبتوں کی کیفیت سے پوری واقفیت ضروری ہے اس لئے ہم یہاں پہلے اعداد کے ان نسبت اربعہ کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد اِنْ شَاءَ اللّٰہ تصحیح کے قواعد بیان کریں گے۔

نسبتِ اربعہ

نسبت اربعہ یا چار نسبتوں سے مراد تماثل، تداخل، توافق اور تباین ہیں۔

❶ تماثل: دو مساوی عددوں کو متماثلین اور ان کی آپس کی نسبت کو تماثل کہتے ہیں۔ جیسے چار اور چار اسی طرح تین

اور تین اور پانچ اور پانچ۔

❷ تداخل: ایسے دو چھوٹے بڑے عددوں کو جن میں بڑا چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہوتا ہو متداخلین اور ان کی آپس کی نسبت کو تداخل کہتے ہیں۔ جیسے تین اور چھ یا تین اور نو وغیرہ۔

❸ توافق: ایسے دو چھوٹے بڑے عددوں کو جن میں بڑا چھوٹے پر پورا تقسیم نہ ہو سکے لیکن دونوں کسی تیسرے عدد پر تقسیم ہوتے ہوں کو متوافقین اور ان کی آپس کی نسبت کو توافق کہتے ہیں۔ جیسے آٹھ اور بیس کہ اگرچہ آٹھ بیس کو پورا تقسیم نہیں کر سکتا مگر چار ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کرتا ہے، آٹھ سے دو مرتبہ منفی کرنے پر اور بیس سے پانچ مرتبہ منفی ہونے پر۔

❹ تباین: ایسے دو چھوٹے بڑے عددوں کو جن میں نہ بڑا چھوٹے پر اور نہ دونوں کسی تیسرے پر پورے تقسیم ہو سکیں متباینین اور ان کی آپس کی نسبت کو تباین کہتے ہیں۔ جیسے چار اور پانچ یا چار اور نو۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ اگرچہ ایک ان دونوں عددوں یعنی چار اور پانچ یا چار اور نو کو پورا پورا تقسیم کرتا ہے مگر علم فرائض کے اصطلاح میں ایک کو عدد نہیں کہا جاتا اس لئے کہ عدد کہتے ہیں مجموعہ حاشیتین کے نصف کو اور یہ تعریف ایک پر صادق نہیں آتی اس لئے ان اعداد میں آپس میں نسبت تباین مانی جائے گی۔

اب ہم مختلف اعداد کی آپس کی نسبت معلوم کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہیں چونکہ نسبت تماثل بالکل واضح ہے اس لئے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ نسبت توافق، تداخل اور تباین کا معلوم کرنا غور طلب ہے اس لئے ہم صرف تینوں نسبتوں کو معلوم کرنے کا طریقہ ذکر کرتے ہیں اس کو خوب توجہ سے سمجھ لیں۔

مختلف اعداد میں نسبت توافق، تداخل و تباین معلوم کرنے کا طریقہ

❶ چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے جتنی بار ممکن ہو سکے منفی کریں اگر بڑے عدد میں سے کچھ نہ رہے تو متداخلین، ورنہ جو باقی رہا ہے اس باقی کو اس منفی کرنے والے عدد سے منفی کریں۔ جیسے چار اور دس کہ چار کو دس میں سے دو بار منفی کرنے سے دو باقی رہے پھر اس دو کو اس چار سے دو بار منفی کرنے سے کچھ نہیں رہا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ چار اور دس میں توافق ہے اس لئے کہ اگرچہ چار نے دس کو ختم نہیں کیا مگر دو نے دونوں کو ختم کر دیا۔

❷ اگر دوبارہ منفی کرنے سے بھی کچھ باقی رہے تو اس باقی کو بھی باقی سے منفی کریں جیسے چھ اور دس کہ چھ کو دس میں سے ایک بار منفی کیا تو چار باقی رہے پھر اس چار کو چھ سے منفی کیا تو دو باقی رہے پھر اس دو کو اس چار سے دو بار منفی کیا تو کچھ نہ رہا پس اسی طرح جہاں تک ممکن ہو سکے منفی کرتے رہیں حتیٰ کہ کچھ باقی نہ رہے۔

❸ پس جس کو سب سے آخر میں منفی کیا ہے اس کو عاد اعظم کہا جاتا ہے یہ عاد اعظم اگر ایک ہو تو تباین جیسے چار اور سات کہ چار کو سات سے ایک بار منفی کرنے سے تین باقی رہے پھر تین کو چار سے منفی کرنے پر ایک باقی رہا پھر ایک کو تین بار تین سے منفی کرنے پر کچھ باقی نہ رہا تو سب سے آخر میں منفی کرنے والا ایک ہے اور ایک عدد نہیں "کما مر

لہٰذا تباین۔

اور اگر عاد اعظم عدد یعنی وہ آخری عدد جس سے منفی کیا ہے ایک سے زیادہ ہو تو اسے توافق کہیں گے پھر اگر وہ عاد اعظم دو ہو تو اسے توافق بالنصف جیسے اوپر والے مثال میں اور اگر تین ہو تو اسے توافق بالثلث کہتے ہیں جیسے ۹ اور ۱۲ میں اور اگر چار ہو تو اسے توافق بالربع کہتے ہیں جیسے ۸ اور ۱۲ میں وعلٰی ھذا القیاس دس تک، دس کے بعد اگر عاد اعظم گیارہ یا بارہ وغیرہ ہو تو اسے توافق بجزء کہا جاتا ہے مثلاً اگر آخری عاد اعظم گیارہ ہے تو اسے توافق بجزء من احد عشر کہتے ہیں وعلٰی ھذا القیاس۔

جیسے بائیس اور تینتیس کہ بائیس کو تینتیس سے منفی کیا تو گیارہ باقی رہے پھر گیارہ کو بائیس سے دو بار منفی کیا تو کچھ باقی نہ رہا تو آخری منفی کرنے والا عدد گیارہ ہے اس لئے ۲۲ اور ۳۳ میں نسبت توافق بجزء من احد عشر ہے۔

نوٹ: وفق رؤس سے مراد وہ کسر رؤس ہیں جس کسر کے ساتھ سہام و رؤس میں توافق ہو جیسے توافق بالنصف میں نصف اور توافق بالثلث میں ثلث اور توافق بالربع میں ربع علٰی ھذا القیاس۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد اس بات کو سمجھئے کہ بسا اوقات کسی مسئلہ میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ ایک ہی قسم کے چند وارث جمع ہو جاتے ہیں مثلاً میت نے کئی بیویاں یا بیٹیاں یا بہنیں وغیرہ چھوڑیں ایسی صورت میں ہر فریق کو اصل مسئلہ میں سے جو جو حصے ملتے ہیں جب ان حصوں کو ان کے عدد رؤس پر تقسیم کیا جاتا ہے تو بسا اوقات اس میں کسر واقع ہو جاتی ہے جس سے بچنا لازم ہے۔ (کما مر)

لہٰذا مخرج میں کوئی ایسا عدد تلاش کرنا پڑتا ہے جس سے تمام مستحقین کو بلا کسر حصے مل جائیں اس عمل کو تصحیح کہتے ہیں۔ تصحیح کے لغوی معنی ہے درست کرنا اور اصطلاح میں سب سے چھوٹا کوئی ایسا عدد مقرر کرنا جو مسئلہ کا مخرج بن سکے اور تمام مستحقین کو بلا کسر ان کے حصے مل سکیں۔

نوٹ: وارثین میں سے ہر فریق کو عدد رؤس اور ان کے حصوں کو سہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تصحیح کے قاعدے

تصحیح کے کل سات قاعدے ہیں پہلے تین قاعدوں میں عدد رؤس اور سہام کے درمیان نسبت کا لحاظ کیا جاتا ہے اور مابقیہ چار قاعدوں میں ایک فریق اور دوسرے فریق کے عدد رؤس کے درمیان نسبت کو دیکھا جاتا ہے پہلے ہم ان قاعدوں کو ذکر کرتے ہیں جن میں عدد رؤس اور سہام یعنی حصص کے درمیان نسبت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

ان میں سے پہلے کو استقامت دوسرے کو موافقت اور تیسرے کو مباینت کہا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ:

قاعدہ ①: اگر مسئلہ میں ہر فریق کے حصص اور ان کے عدد رؤس کے درمیان نسبت تماثل یا نسبت تداخل ہو اور سہام

رؤس سے زیادہ ہوں تو اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں گے اس میں کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں۔

جیسے:

میت مسئلہ:٦

بنتین	ام	اب
۴	١	١

اس کو استقامت کہتے ہیں۔

قاعدہ (۲): اگر ہر فریق کا حصہ ان کے عدد رؤس پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا تو دیکھا جائے گا کہ کسر ایک طائفہ (یعنی ایک قسم کے مستحقین) پر ہے یا کئی طائفوں پر اگر کسر ایک طائفہ پر ہے تو ان مستحقین یعنی ان کے عدد رؤس اور ان کے سہام میں چار نسبتوں تماثل، تداخل، توافق اور تباین، میں سے کون سی نسبت ہے، اگر نسبت تداخل ہو اور سہام رؤس سے کم ہوں یا نسبت توافق ہے تو جن مستحقین پر کسر ہے ان کی وفق کو اصل مسئلہ میں اور بصورت عول کے عول میں ضرب دیں گے جو حاصلِ ضرب ہو وہی تصحیح مسئلہ ہوگا۔

اور اس کو موافقت کہتے ہیں۔

جیسے:

میت مسئلہ٦ (٦×٣=١٨) تصـ ١٨

	بنات ٦	ام	اب
اصل مسئلہ سے	۴	١	١
تصحیح مسئلہ سے	١٢	٣	٣

صورت مذکورہ میں گزشتہ قاعدے کے مطابق مسئلہ چھ سے بنا چار ملے چھ بیٹیوں کو اور ماں کو ملا ایک اور باپ کو بھی ملا ایک پھر چھ بیٹیوں پر جب چار کو تقسیم کیا تو کسر آتی ہے لہٰذا عدد رؤس ٦ اور سہام ۴ میں نسبت دیکھی تو توافق بالنصف ہے لہٰذا ہم نے ٦ کے وفقِ نصف ٣ کو اصل مسئلہ ٦ میں جو مخرج ہے ضرب دیا حاصلِ ضرب اٹھارہ ہوا تو اب تصحیح اٹھارہ ہوا اس میں سے ثلثان یعنی ١٢ چھ بیٹوں کو سدس یعنی ٣ ماں کو اور باقی ماندہ تین باپ کو بطور عصبہ کے دیئے۔

مسئلہ عائلہ کی مثال جیسے:

میت مسئلہ١٢ عول ١٥ (١٥×٣=۴٥) تصـ ۴٥

زوج	ام	بنات ٦	اب
٩	٦	٢۴	٦

تفصیل کے لئے دیکھئے "باب تصحیح مسائل کا بیان" قاعدہ نمبر۲ کی مسئلہ عائلہ کی مثال۔

قاعدہ (۳): اگر نسبت تباین ہے تو جن مستحقین پر کسر ہے ان کی پوری تعداد کو ضرب دیں گے اصل مسئلہ سے اور

بصورت عول کے عول میں جو حاصلِ ضرب ہو وہی تصحیح مسئلہ ہوگا۔

اور اس کو مباینت کہتے ہیں۔

جیسے:

میت مسئلہ ۶ (۵×۶=۳۰) تصـ ۳۰

	بنات ۵	ام	اب
اصل مسئلہ سے	۴	۱	۱
تصحیح مسئلہ سے	۲۰	۶	۶

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے ''باب تصحیح مسائل کا بیان'' قاعدہ نمبر ۳ کی مسئلہ غیر عائلہ کی مثال۔

مسئلہ عائلہ کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۶ عول ۷ (۵×۷=۳۵) تصـ ۳۵

	زوج	اخوات ۵
اصل مسئلہ سے	۳	۴
تصحیح مسئلہ سے	۵	۲۰

تفصیل کے لئے دیکھئے ''باب تصحیح مسائل کا بیان'' قاعدہ نمبر ۳ مسئلہ عائلہ کی مثال۔

پھر تصحیح سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ میں جس فریق کا جو حصہ ہو اسے ضرب دیں مضروب مسئلہ میں جو حاصل ہو وہی اس فرق کا حصہ ہوگا۔

قاعدہ ①: اگر کسر دو یا تین یا اس سے زائد طائفوں پر ہو تو اولاً جن فریق پر کسر ہے ان کے رؤس اور ان کے حصص میں نسبت معلوم کریں گے۔ اگر نسبت تداخل ہو اور سہام رؤس سے کم ہوں یا نسبت توافق ہے تو وفق رؤس کو اور اگر تباین ہو تو کل رؤس کو محفوظ کرلیں گے اور پھر ان اعداد رؤسِ محفوظہ میں آپس میں نسبت دیکھیں گے۔

اگر ان میں نسبت تماثل ہو تو ان میں سے کسی ایک عدد کو اصل مسئلہ میں اور بصورت عول، عول میں ضرب دیں گے اور حاصلِ ضرب تصحیح ہوگا اور اس قاعدے کو مماثلث کہتے ہیں۔ مثلاً:

میت مسئلہ ۶ تصـ ۱۸

	بنات ۶	۱۸	جدات ۳	اعمام ۳
اصل مسئلہ سے	۴		۱	۱
تصحیح مسئلہ سے	۱۲		۳	۳

صورت مذکورہ میں چونکہ بنات کا ثلثان ہے اور جدات کا سدس اور دونوں ایک نوع کے ہیں اس لئے مسئلہ چھ سے ہوا جس میں سے ۴ ملے ۶ بنات کو جو ان پر منکسر ہے اور ایک ملا ۳ جدات کو جو ان پر منکسر ہے اور ایک ملا ۳، اعمام کو جو ان پر منکسر ہے جب نسبت دیکھی رؤس اور سہام میں تو بنات کے رؤس چھ ہیں اور سہام چار نسبت توافق بالنصف کی

ہے لہٰذا، ٣ محفوظ اور ٣ جدات اور ان کے حصے ایک میں نسبت تباین کی ہے لہٰذا کل عدد رؤس ٣ محفوظ اسی طرح ٣ اعمام اور ان کے حصہ ایک میں نسبت تباین کی ہے لہٰذا کل عدد رؤس ٣ محفوظ تو رؤس محفوظ تینوں فریق کے تین، تین اور تین ہے پھر ان رؤس محفوظہ میں آپس میں نسبت دیکھی تو وہ تماثل ہے لہٰذا کسی بھی ایک کو ضرب دیں اصل مسئلہ چھ میں حاصلِ ضرب ١٨ ہے اور یہی تصحیح ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''باب تصحیح مسائل کا بیان'' قاعدہ نمبر ١ کی مثال کی وضاحت۔

قاعدہ (٢): اگر ان اعداد رؤس محفوظہ میں آپس میں نسبت تداخل ہے تو ان میں سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ میں اور بصورت عول، عول میں ضرب دیں گے اور حاصلِ ضرب تصحیح ہوگا مثلاً۔

جیسے:

میت مسئلہ ١٢ تص ١٤٤

	زوجات ٤	جدات ٣	اعمام ١٢
اصل مسئلہ سے	٣	٢	٧
تصحیح مسئلہ سے	٣٦	٢٤	٨٤

تفصیل کے لئے دیکھئے ''باب تصحیح مسائل کا بیان'' قاعدہ نمبر ٢ کی مثال کی وضاحت۔

قاعدہ (٣): اگر مابین اعداد رؤس محفوظہ نسبت تباین ہے تو ایک فریق کے کل عدد کو دوسرے فریق کے کل عدد میں ضرب دیں گے جو حاصلِ ضرب ہوگا اسے اصل مسئلہ میں اور بصورت عول کے عول میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب ہی تصحیح مسئلہ ہوگا۔ لیکن اگر کسر دو سے زائد فریقوں پر ہے اور سب میں نسبت تباین ہے، تو اس حاصلِ ضرب کو اس تیسرے فریق کے عدد رؤس میں ضرب دیں گے جو حاصل ہو اسے اصل مسئلہ میں اور بصورت عول، عول میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب ہی تصحیح مسئلہ ہوگا، اور اگر چوتھے فریق پر بھی کسر ہو تو اس پورے حاصل کو اس چوتھے فریق کے عدد رؤس سے ضرب دیں گے جو حاصل ہو اسے اصل مسئلہ میں اور بصورت عول، عول میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب ہی تصحیح مسئلہ ہوگا۔

جیسے:

میت مسئلہ ٢٤ (١٢=٦×٢) (٣٦=١٢×٣) (١٨٠=٣٦×٥) (٤٣٢٠=٢٤×١٨٠) تص ٤٣٢٠

	زوجات ٤	بنات ١٨	جدات ١٥	اعمام ٦
اصل مسئلہ سے	٣	١٦	٤	١
تصحیح مسئلہ سے	٥٤٠	٢٨٨٠	٧٢٠	١٨٠
ہر فرد کا حصہ	١٣٥	١٦٠	٤٨	٣٠

تفصیل کے لئے دیکھئے ''باب تصحیح مسائل کا بیان'' قاعدہ نمبر ٣ کی مثال کی وضاحت۔

نوٹ: بیک وقت چار سے زیادہ فریقوں پر کسر نہیں آسکتا۔

قاعدہ ④: اگر مابین اعداد روس محفوظہ توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے پھر اس کے حاصل اور تیسرے عدد میں نسبت دیکھیں گے۔ اگر توافق ہے تو بدستور ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور اگر تباین ہو تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے آخر تک علیٰ ہذا القیاس جو حاصلِ ضرب ہو اسے اصل مسئلہ اور بصورت عول، عول میں ضرب دیں گے جو حاصل ہو وہی تصحیح ہوگی۔

جیسے:

میت مسئلہ۲۴ (۶=۳×۲)(۳۰=۵×۶)(۲۱۰=۳۰×۷)(۵۰۴۰=۲۴×۲۱۰) تصـ۵۰۴۰

	زوجات۲	جدات۶	بنات۱۰	اعمام۷
اصل مسئلہ سے	۳	۴	۱۶	۱
تصحیح مسئلہ سے	۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
ہر فرد کا حصہ	۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰

تفصیل کے لئے دیکھئے "باب تصحیح مسائل کا بیان" قاعدہ نمبر۴ کی مثال کی وضاحت۔

أما الأب

"فله أحوال ثلاث، ألفرض المطلق وهو السدس وذٰلك مع الإبن أو أبن الإبن وإن سفل، والفرض والتعصيب معاً وذٰلك مع الإبنة أو إبنة الإبن وإن سفلت، والتعصيب المحض وذٰلك عند عدم الولد وولد الإبن وإن سفل."

ترجمہ: "بہرحال باپ تو اس کی تین حالتیں ہیں۔ ① فرض مطلق (یعنی صرف مقررہ حصہ) جو کہ سدس ہے جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ (اگرچہ رشتے میں اور نیچے ہو) موجود ہو ② مقررہ حصہ اور عصبہ ایک ساتھ جب کہ میت کی بیٹی یا پوتی وغیرہ (اگرچہ رشتے میں اور نیچے ہو) موجود ہو ③ صرف عصبہ جب کہ میت کی اولاد اور اس کے بیٹے کی اولاد وغیرہ (اگرچہ رشتے میں اور نیچے ہو) موجود نہ ہو۔"

باپ کی حالتیں

تشریح: باپ کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: صرف مقررہ حصہ جو کہ سدس ہے جب کہ میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ موجود ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

C4

ترجمہ: ”اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہو۔“

جیسے اگر میت کا باپ اور ایک بیٹا رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔

بایں صورت:

میت مسئلہ ۶

اب	ابن
۱	۵

چونکہ مسئلہ مذکورہ میں صرف ایک ذی فرض باپ ہے اور اس کا حصہ سدس ہے اور اس کا مخرج چھ ہے لہٰذا مسئلہ چھ سے ہوگا اور چھ میں سے ایک باپ کو ملے گا اور پانچ بیٹے کو ملیں گے۔

دوسری حالت: فرض اور تعصیب دونوں ہے۔ فرضیت تو مذکورہ بالا آیت ﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱) سے ثابت ہے جب کہ عصوبت اس آیت سے ثابت ہے۔

﴿وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱)

اس لئے کہ آیت کے ابتدا میں موجود وارثوں میں سے ماں باپ دونوں کو بیان فرمایا اور پھر آیت کے آخر میں صرف ماں کا حصہ ہی بیان فرمایا جب کہ باپ کے حصے سے سکوت فرمایا اور موضعِ بیان میں سکوت بیان ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ باپ عصبہ ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا (فرض و تعصیب کی) صورت میں اپ کو مقررہ حصہ بھی ملے گا اور ورثہ سے باقی ماندہ مال کو بطور عصبہ بھی لے گا۔

مثلاً میت کی ایک بیٹی ہو اور باپ ہو تو ایک بیٹی کا حصہ نصف ہے جبکہ باپ کا حصہ بطریق فرض سدس ہے، لہٰذا نوع اوّل میں سے نصف، نوع ثانی کے سدس کے ساتھ جمع ہے تو بمطابق قاعدہ نمبر ا مسئلہ چھ سے ہوگا چھ میں سے نصف یعنی تین لڑکی کو ملیں گے اور ایک باپ کو ملے گا بطریق فرضیت کے اور باقی ماندہ دو بھی باپ کو بطور عصوبت کے ملیں گے۔ جس کا مجموعہ تین ہوئے بایں صورت

میت مسئلہ ۶

بنت	اب
۳	۳

۲ اور اگر میت کا باپ اور دو بیٹیاں موجود ہوں تو اصل مسئلہ اسی مذکورہ قاعدے کی بناء پر چھ سے ہوگا چھ میں سے دو بیٹیوں کو ثلثان یعنی چار ملیں گے ہر ایک کو دو دو اور باپ کو ملے گا سدس یعنی ایک، بطور فرض کے یہ کل پانچ ہوئے باقی بچا ایک وہ باقی ماندہ ایک بھی باپ کو بطور عصبہ کے ملے گا بایں صورت

میت مسئلہ ۶

بنت	بنت	اب
۲	۲	۲

تیسری حالت: صرف عصبہ ہونا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ میت کی اولاد اور اولاد الابن موجود نہ ہو۔

جیسے میت کے صرف ماں باپ رہ جائیں تو مسئلہ تین سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں صرف ایک فرض یعنی ماں کا حصہ موجود ہے جو ثلث ہے لہٰذا قاعدہ نمبر ا کے بناء پر مسئلہ تین سے ہوگا۔ ایک ماں کو ملے گا بطریق فرضیت کے اور باقی دو باپ کو ملیں گے بطریق عصوبت کے۔ بایں صورت

میت مسئلہ ۳

ام	اب
۱	۲

❷ اگر مسئلے میں میت کا باپ، ماں اور شوہر رہ جائیں تو اس مسئلے کی تخریج دو مرتبہ کی جائے گی۔ پہلے یہ مسئلہ شوہر کے حصے جو کہ نصف ہے کے مخرج مسئلہ دو سے نکالا جائے گا دو میں سے ایک شوہر کو ملے گا اور ایک ماں باپ کو جب کہ ان کا مخرج تین ہے کیونکہ میت کی اولاد وغیرہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے باپ تو عصبہ ہے اور ماں کے لئے ثلث ہے اور ثلث کا مخرج تین ہے لہٰذا تین اور ایک میں نسبت دیکھی جو کہ تباین ہے، تو بموافق تصحیح کے قاعدہ نمبر ۳، اصل مسئلہ تین کو مسئلہ اوّل دو سے ضرب دیا حاصلِ ضرب چھ ہوئے یہی تصحیح مسئلہ ہے۔ چونکہ شوہر کے لئے مسئلہ اوّل میں سے ایک تھا لہٰذا اسے مضروب مسئلہ تین سے ضرب دیا تو تین حاصل ہوئے وہی شوہر کا حصہ ہے باقی ماندہ تین میں سے ثلث یعنی ایک ماں کو ملا بطریق فرضیت کے اور دو باپ کو ملے بطریق عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ — تصـ ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

والجد الصحيح

”كالأب إلاّ فى أربع مسائل وسنذكرها فى مواضعها إن شاء الله تعالىٰ، ويسقط الجد بالأب لأن الأب أصلٌ فى قرابة الجد إلى الميت، والجد الصحيح هو الذى لا تدخل فى نسبته إلى الميت أم.“

ترجمہ: ”دادا (ان مذکورہ تین حالتوں میں جب کہ باپ موجود نہ ہو) باپ ہی کی طرح ہے سوائے چار

مسائل کے۔ جسے ہم ان شاء اللہ اپنے اپنے مقام پر بیان کریں گے (اور دادا کی چوتھی حالت یہ ہے کہ) دادا (باپ کی موجودگی میں) باپ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے اس لئے کہ میت کی طرف دادا کی قرابت میں باپ اصل ہے۔ اور جد صحیح وہ ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں ماں (یعنی عورت) کا واسطہ نہ آتا ہو"

دادا کی حالتیں

تشریح: شریعت اور عربی لغت میں "جد" کی دو قسمیں ہیں جد فاسد اور جد صحیح، جد فاسد سے مراد وہ دادے اور نانے ہیں جن کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں کسی بھی پشت میں عورت کا واسطہ آتا ہو یہ لوگ ذوی الفروض اور عصبات میں داخل نہیں بلکہ ذوی الارحام میں داخل ہیں۔ ذوی الفروض اور عصبہ وہی دادے ہیں جن کو جد صحیح کہا جاتا ہے اور جد صحیح اس کو کہتے ہیں کہ میت کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑنے کے لئے کہیں بھی عورت کا واسطہ درمیان میں نہ آتا ہو جیسے دادا، پردادا وغیرہ اگرچہ اوپر تک ہو۔ ان میں چونکہ میراث الأقرب فالأقرب کے اصول سے تقسیم ہوتی ہے اس لئے ہم نے آسانی کے لئے جد صحیح کو دادا سے تعبیر کیا ہے۔

دادا کی کل چار حالتیں ہیں اگر میت کا باپ زندہ ہو تو دادا محروم رہتا ہے اور اگر میت کا باپ زندہ نہ ہو تو دادا باپ کی طرح ہے ان تین حالتوں میں جو باپ کے بیان میں گزریں۔

ان کی مثالیں بھی وہیں گزر چکی ہیں البتہ ان مثالوں میں اب کی جگہ جد لکھ دیں ہاں ان تین حالتوں میں چار مسائل ایسے ہیں جن میں دادا کا حکم باپ سے مختلف ہے۔

مسائل اربعہ جن میں "جد" کا حکم "اب" سے جدا ہے

پہلا مسئلہ: دادی باپ کی موجودگی میں محروم رہتی ہے جب کہ دادا کی موجودگی میں اس کو سدس ملتا ہے اور دادا اسے محروم نہیں کر سکتا اس لئے کہ دادا، دادی کا شوہر ہے اور زوج اپنی زوجہ کے لئے حاجب نہیں ہوتا۔

مثلاً ایک شخص کی ایک بیٹی، باپ اور دادی اس کے انتقال کے بعد باقی رہے تو اس صورت میں مسئلہ میں دو فرض یعنی نصف جو حصہ ہے بیٹی کا اور سدس جو حصہ ہے باپ کا جمع ہوئے لہٰذا بمطابق قاعدہ مذکورہ سابقہ مسئلہ چھ سے ہوگا اور اس میں سے نصف یعنی تین بیٹی کو ملے گا اور باقی ماندہ کل تین باپ کو ملیں گے ایک یعنی سدس تو بطور فرضیت اور دو بطور عصوبت جب کہ دادی محروم رہے گی بایں صورت

میت مسئلہ ۶

بنت	اب	ام الاب
۳	۳	محروم

لیکن اگر اسی مسئلے میں بجائے باپ کے دادا موجود ہو تو پھر دادی محروم نہیں ہوگی بلکہ وہ ذوی الفروض میں سے ہوگی اور اس کو اس کا مقررہ حصہ یعنی سدس ملے گا، اور مسئلہ حسب سابق چھ ہی سے ہوگا، تین بیٹی کو ملیں گے ایک دادی کو ملے گا اور دو دادا کو ملیں گے ایک بطور فرضیت اور ایک بطور عصوبت بایں صورت

میت مسئلہ ۶

بنت	ام الاب	جد
۳	۱	۲

دُوسرا مسئلہ: اگر میت ماں باپ کو اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑے تو اس صورت میں زوجین میں سے جو بھی موجود ہو تو اس کا حصہ دینے کے بعد ماں کو باقی مال کا ثلث ملتا ہے۔ بایں صورت

مثلاً اگر شوہر حیات ہو تو:

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے "باپ کی تیسری حالت"۔

لیکن اگر بجائے باپ کے اسی مسئلہ میں ماں کے ساتھ میت کا دادا موجود ہو تو ماں کو کل مال کا ثلث ملتا ہے اور اس صورت میں مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ نصف، جو کہ شوہر کا حصہ ہے اور ثلث، جو کہ ماں کا حصہ ہے جمع ہوئے ہیں تو مسئلہ چھ سے ہوا۔ ان چھ میں سے تین شوہر کو ملیں گے بطور فرضیت کے اور دو ماں کو ملیں گے بطور فرضیت کے اور ایک حصہ دادا کو ملے گا بطور عصوبت کے بایں صورت

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	جد
۳	۲	۱

اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا اختلاف ہے ان کے نزدیک اس صورت میں بھی مسئلہ بالا کی طرح ماں کو مابقیہ مال کا ثلث ملے گا نہ کہ کل مال کا۔

اس مسئلہ کی تفصیل احوال ام میں ملاحظہ کیجئے۔

اور اگر مثلاً میت کی بیوی حیات ہو تو۔

اصل مسئلہ چار سے ہوگا اس لئے کہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کے لئے ربع ہے اور ربع کا مخرج چار ہے اس چار میں سے ایک بیوی کو ملے گا باقی تین میں سے ثلث جو کہ ایک ہے ماں لے گی، اور دو باپ لے گا بطور

عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوجہ	ام	اب
۱	۱	۲

لیکن اگر اسی مسئلہ مذکورہ میں باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو کل مال کا ثلث ملے گا اور اس طرح مسئلہ میں دو فرض ہوئے، ربع، جو بیوی کا حصہ ہے اور ثلث، جو ماں کا حصہ ہے۔ اور جب نوع اول میں سے ربع کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہے لہٰذا مخرج بارہ ہوگا۔ بارہ میں سے ربع یعنی تین بیوی کو اور ثلث یعنی چار ماں کو ملیں گے اور باقی پانچ دادا کو ملیں گے بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ۱۲

زوجہ	ام	جد
۳	۴	۵

اس مسئلہ میں بھی امام ابو یوسف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کا مسلک ماں کے لئے ثلث مابقیہ مال کا ہے مگر فتویٰ طرفین رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی کے قول پر ہے تفصیل کے لئے دیکھئے احوال ام حالت نمبر۳۔

تیسرا مسئلہ: اعیانی (حقیقی) اور علاتی (باپ شریک) اور اخیافی (ماں شریک) بہن بھائی سب کے سب باپ کی موجودگی میں محروم ہو جاتے ہیں اجماعاً مثلاً:

میت المال کله للأب

اب	بنو الاعیان	بنو العلات	بنو الاخیاف
۱	محروم	محروم	محروم

لیکن اگر باپ کے بجائے دادا موجود ہو تو حضرت ابو بکر صدیق حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابن زبیر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ، حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا، حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اور امام ابو حنیفہ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی کے ہاں سب بہن بھائی محروم ہوتے ہیں اور اَلْمَال کله للجد اور ان حضرات کی دلیل قرآن کریم کی وہ بہت سی آیات ہیں جن میں جد پر لفظ اب کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ﴾ (سورۃ یوسف: آیت۳۸)

ترجمہ: "اور میں نے اپنے باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے ابراہیم کا اسحٰق کا اور یعقوب عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کا۔"

دیکھئے اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکایت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے ابائی کا لفظ ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام سب کے لئے ارشاد فرمایا باوجودیکہ اسحٰق علیہ السلام دادا اور ابراہیم علیہ السلام پردادا ہیں اسی طرح دوسری دلیل ان حضرات کی وہ حدیث ہے جو پہلے گزر چکی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ألحقوا الفرائض بأهلها، فما بقى فلأولى رجل ذكر" (صحيح بخاري جلد۲ صفحه ۹۹۷)

اور عصبات کے باب میں یہ قاعدہ ہے کہ جہت ابوت مقدم ہے جہت اخوت پر لہٰذا جد کی موجودگی میں تمام اقسام کے بہن بھائی محروم ہوں گے۔

جیسے:

میت — المال كله للجد

جد	بنوالاعیان	بنوالعلات	بنوالاخیاف
۱	محروم	محروم	محروم

جب کہ حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرات صاحبین اور باقی ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اخیافی بہن بھائی محروم ہوتے ہیں اور اعیانی یا علاتی بھائیوں کی موجودگی کی صورت میں دادا کو صرف سدس ملے گا اور وہ اعیانی یا علاتی عصبہ ہوں گے۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ بنوالاعیان اور بنوالعلات کی میراث قرآن کریم سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كَانُوٓا۟ إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ﴾ (سورة النساء: آیت۱۷۶)

ترجمہ: "اور اگر (چند وارث) بھائی (بہن) ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر۔"

لہٰذا ان کے محجوب ہونے کے لئے بھی کسی نص یا اجماع کا ہونا ضروری ہے جو یہاں نہیں اس لئے یہ وارث ہوں گے۔ بایں صورت

میت — مسئلہ۶

جد	بنوالاعیان	بنوالعلات	بنوالاخیاف
۱	۵	محروم	محروم

میت — مسئلہ۶

جد	بنوالعلات	بنوالاخیاف
۱	۵	م

لیکن احناف کے یہاں فتویٰ امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے قول پر ہے۔ واللہ اعلم۔

چوتھا مسئلہ: اگر معتق (آزاد شدہ غلام) کا انتقال ہو جائے اور اس کا کوئی وارث موجود نہ ہو اور معتق (آزاد کنندہ) کا بھی انتقال ہو چکا ہو صرف اس کا بیٹا اور باپ موجود ہو تو معتق کے مال میں سے امام ابویوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے ہاں معتق کے باپ کو سدس ملے گا اور باقی پانچ حصے معتق کا بیٹا لے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عند ابی یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ

ابن المعتِق	اب المعتِق
۵	۱

لیکن اگر آزاد کنندہ کے باپ کے بجائے بیٹے کے ساتھ اس کا دادا موجود ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا اور سارا مال آزاد کنندہ کا بیٹا لے گا۔

میت المال کله للابن

ابن معتِق	جد معتِق
کل مال	محروم

وأما لأولاد الأم

"فأحوال ثلٰث، السدس للواحد، والثلث للإثنين فصاعدا، ذكورهم وإناثهم فى القسمة والإستحقاق سواء، ويسقطون بالولد وولد الإبن وإن سفل وبالأب والجد بالإتفاق."

ترجمہ: "رہے ماں شریک بہن بھائی تو ان کی تین حالتیں ہیں۔ ① اگر ایک ہو تو سدس ② اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو (ان سب کے لئے ایک) ثلث ہے اور ان کے مذکر و مؤنث تقسیم اور استحقاق میں برابر ہیں ③ اولاد میت اور اولاد ابن میت اگرچہ درجے میں کتنے ہی نیچے ہو اور اب وجد میت کی موجودگی میں یہ سب ساقط ہو جاتے ہیں۔"

اخیافی بہن بھائیوں کی حالتیں

تشریح: اخیافی خیف سے ماخوذ ہے جو بمعنی مختلف کے ہے، چونکہ ایسی اخوۃ میں ماں ایک ہوتی ہے لیکن باپ مختلف

ہوتے ہیں لہٰذا اسے خیفی یا اخیافی کہتے ہیں۔

اخیافی بہن بھائیوں کی تین حالتیں ہیں تینوں حالتوں میں مذکر ومؤنث برابر ہیں۔

پہلی حالت: اگر اخیافی ایک ہو خواہ مذکر ہو یا مؤنث ان کے لئے سدس ہے، اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ﴾

(سورة النساء: آیت۱۲)

ترجمہ: "اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع ہوں اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔"

اس آیت مذکورہ میں بہن بھائیوں سے مراد بالاجماع اخیافی بہن بھائی ہیں اس لئے کہ سیّد القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات میں اس کی تصریح موجود ہے (وَلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِّنَ الْاُمِّ) (التفسير المظهری: ج۲)

صورت مسئلہ یوں ہوگا کہ اگر ایک اخیافی بھائی اور ایک حقیقی بھائی رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا اس وجہ سے کہ مسئلے میں صرف ایک فرض یعنی سدس آیا ہے اور اس کا مخرج چھ ہے چھ میں سے ایک اخیافی بھائی کو ملے گا بطور فرضیت اور پانچ حقیقی بھائی کو ملیں گے بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶

اخ اخیافی	اخ اعیانی
۱	۵

(۲) اسی طرح اگر ایک اخیافی بہن اور تین حقیقی بھائی رہ جائیں تو بھی اصل مسئلہ چھ سے ہوگا چھ میں سے سدس یعنی ایک، اخیافی بہن کو ملے گا اور پانچ، حقیقی بھائیوں کو ملیں گے چونکہ ان پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہام کے نسبت تباین ہے تو ان رؤس کی کل تعداد کو جن پر کسر آ رہا ہے اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیں گے حاصلِ ضرب اٹھارہ ہوئے وہی تصحیح مسئلہ ہے۔

چونکہ اصل مسئلے میں سے اخیافی بہن کو ایک ملا تھا اس کو مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے تین حاصل ہوئے، لہٰذا وہ تین اخیافی بہن کو ملیں گے اور حقیقی بھائیوں کو اصل مسئلہ میں سے پانچ ملے تھے لہٰذا اس پانچ کو مضروب مسئلہ تین میں ضرب دینے سے پندرہ حاصل ہوئے وہ حقیقی بھائیوں کا حصہ ہے جو ان پر تقسیم ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ ملیں گے۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۶×۳=۱۸) تصـ ۱۸

	اخت لام	ثلاثہ اخوۃ عیانیہ
اصل مسئلہ سے	۱	۵
تصحیح مسئلہ سے	۳	۱۵

دوسری حالت: اگر اخیافی بہن بھائی دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ثلث ملے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ﴾ (سورة النساء: آیت۱۲)

ترجمہ: ”پھر اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہوں گے۔“

یاد رکھئے کہ مذکر اور مؤنث میراث میں جب ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو عموماً میراث ”للذکر مثل حظ الانثیین“ کے طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ لیکن اخیافی بہن بھائیوں میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا بلکہ اخیافی بہن بھائی کا حصہ برابر ہوتا ہے۔ اس لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے یہ قید لگائی۔ ”ذکورهم واناثهم فی القسمة سواء“

جیسے مثلاً اگر دو اخیافی بہنیں اور ایک اعیانی بھائی رہ جائیں تو مسئلہ تین سے ہوگا کیونکہ مسئلے میں صرف ایک فرض ثلث آیا ہے جس کا مخرج تین ہے۔ ان میں سے ایک دو اخیافی بہنوں کو ملے گا اور ان پر کسر ہے اور دو حقیقی بھائی کو ملیں گے۔ بہنوں کے حصے اور ان کے تعداد روس میں نسبت تباین ہے لہٰذا ان کی کل تعداد کو اصل مسئلہ تین میں ضرب دیں گے حاصل ضرب چھ ہوئے وہی تصحیح ہے۔ چھ میں سے دو بہنوں کو ملیں گے اور چار حقیقی بھائی کو۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳×۲=۶

اخت اخیافی	اخت اخیافی	اخ اعیانی
۱	۱	۴

② اسی طرح اگر تین اخیافی بھائی اور دو چچا رہ جائیں تو اصل مسئلہ تین ہی سے ہوگا کیونکہ مسئلہ میں فرض صرف ثلث ہے جس کا مخرج تین ہے تین میں سے ایک اخیافی بھائیوں کو ملے گا اور دو ملیں گے دو چچوں کو پھر اخیافی بھائیوں پر کسر ہے اور مابین سہم اور عدد روس کے نسبت تباین ہے تو ان کے کل عدد روس کو جو تین ہیں اصل مسئلہ تین سے ضرب دیں گے حاصلِ ضرب نو ہوں گے یہی تصحیح مسئلہ ہے۔

اس میں سے اخیافی بھائیوں کو تین ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کا حصہ ایک تھا ایک کو تین سے ضرب دینے سے تین ہی حاصل ہوئے لہٰذا ہر ایک کو ایک ایک ملے گا اور دو چچاؤں کو چھ ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کے لئے دو تھے اور دو کو تین سے ضرب دینے سے چھ حاصل ہوئے ہیں لہٰذا ہر ایک کو تین تین ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۳=۹) تصـ ۹

	ثلاثہ اخوۃ اخیافیہ	عم	عم
اصل مسئلہ سے	۱	۲	
تصحیح مسئلہ سے	۱ ۱ ۱	۳	۳
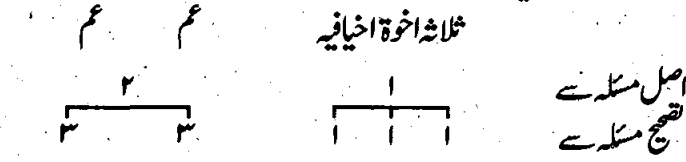
(۴) اسی طرح بہن بھائی مشترک ہونے کی صورت میں مثلاً جیسے چار مختلف اخیافی بہن بھائی یعنی دو بھائی اور دو بہنیں اور چار چچا رہ جائیں تو اس صورت میں بھی چونکہ مسئلہ میں فرض تو ایک ہی یعنی ثلث ہے اس لئے اصل مسئلہ تین ہی سے ہوگا، تین میں سے ایک چار اخیافی بہن بھائیوں کو ملے گا جو ان پر مساوی تقسیم ہوگا چونکہ اس تقسیم میں ان پر کسر ہے اور ان کے حصے اور ان کے عدد رؤس میں نسبت تباین ہے تو بمطابق تصحیح کے قاعدہ نمبر۲ کے ان کے رؤس یعنی چار کو محفوظ کرلیں، اور اصل مسئلہ تین میں سے چار چچاؤں کا حصہ دو ہے ان پر بھی کسر ہے لیکن ان کے عدد رؤس اور حصص میں نسبت تداخل ہے اور سہام کم ہیں عدد رؤس سے اس لئے وفق رؤس محفوظ کریں گے لہٰذا بمطابق قاعدہ مذکورہ کے چچاؤں کے نصف رؤس یعنی دو کو محفوظ کرلیں اب ۲ عدد رؤس اعمام اور ۴ عدد رؤس اخوۃ اخیافیہ میں نسبت دیکھی تو وہ تداخل ہے۔ اس لئے بمطابق قاعدہ تصحیح عدد اکثر یعنی چار کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۴×۳=۱۲ ہوئے اس میں سے چار اخیافی بہن بھائیوں کو ملیں گے چونکہ اخیافیوں میں مذکر و مؤنث استحقاق میں برابر ہیں اس لئے ہر ایک کو ایک ایک ملے گا اور باقی آٹھ چار چچاؤں کو ملیں گے ہر ایک کو دو دو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۴=۱۲) تصـ ۱۲

	اخ	اخ	اخت	اخت	عم	عم	عم	عم
اصل مسئلہ سے	۱				۲			
تصحیح مسئلہ سے	۱	۱	۱	۱	۲	۲	۲	۲
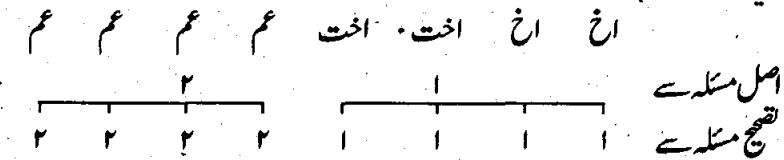
تیسری حالت: اولاد میت، اولاد ابن میت اسی طرح اب اور جد کی موجودگی میں اخیافی بہن بھائی محروم ہوں گے اس لئے کہ یہ لوگ کلالۃ کے قبیل سے ہیں اور ان کے وارث ہونے کے لئے شرط یہی ہے کہ میت کی اولاد یا اولاد ابن اسی طرح باپ دادا موجود نہ ہوں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۲)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ﴾ (سورۃ النساء: ۱۷۶)

ترجمہ: ''آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مر جائے جس

کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس کے ایک بہن ہو۔"

اور حدیث میں آتا ہے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھنے لگا کہ آیت یَسْتَفْتُوْنَکَ والی آیت میں کلالہ سے کیا مراد ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے وہ آیت جو گرمی میں اتری کافی ہے (یعنی سورہ نساء کی آیت ۱۷۶ اس لئے کہ ابتدائی آیت ۱۲ جس میں کلالہ کا تذکرہ ہے یہ جاڑے میں اتری تھی)۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابواسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کلالہ وہی ہے "جو نہ والد پیچھے چھوڑے نہ اولاد" تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے یوں ہی سمجھا ہے۔

چونکہ دادا پر بھی اب کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح اولاد ابن پر بھی ابن کا اطلاق ہوتا ہے لہٰذا جد اب میں اور اولاد ابن ابن میں شامل ہوئے۔ اس لئے ان کی موجودگی سے بھی بنو الاخیاف میراث سے محروم ہوں گے۔

محرومیت کی مثالیں جیسے:

میت مسئلہ ۴

زوج	ابن	اخ لام
۱	۳	محروم

میت مسئلہ ۲

زوج	اب	اخ اخیافی
۱	۱	محروم

میت مسئلہ ۲

زوج	جد	اخ لام
۱	۱	محروم

میت مسئلہ ۴

زوج	ابن الابن	اخ لام
۱	۳	محروم
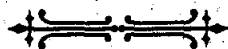
وأما للزوج

”فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الإبن وإن سفل، والربع مع الولد أو ولد الإبن وإن سفل.“

ترجمہ: ”اور بہر حال شوہر کی دو حالتیں ہیں ① نصف جب کہ اولاد یا اولادِ ابنِ میت اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہو موجود نہ ہو ② ربع اگر اولاد یا اولادِ ابنِ میت اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہو موجود ہو۔“

شوہر کی حالتیں

تشریح: پہلی حالت: اگر بیوی کا انتقال ہوا اور شوہر رہ جائے تو وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس بیوی کی اس شوہر سے یا سابقہ خاوند سے (اگر عورت پہلے مطلقہ یا بیوہ تھی) اولاد ہوگی یا نہیں۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہیں نہ اس سے نہ سابقہ شوہر سے تو موجودہ شوہر کو کل مال کا آدھا ملے گا اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ج﴾ (سورة النساء: آیت ۱۲)

ترجمہ: ”اور تم کو آدھا ملے گا اس ترکہ کا جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو۔“

اس کی مثال:

① جیسے شوہر اور ایک بھائی رہ جائے تو مسئلہ دو سے ہوگا، ایک شوہر کو ملے گا بطور فرضیت کے اور ایک بھائی کو ملے گا بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲

زوج	اخ
۱	۱

② شوہر اور دو بھائی رہ جائیں تو بھی مسئلہ دو سے ہوگا، ایک شوہر کو ملے گا اور ایک دو بھائیوں کو ملے گا بطور عصوبت کے لیکن ان پر کسر ہے اور عدد رؤس اور حصے میں تباین ہے لہٰذا بمطابق قاعدہ مذکورہ اس عدد رؤس کو ضرب دیں گے اصل مسئلہ دو میں حاصلِ ضرب چار ہوئے چار میں سے دو شوہر کو ملے گا اور ایک ایک دو بھائیوں کو ملے گا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ (۲×۲=۴) تصـ ۴

	زوج	اخ	اخ
اصل مسئلہ سے	۱	۱	
تصحیح مسئلہ سے	۲	۱	۱

دوسری حالت: شوہر کی یہ ہے کہ بیوی کی کوئی اولاد یا اولادِ ابن رہ جائے تو شوہر کو ربع ملے گا۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

ترجمہ: ''اور اگر ان بیویوں کی کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملے گا۔''

① مثلاً ایک بیٹا اور شوہر باقی رہیں تو مسئلہ چار سے ہوگا اس لئے کہ فرض صرف ایک یعنی ربع ہے جس کا مخرج چار ہے۔ چار میں سے ربع یعنی ایک شوہر کو ملے گا بطور فرضیت کے اور تین بیٹے کو ملیں گے بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوج	ابن
۱	۳

② اگر شوہر اور ایک بیٹی اور ایک بیٹا رہ جائے تو بھی مسئلہ چار سے ہوگا ایک شوہر کو ملے گا اور باقی تین بیٹا بیٹی میں بطور ''للذكر مثل حظ الأنثيين'' تقسیم ہوں گے دو بیٹے کو اور ایک بیٹی کو ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوج	بنت	ابن
۱	۱	۲

③ اگر شوہر، بیٹی اور ایک چچا باقی رہے تو بھی مسئلہ چار سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں نصف اور ربع ہے جو دونوں نوع اوّل میں سے ہیں لہٰذا بمطابق قاعدہ مذکورہ فی قواعد تخریج مسئلہ عدد اکثر چار سے ہوگا۔ جن میں سے ربع یعنی ایک شوہر کو جب کہ نصف یعنی دو بیٹی کو ملیں گے بطور فرضیت کے اور ایک چچا کو ملے گا بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوج	بنت	عم
۱	۲	۱
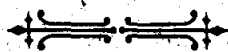
فصل فى النساء

"أما للزوجات: فحالتان ألربع للواحدة فصاعدة عندعدم الولد وولد الإبن وإن سفل، والثمن مع الولد وولد الإبن وإن سفل."

یہ فصل ہے عورتوں کے احوال کے بیان میں

ترجمہ: "بیویوں کی دو حالتیں ہیں (۱) ربع خواہ بیوی ایک ہو یا کئی بیویاں ہوں جب کہ میت کی اولاد یا اولاد ابن وغیرہ اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہو موجود نہ ہو (۲) ثمن جب کہ اولاد یا اولاد ابن اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہو موجود ہو۔"

بیویوں کی حالتیں

تشریح: پہلی حالت: اگر شوہر کا انتقال ہو جائے اور بیوی یا بیویاں زندہ رہیں اور میت کی ان سے یا کسی دوسری مرحومہ یا مطلقہ بیوی سے کوئی اولاد نہ ہو تو ان کے لئے ربع ہے۔

یاد رکھئے کہ اگر بیویاں ایک سے زائد ہوں تب بھی اولاد و اولاد ابن کی عدم موجودگی میں ان کا حصہ ربع اور اولاد یا اولاد ابن کی موجودگی میں ثمن ہی ہے جو ان پر برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج﴾ (سورة النساء: آیت۱۲)

ترجمہ: "اور ان بیویوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمہاری کچھ اولاد نہ ہو۔"

(۱) جیسے کسی شخص کا انتقال ہوا اور ایک بیوی اور ایک بھائی پیچھے زندہ رہے تو مسئلہ چار سے ہوگا، چار میں سے ایک بیوی کو ملے گا بطریق فرضیت اور تین بھائی کو ملیں گے بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوجہ	اخ
۱	۳

(۲) جیسے میت کی چار بیویاں اور دو چچا زندہ ہوں تو بھی اصل مسئلہ چار سے ہوگا ایک بیویوں کو ملے گا جن پر کسر ہے اور تین چچاؤں کو ملیں گے ان پر بھی کسر ہے، لہٰذا نسبت دیکھی مابین سہام و عدد روس کے دونوں میں نسبت تباین ہے لہٰذا دونوں فریق کے کل عدد روس محفوظ کر لئے۔ پھر بمطابق تصحیح کے قاعدہ نمبر۴ روس اور روس یعنی دو اور چار میں

نسبت دیکھی جو تداخل ہے لہٰذا عدد اکثر چار کو ضرب دیا اصل مسئلہ چار میں حاصل ضرب سولہ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اس میں سے چار بیویوں کو ربع یعنی چار ملیں گے ہر ایک کو ایک ایک اور دو چچاؤں کو بارہ ملیں گے ہر ایک کو چھ چھ بایں صورت۔
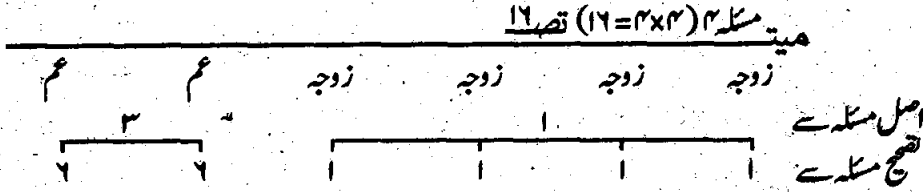
دوسری حالت: بیویوں کی یہ ہے کہ میت کی اولاد یا اولاد ابن موجود ہو تو بیویوں کو ثمن ملے گا۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۲)

ترجمہ: ''اور اگر تمہاری کچھ اولاد ہو تو ان کو تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔''

① مثلاً کسی کا انتقال ہو اور ایک بیوی اور ایک بیٹا رہ جائے تو مسئلہ آٹھ سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں صرف ایک فرض ''ثمن'' ہے جس کا مخرج آٹھ ہے اس میں سے ایک بیوی کو ملے گا بطور فرضیت کے اور سات بیٹے کو ملیں گے بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۸	
زوجہ	ابن
۱	۷
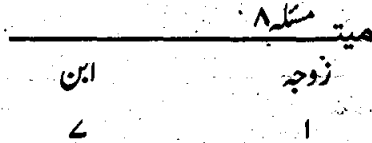
② اگر میت کی تین بیویاں اور دو لڑکے رہ جائیں تو بھی مسئلہ آٹھ سے ہوگا۔ اس میں سے ایک تین بیویوں کو ملے گا جو ان پر برابر برابر تقسیم ہوگا اور اس تقسیم میں ان پر کسر ہے اور مابین سہام و رؤس نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل عدد رؤس کو محفوظ کر لیں۔ اور آٹھ میں سے باقی ماندہ سات دو بیٹوں کو ملیں گے جو ان پر برابر تقسیم ہوں گے اور اس تقسیم میں ان پر بھی کسر ہے اور ان کے سہام اور رؤس میں بھی نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے بھی کل رؤس کو محفوظ کر لیں۔ پھر بمطابق قاعدہ تصحیح رؤس اور رؤس (دو اور تین) میں نسبت دیکھیں تو ان میں بھی نسبت تباین ہے لہٰذا ان میں سے کسی ایک کو دوسرے میں ضرب دیں تو حاصل ضرب چھ ہوگا پھر اس چھ کو اصل مسئلہ آٹھ میں ضرب دیں تو حاصل ضرب ۴۸ ہوئے وہی تصحیح مسئلہ ہے ان میں سے چھ تو تین بیویوں کو ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کو ایک ملا تھا ایک کو مضروب مسئلہ چھ میں ضرب دینے سے چھ حاصل ہوئے جو ان کا حصہ ہوگا اور ہر ایک کو دو دو ملیں گے اور لڑکوں کو بیالیس ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کے سات تھے اور سات کو مضروب مسئلہ چھ میں ضرب دینے سے

بیالیس حاصل ہوئے جولڑکوں کا حصہ ہے ہر ایک کو اکیس اکیس مل جائیں گے بایں صورت۔

③ اگر دو بیویاں اور دو لڑکے اور دو لڑکیاں رہ جائیں تو بھی اصل مسئلہ آٹھ سے ہوگا اس لئے کہ اس مسئلہ میں فرض صرف ایک ہے اور وہ "ثمن" ہے اس میں سے ایک دو بیویوں کو ملے گا ان پر کسر ہے مابین سہم و روس نسبت تباین ہے لہٰذا کل روس کو محفوظ کرلیا۔ سات حصے دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کو ملیں گے جن کے روس اعتبار یہ چھ ہیں اس لئے کہ ایک لڑکا بمنزلہ دو لڑکیوں کے ہے تو کل چھ روس ہوئے چھ اور سات میں نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے بھی کل روس کو محفوظ کرلیا۔ اب بمطابق قاعدہ مذکورہ سابقہ روس اور روس میں نسبت دیکھی جو تداخل ہے لہٰذا عدد اکثر چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ میں حاصلِ ضرب اڑتالیس ہوئے وہی تصحیح ہے اس میں سے چھ دو بیویوں کو ملیں گے بطریق فرضیت اور بیالیس لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم ہوں گے بطریق عصوبت "للذکر مثل حظ الأنثيين" کے قاعدے سے ہر لڑکے کو چودہ اور ہر لڑکی کو سات بایں صورت۔

میت مسئلہ ٨ (٦×٨=٤٨) تصـ ٤٨

	زوجہ	زوجہ	بنت	بنت	ابن	ابن
اصل مسئلہ سے	١		٧			
تصحیح مسئلہ سے	٣	٣	٧	٧	١٤	١٤

④ اگر ایک بیوی ایک لڑکی اور ایک بھائی رہ جائے تو چونکہ مسئلہ میں ثمن اور نصف جمع ہے اور یہ دونوں ایک ہی نوع کے ہیں اس لئے مسئلہ عدد اکثر آٹھ سے ہوگا، آٹھ میں سے ایک بیوی کو ملے گا اور چار لڑکی کو بطریق فرضیت کے اور تین بھائی کو ملیں گے بطریق عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ٨

زوجہ	بنت	اخ
١	٤	٣
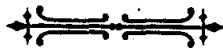
وأما لبنات الصلب

"فأحوال ثلث، ألنصف للواحدة، والثلثان للإثنين فصاعدة، ومع الإبن للذكر مثل حظ الأنثيين وهو يعصبهن."

ترجمہ: "رہی حقیقی بیٹیاں تو ان کی تین حالتیں ہیں ① اگر ایک ہو تو نصف ② اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان ③ اور اگر ان کے ساتھ ابنِ میت موجود ہو تو وہ ان کو عصبہ بنا دیتا ہے، اس صورت میں لڑکے کو لڑکیوں سے دگنا ملے گا۔"

بیٹیوں کی حالتیں

تشریح: میت کی حقیقی بیٹیوں کی تین حالتیں ہیں نصف، ثلثان، عصبہ۔ اس لئے کہ لڑکیوں کے ساتھ یا بیٹا ہوگا یا نہیں اگر بیٹا نہ ہو تو لڑکی ایک ہوگی یا زیادہ اگر ایک ہو تو۔

پہلی حالت: اور اسے کل مال کا نصف ملے گا۔ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱)

ترجمہ: "اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔"

دوسری حالت: اور اگر ایک سے زائد لڑکیاں ہیں تو ان کو دو ثلث ملیں گے۔

اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱)

ترجمہ: "اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اس مال کا جو کہ مورث چھوڑ مرا ہے۔"

اس آیت میں استحقاقِ ثلثین کو اگرچہ مشروط فرمایا "فوق الثنتین" کے ساتھ لیکن انتفائے شرط حکم کی نفی نہیں کرتی البتہ حکم کے ثبوت کے لئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہوگی یہاں دو لڑکیوں کے استحقاقِ ثلثان کے لئے عبارت النص اور اشارۃ النص موجود ہے عبارت النص جیسے جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی سے فرمایا:

"أعط إبنتي سعد الثلثين وأعط أمهما الثمن وما بقي فهو لك"

(ترمذی: جلد۲ صفحہ۳۰، ابوداؤد: جلد۲ صفحہ۴۰۰)

ترجمہ: "سعد کی بیٹیوں کو دو ثلث اور ان کی بیوی کو مال کا آٹھواں حصہ ادا کر کے باقی خود لے لو۔"

اور اشارۃ النص ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یُوۡصِیۡكُمُ اللّٰهُ فِیۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دولڑکیوں کے حصہ کے برابر۔"

جب ادنیٰ مقدار اختلاط کی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہو تو اس صورت میں لڑکی کو ایک ثلث مل رہا ہے تو لڑکی کے ساتھ لڑکی کی اختلاط کی صورت میں بطریق اولیٰ ثلث ملنا چاہئے۔ البتہ اس سے زیادہ کا حکم معلوم نہ تھا اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے "فوق الثنتین" سے بیان فرمادیا۔

تیسری حالت: عصبہ بالغیر یعنی اگر لڑکا ساتھ ہو تو لڑکیوں کو لڑکے سے آدھا ملے گا۔

اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یُوۡصِیۡكُمُ اللّٰهُ فِیۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ ۖ لِلذَّكَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱) (ترجمہ ابھی گزر چکا ہے)

پہلی حالت کی مثال: جیسے ایک لڑکی اور ایک چچا رہ جائے تو مسئلہ دو سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں صرف ایک فریضہ (نصف) آیا ہے اور اس کا مخرج دو ہے اس میں سے ایک لڑکی کو ملے گا بطور فرضیت کے اور ایک چچا کو ملے گا بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲

بنت	عم
۱	۱
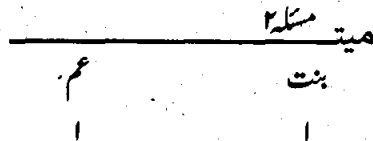
دوسری حالت کی مثالیں:

① اگر میت کی دو بیٹیاں اور ایک بھائی رہ جائے تو مسئلہ تین سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں ایک فریضہ ثلثان ہے اور ثلثان کا مخرج تین ہے تین میں سے دو ثلث یعنی "دو" بیٹیوں کو ملیں گے جب کہ "ایک" بھائی کو ملے گا بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

بنت	بنت	اخ
۱	۱	۱
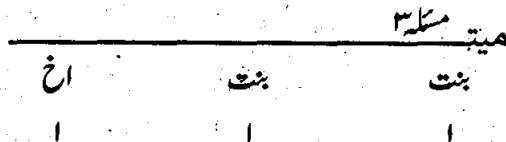
② اگر تین بیٹیاں اور ایک بھائی رہ جائے تو بھی مسئلہ تین سے ہی ہوگا دو بیٹیوں کو ملیں گے اور ایک بھائی کو بیٹیوں پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل رؤس (یعنی تین) کو ضرب دیں گے اصل مسئلہ میں حاصل ضرب نو ہوئے وہ ہی تصحیح ہے۔ اس میں سے چھ بیٹیوں کو ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کو دو ملے تھے

اور دو کو مضروب مسئلہ تین میں ضرب دینے سے چھ بنتے ہیں اور بھائی کو اصل مسئلہ میں ایک ملا تھا اسے تین سے ضرب دینے سے تین ہوئے جو اسے ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۳=۹) تصـ ۹

	بنت	بنت	بنت	اخ
اصل مسئلہ سے		۲		۱
تصحیح مسئلہ سے	۲	۲	۲	۳

③ اگر چار بیٹیاں اور تین بھائی رہ جائیں تو مسئلہ تین سے ہی ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں فقط ایک فریضہ ثلثان آیا ہے۔ اس تین میں سے دو چار لڑکیوں کو ملیں گے ان پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہام تداخل ہے اور سہام کم ہیں عدد رؤس سے اس لئے وفق رؤس یعنی نصف رؤس دو کو محفوظ کر لیں اور تین میں سے ''ایک'' تین بھائیوں کو ملے گا ان پر بھی کسر ہے اور ان کے رؤس اور سہام میں نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل رؤس کو محفوظ کر لیں پھر بمطابق قاعدہ مذکورہ فی قواعد تصحیح عدد رؤس اور عدد رؤس میں نسبت دیکھی تو دو اور تین میں نسبت تباین ہے لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے عدد میں ضرب دیا حاصلِ ضرب چھ ہوئے اس چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ تین میں حاصلِ ضرب اٹھارہ ہوئے یہی تصحیح مسئلہ ہے۔ اس میں سے بارہ چار بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو تین تین اور چھ تین بھائیوں کو ملیں گے ہر ایک کو دو دو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۲=۶) (۶×۳=۱۸) تصـ ۱۸

	بنت	بنت	بنت	بنت	اخ	اخ	اخ
اصل مسئلہ سے			۲			۱	
تصحیح مسئلہ سے			۱۲			۶	
ہر فرد کا حصہ	۳	۳	۳	۳	۲	۲	۲

تیسری حالت کی مثالیں:

① جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ بیٹیوں کے ساتھ اگر بیٹے بھی موجود ہوں تو بیٹیاں بھی عصبہ ہوں گی اور مال ''للذکر مثل حظ الأنثیین'' کے طور پر تقسیم ہوگا یعنی ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اس لئے مسئلہ ان کے عدد رؤس سے ہوگا اور ایک لڑکا بمنزلہ دو لڑکیوں کے شمار ہوگا لہٰذا اگر ایک بیٹا اور ایک بیٹی رہ جائے تو چونکہ لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے اس لئے اس مسئلہ میں رؤس معتبرہ تین ہیں اس لئے مسئلہ تین سے ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

بنت	ابن
۱	۲

② اگر دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوں تو اس صورت میں رؤس اعتبار یہ چھ ہیں۔ دو بیٹے بمنزلہ چار بیٹیوں کے اور دو بیٹیاں لہٰذا مسئلہ چھ سے ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ٦

بنت	بنت	ابن	ابن
١	١	٢	٢

وبنات الإبن

كبنات الصلب ولهن أحوال ست، ألنصف للواحدة، والثلثان للإثنتين فصاعدة عند عدم بنات الصلب، ولهن السدس مع الواحدة الصلبية تكملة للثلثين، ولا يرثن مع الصلبيتين إلا أن يكون بحذائهن أو أسفل منهن غلام فيعصبهن والباقي بينهم للذكر مثل حظ الأنثيين، ويسقطن بالإبن."

ترجمہ: "اور (احکام میراث میں) پوتیاں حقیقی بیٹیوں کی طرح ہیں اوران کی چھ حالتیں ہیں ① نصف جب کہ ایک ہو ② ثلثان اگر دو یا دو سے زائد ہوں (یہ دونوں حالتیں یعنی نصف اور ثلثان اس صورت میں ہیں) جب کہ حقیقی بیٹیاں موجود نہ ہوں ③ اگر ایک حقیقی بیٹی موجود ہے تو ان کے لئے سدس ہے تاکہ دوثلث مکمل ہوں (جوکہ عورتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ ہے) ④ اور (محروم یعنی) وارث نہیں بنیں گی جب کہ دو حقیقی بیٹیاں موجود ہوں ⑤ ہاں، اگر ان کے ساتھ یا ان سے نچلے درجے میں کوئی لڑکا موجود ہو تو وہ انہیں عصبہ بنا دے گا اور (بنات حقیقیہ سے) باقی بچا مال ان کے درمیان "للذكر مثل حظ الأنثيين" کے طور پر تقسیم ہوگا ⑥ اور ساقط (بالکل محروم) ہو جاتی ہیں بیٹے (کی موجودگی) سے۔"

پوتیوں کی حالتیں

تشریح: جب حقیقی بیٹیاں موجود نہ ہوں تو پوتیاں احکام میراث کی ان حالتوں اور صورتوں میں جو بیٹیوں کی حالات میں گزریں حقیقی بیٹیوں کی طرح ہیں یعنی جس حالت میں بیٹیوں کا جو حصہ مقرر ہے بیٹیوں کی عدم موجودگی اور پوتیوں کی موجودگی کی صورت میں وہی حصہ پوتیوں کا ہے۔ اس لئے کہ نص قرآن۔

﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَأِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (سورة النساء: آيت١١)

حقیقی بیٹیوں کے حق میں حقیقتاً جب کہ پوتیوں کے حق میں مجازاً وارد ہے اس لئے کہ اولاد اور بنت کا اطلاق

پوتیوں پر بھی ہوتا ہے۔

پوتیوں کی چھ حالتیں ہیں: وجہ حصر یہ ہے کہ ان پوتیوں کے ساتھ یا میت کی حقیقی اولاد ہوگی یا نہیں، اگر نہیں تو پوتی یا ایک ہوگی یا زیادہ اگر ایک ہو تو نصف ملے گا اگر زیادہ ہوں تو ثلثان ملیں گے اس لئے کہ اصل کی عدم موجودگی کی صورت میں یہ قائم مقام ہے اصل کے اور اگر حقیقی اولاد ہے تو یا صرف بیٹیاں ہوں گی یا صرف بیٹے یا پھر بیٹے و بیٹیاں مخلوط۔ اگر صرف بیٹیاں ہوں تو ایک ہوگی یا زیادہ اگر ایک بیٹی ہے تو سدس ملے گا تاکہ دو ثلث مکمل ہو جائیں جو عورتوں کا زیادہ سے زیادہ مقرر حصہ ہے، اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ بنات جب ایک سے زائد ہوں تو پھر چاہے جتنی بھی ہوں ان کا حق ثلثان سے متجاوز نہیں ہوتا اور ایک بیٹی کی موجودگی کی صورت میں نصف وہ بیٹی لے چکی ہے اس لئے اب پوتی کو اگر سدس سے زائد دیں گے تو بنات کا حق دو ثلث سے زیادہ کرنا لازم آئے گا جو جائز نہیں، اس لئے پوتی کو صرف سدس دیں گے تکملۃ للثلثین اور اس کی دلیل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جو انہوں نے پوتی کے حق میں فرمایا، کہ اس کو سدس ملے گا تکملۃ للثلثین اس روایت کو سوائے نسائی کے تمام اصحاب صحاح ستہ نے ہذیل بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔[1]

اور اگر بیٹیاں ایک سے زائد ہیں تو پوتیاں محروم ہوں گی کیونکہ علم میراث کا مشہور قاعدہ ہے کہ جب تک واسطہ (اصل) موجود ہو اور اس کے اندر میراث پانے کی اہلیت ہو یعنی اس کے لئے موانع ارث میں سے کوئی مانع موجود نہ ہو تو ذوالواسطہ (فرع) کو میراث نہیں ملے گی اور یہاں اصل یعنی بیٹیاں موجود ہیں لہٰذا یہ پوتیاں محروم ہوں گی۔ ہاں اگر ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا یا پڑپوتا وغیرہ موجود ہو تو وہ انہیں عصبہ بنا دے گا اور بیٹیوں سے باقی ماندہ مال یہ پوتے اور پوتیاں بطور عصبہ "للذکر مثل حظ الأنثیین" لیں گے یہی جمہور کا مسلک ہے اور اگر میت کے صرف بیٹے یا پھر بیٹے اور بیٹیاں دونوں موجود ہیں تو پوتیاں محروم اس لئے کہ اس صورت میں بیٹے اور بیٹیاں عصبہ ہوں گے اور ذوی الفروض سے باقی ماندہ مال وہ لے لیں گے لہٰذا کچھ بچا نہیں اس لئے یہ محروم ہوں گی۔

پہلی حالت کی مثال:

① جیسے ایک پوتی اور ایک بھائی رہ جائے تو مسئلہ میں چونکہ فرض صرف نصف ہے جس کا مخرج دو ہے اس لئے مسئلہ دو سے ہوگا ایک پوتی کو بطور فرضیت اور ایک بھائی کو بطور عصوبت ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲

بنت الابن	اخ
۱	۱

[1] پوری حدیث حقیقی بہنوں کی چوتھی حالت میں ملاحظہ فرمائیں۔

② یا جیسے ایک پوتی اور دو بھتیجے رہ جائیں تو بھی مسئلہ دو سے ہوگا ایک پوتی کو ملے گا اور ایک دو بھتیجوں کو، ان پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہم کے نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس دو کو اصل مسئلہ دو میں ضرب دیں گے حاصل ضرب چار ہوئے وہی تصحیح ہے جس میں سے دو پوتی کو ملیں گے اور دو ملیں گے بھتیجوں کو ہر ایک کو ایک ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ (۲×۲=۴) تصـ ۴

	بنت الابن	ابن الاخ	ابن الاخ
اصل مسئلہ سے	۱	۱	
تصحیح مسئلہ سے	۲	۱	۱

دوسری حالت کی مثال:

① جیسے میت کی دو پوتیاں اور ایک چچا رہ جائے تو چونکہ مسئلہ میں صرف ایک فرض ہے ثلثان اس لئے مسئلہ تین سے ہوگا دو ثلث پوتیوں کو ملیں گے اور باقی ماندہ ایک چچا کو ملے گا بطور عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

بنت الابن	بنت الابن	عم
۱	۱	۱

② جیسے تین پوتیاں اور دو چچیرے بھائی رہ جائیں تو بھی صرف ایک فرض ثلثان ہونے کی وجہ سے مسئلہ تین ہی سے ہوگا، دو ثلث یعنی ۲ تین پوتیوں کو ملیں گے اور ایک دو چچیرے بھائیوں کو، دونوں طائفوں پر کسر ہے لہٰذا بموافق قاعدہ تصحیح سہام و رؤس میں نسبت دیکھی دونوں طائفوں میں نسبت تباین ہے لہٰذا ہر طائفہ کے کل رؤس کو محفوظ کر لیا۔ پھر عدد رؤس و رؤس میں نسبت دیکھی ان میں بھی تباین ہے لہٰذا ایک کو دوسرے میں ضرب دیا ۳×۲=۶ ہوئے پھر اس چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ ۳ میں ۶×۳=۱۸ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اٹھارہ میں سے دو ثلث یعنی بارہ پوتیوں کو ملیں گے ہر ایک کو چار چار اور باقی ماندہ چھ چچیرے بھائیوں کو ملیں گے ہر ایک کو تین تین بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۲=۶) (۶×۳=۱۸) تصـ ۱۸

	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	ابن العم	ابن العم
اصل مسئلہ سے		۲		۱	
تصحیح مسئلہ سے	۴	۴	۴	۳	۳

تیسری حالت کی مثال:

① جیسے میت کی ایک حقیقی بیٹی ایک پوتی اور ایک بھائی رہ جائے تو چونکہ مسئلہ میں نصف وسدس جمع ہے اس لئے مسئلہ چھ سے ہوگا چھ میں سے نصف یعنی تین بیٹی کو اور سدس یعنی ایک پوتی کو ملے گا بطور فرضیت کے اور دو بھائی کو ملیں گے بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ ٦

بنت	بنت الابن	اخ
٣	١	٢

(٢) یا جیسے میت ایک حقیقی بیٹی دو پوتیاں اور تین بھائی چھوڑ جائے تو نصف اور سدس جمع ہونے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے ہوگا چھ میں سے نصف یعنی تین حقیقی بیٹی کو ملے گا اور سدس یعنی ایک دو پوتیوں کو اور مابقیہ دو تین بھائیوں کو ملیں گے، ان دونوں طائفوں پر کسر ہے لہٰذا مابین رؤس وسہام نسبت دیکھی تو دونوں طائفوں اور ان کے سہام میں نسبت تباین ہے اس لئے دونوں طائفوں کے کل عدد رؤس کو محفوظ کر لیا پھر ان عدد رؤس میں آپس میں نسبت دیکھی تو ان میں بھی تباین ہے لہٰذا بموافق قاعدہ تصحیح ان میں سے ایک کو دوسرے میں ضرب دیا ٣×٢=٦ ہوئے پھر اس چھ کو اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیا ٦×٦=٣٦ ہوئے اور یہی تصحیح ہے ٣٦ میں سے نصف یعنی اٹھارہ بیٹی کو ملیں گے اور سدس یعنی چھ پوتیوں کو ملیں گے بطور فرضیت کے اور باقی بارہ بھائیوں کو ملیں گے بطور عصوبت کے ہر ایک کو چار چار بایں صورت۔

میت مسئلہ ٦ (٣×٢=٦) (٦×٦=٣٦) تص ٣٦

	بنت	بنت الابن	بنت الابن	اخ	اخ	اخ
اصل مسئلہ سے	٣	١		٢		
تصحیح مسئلہ سے	١٨	٣	٣	٤	٤	٤

چوتھی حالت: کہ اگر میت کی دو بیٹیاں موجود ہوں تو پوتیاں محروم ہوں گی کی مثال جیسے دو بیٹیاں اور ایک پوتی اور ایک بھائی چھوڑا تو مسئلہ تین سے ہوگا۔ ثلثان یعنی دو ملیں گے بیٹیوں کو ہر ایک کو ایک ایک اور ایک ملے گا بھائی کو بطور عصبہ کے جب کہ پوتی محروم رہے گی بایں صورت۔

میت مسئلہ ٣

بنت	بنت	اخ	بنت الابن
١	١	١	محروم

پانچویں حالت: کہ پوتیوں کے ساتھ ان کے درجے میں یا ان سے نچلے درجے میں کوئی پوتا یا پڑپوتا موجود ہو جو ان سب کو عصبہ بنا دیتا ہے کی مثال جیسے دو بیٹیاں اور ایک پوتا اور ایک پوتی رہ جائے تو مسئلہ تین سے ہوگا۔ اس لئے کہ مسئلہ میں صرف ایک فرض ''ثلثان'' ہے تین میں سے ثلثان یعنی دو دو بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو ایک ایک اور باقی ماندہ ایک پوتے اور پوتی کو ملے گا بطور عصبہ کے ان پر کسر ہے کیونکہ ان کے رؤس اعتبار یہ تین ہیں، کہ ایک پوتا حصے میں دو پوتیوں کے برابر ہے تو ان کے رؤس اور سہام میں نسبت تباین ہے اس لئے کل رؤس اعتبار یہ تین کو ضرب دیا اصل مسئلہ تین میں ٣×٣=٩ ہوئے اور یہی تصحیح ہے چونکہ بیٹیوں کو اصل مسئلہ میں دو ملے تھے اس لئے دو کو مضروب مسئلہ تین میں ضرب دالنے سے چھ ہوئے وہ بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو تین تین اور باقی تین پوتے اور پوتی پر "للذکر مثل

حظ الأنثيين" کے اصول سے تقسیم ہوں گے پوتے کو دو اور پوتی کو ایک باین صورت۔

میت مسئلہ۳ (۳×۳=۹) تصح ۹

	بنت	بنت	ابن الابن	بنت الابن
اصل مسئلہ سے	۲		۱	
تصحیح مسئلہ سے	۳	۳	۲	۱
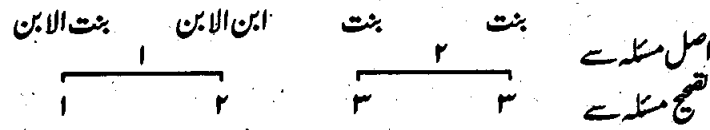
چھٹی حالت: کہ اگر میت کا کوئی بیٹا موجود ہو تو پوتیاں محروم ہوں گی اگر دوسرا کوئی حصہ دار موجود ہو تو اس کا حصہ دینے کے بعد باقی مال بیٹا لے گا بطور عصبہ کے۔ جیسے:

میت مسئلہ۴

زوج	ابن	بنت الابن
۱	۳	محروم

میت المال کلہ للابن

ابن	بنات الابن ۳
	محروم

"ولو ترك ثلٰث بنات إبن بعضهن أسفل من بعض وثلٰث بنات إبن إبنٍ اٰخر بعضهن أسفل من بعض وثلث بنات إبن إبن إبنٍ اٰخر بعضهن أسفل من بعضٍ"
بهٰذه الصورة

میت زید

الفريق الاول:
ابن (عمر)
ابن (عابد) بنت (عابده)
ابن (زاہد) بنت (زاہدہ)
ابن (عمار) بنت (زبیدہ)

الفريق الثانی:
ابن (بکر)
ابن (کریم)
ابن (اکرم) بنت (کریمہ)
ابن (سعد) بنت (حفصہ)
ابن (سعید) بنت (فاطمہ)

الفريق الثالث:
ابن (خالد)
ابن (عثمان)
ابن (عمران)
ابن (رضوان) بنت (ایمان)
ابن (فرحان) بنت (رضوانہ)
ابن (کامران) بنت (فرحانہ)
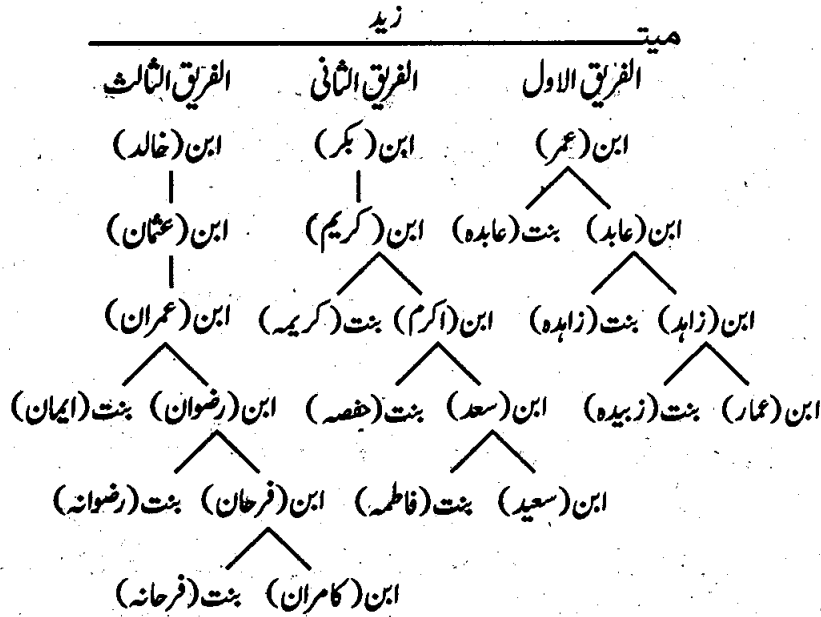
"ألعليا من الفريق الأول لا يوازيها أحدٌ والوسطىٰ من الفريق الأول توازيها العليا من الفريق الثانی والسفلٰى من الفريق الأول توازيها الوسطىٰ من الفريق الثانی والعليا من الفريق الثالث والسفلٰى من الفريق الثانی توازيها الوسطىٰ من الفريق الثالث

والسفلٰى من الفريق الثالث لا يوازيها أحد إذا عرفت هذا فنقول للعليا من الفريق الأول النصف وللوسطىٰ من الفريق الأول مع من يوازيها السدس تكملة للثلثين ولا شيء للسفليات إلا أن يكون معهن غلام فيعصبهن من كانت بحذائه ومن كانت فوقه ممن لم تكن ذات سهم ويسقط من دونه.“

مسئلہ تشبیب

ترجمہ: ”اگر کسی میت نے تین بنات ابن (پوتیاں) ایسی چھوڑیں کہ بعض بعض سے مرتبہ میں نیچے ہوں، اور تین بنات ابن الابن (پڑپوتیاں) ایسی چھوڑیں کہ بعض بعض سے مرتبہ میں نیچے ہوں اور تین بنات ابن ابن الابن (سکڑ پوتیاں) ایسی چھوڑیں کہ بعض بعض سے مرتبہ میں نیچے ہوں (بصورت مذکورہ درنقشہ بالا) تو علیاء فریق اوّل کے ساتھ کوئی مقابل نہیں ہے اور وسطٰی فریق اوّل علیا فریق ثانی کے مقابل ہے اور سفلٰی فریق اوّل کے ساتھ وسطٰی فریق ثانی اور علیا فریق ثالث مقابل ہیں اور سفلٰی فریق ثانی کے ساتھ وسطٰی فریق ثالث مقابل ہے اور سفلٰی فریق ثالث کے ساتھ کوئی مقابل نہیں۔ جب آپ نے اس تفصیل کو جان لیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ علیا فریق اوّل کو نصف اور وسطٰی فریق اوّل اور علیا فریق ثانی جو اس کے مقابل ہے کو سدس ملے گا تکملة للثلثین اور سفلیات (نچلے طبقے) کی محروم ہوں گی، ہاں اگر ان کے ساتھ لڑکا ہو تو وہ اپنے درجے کی لڑکیوں اور اپنے سے اونچے درجے کی ان لڑکیوں کو عصبہ بنادے گا جن کا حصہ نہ ہو اور اس لڑکے سے ماتحت لڑکیاں ساقط ہوں گی۔“

تشریح مسئلہ تشبیب:

تشبیب دراصل شعراء کے ہاں اس شعر کو کہتے ہیں کہ جس کو شعراء اپنے قصائد کے شروع میں لاتے ہیں اور جس میں بڑی باریکی کے ساتھ اپنے محبوب کے اوصاف کو بیان کیا جاتا ہے، پھر مقصد اصلی کی طرف وہ رجوع کرتے ہیں تا کہ سامعین کا ذہن مستعد رہے اور غافل نہ ہو۔ چونکہ یہ مسئلہ مذکورہ باریکی وعمدگی میں تشبیب شعراء سے کم نہیں اس لئے اسے مسئلہ تشبیب کہتے ہیں اور اس مسئلے کو ذکر فرمانے کی اصل غرض ایک سوال کا جواب دینا ہے کہ دو حقیقی بیٹیوں کی موجودگی کی صورت میں تو پوتیاں میراث سے محروم ہوتی ہیں لیکن اگر حقیقی بیٹیاں موجود نہ ہوں البتہ پوتیاں مختلط ہوں یعنی مختلف بیٹوں کی بیٹیاں ہیں اور وہ بھی درجہ میں ایک دوسرے سے اوپر تلے ہیں تو کیا وہ تقسیم میں برابر کی حصہ دار ہوں گی یا ان کے حصوں میں فرق ہوگا اس سوال کو دور کرنے کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ ذکر فرمایا اور اس میں ان پوتیوں کے پورے احکام بیان فرمائے۔

مسئلہ تشبیب کی تفصیل:

اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً زید کے تین بیٹے ہیں ① عمر ② بکر ③ خالد۔ (سمجھانے کے لئے ان میں سے ہر ایک کو ہم فریق سے تعبیر کرتے ہیں لہٰذا ہم عمر کو فریق اوّل، بکر کو فریق ثانی، اور خالد کو فریق ثالث کہیں گے) پھر فریق اوّل (یعنی عمر) کی ایک بیٹی (عابدہ) اور ایک بیٹا (عابد) ہے پھر اس بیٹے (عابد) کی ایک بیٹی (زاہدہ) اور ایک لڑکا (زاہد) ہے اور پھر اس لڑکے زاہد کی ایک لڑکی (زبیدہ) اور ایک لڑکا عمار ہے۔

اسی طرح فریق ثانی یعنی بکر کا صرف ایک لڑکا (کریم) ہے اور اس لڑکے (کریم) کی ایک لڑکی (کریمہ) اور ایک لڑکا (اکرم) ہے پھر اس لڑکے (اکرم) کی ایک لڑکی (حفصہ) اور ایک لڑکا (سعد) ہے اور پھر اس لڑکے (سعد) کی بھی ایک لڑکی (فاطمہ) اور ایک لڑکا (سعید) ہے اسی طرح فریق ثالث یعنی خالد کا صرف ایک لڑکا (عثمان) ہے اور اس لڑکے (عثمان) کا بھی صرف ایک لڑکا (عمران) ہے اور اس لڑکے (عمران) کی ایک لڑکی (ایمان) ہے اور ایک لڑکا (رضوان) ہے اور اس لڑکے (رضوان) کی ایک لڑکی (رضوانہ) اور ایک لڑکا (فرحان) ہے اور اس لڑکے (فرحان) کی بھی ایک لڑکی (فرحانہ) اور ایک لڑکا کامران ہے۔ زید کی زندگی ہی میں اس کے تینوں بیٹے، عمر، بکر، خالد انتقال کر گئے ہیں لہٰذا زید کی میراث ان بیٹوں کی اولاد میں تقسیم ہوگی اب اگر مذکورہ افراد میں سے لڑکا کوئی زندہ نہ ہو اور صرف لڑکیاں باقی ہیں تو تقسیم اس طرح کریں گے کہ چونکہ فریق اوّل عمر کی بیٹی عابدہ میت (زید) کی حقیقی پوتی ہے اور پوتی قائم مقام ہوتی ہے بیٹی کی لہٰذا نصف اس کو دیں گے اور فریق اوّل کی دوسری لڑکی زاہدہ اور فریق ثانی کی پہلی لڑکی کریمہ چونکہ میت (زید) کی پڑپوتیاں ہیں اور اس مسئلہ میں قائم مقام ہے پوتیوں کے اور پوتیوں کو ایک بیٹی کی موجودگی میں سدس ملتا ہے تکملة للثلثین کے طور پر اس لئے ان کو سدس دیں گے اور چونکہ لڑکیوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہے کما مر اس لئے ان سے نچلے درجات میں جتنی لڑکیاں ہیں وہ سب محروم ہوں گی۔ ہاں اگر ان نچلے درجات والیوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی لڑکا موجود ہو تو وہ اپنے درجے والی تمام بنات الابن کو اور جو اس سے اوپر ہیں ان میں سے ذوی الفرض کے علاوہ سب کو عصبہ بنا دے گا اور باقی ماندہ ان کو ملے گا بطور عصبہ کے۔ اس مسئلہ میں چونکہ عقلی صورتیں پانچ متصور ہیں اس لئے اس سے پانچ مسئلے بنتے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

مسائل خمسہ متصورہ

مسئلہ ①: اگر لڑکا فریق اوّل کے پہلی لڑکی کے ساتھ اس کے درجے میں موجود ہو تو وہ دونوں عصبہ ہوں گے اور ماتحت تمام لڑکیاں محروم ہوں گی اور مسئلہ ان کے رؤس اعتبار یہ تین سے ہوگا۔ لہٰذا دو لڑکے کو ملیں گے اور ایک لڑکی کو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

ابن الابن	بنت الابن
۲	۱

مسئلہ ②: اگر لڑکا وسطیٰ فریق اوّل یا علیا فریق ثانی کے ساتھ اس کے درجے میں موجود ہو تو اس صورت میں لڑکا ان دو لڑکیوں کو جو اس کے درجے میں ہیں عصبہ بنا دے گا اور مسئلہ کی تفصیل یوں ہے کہ چونکہ علیا فریق اوّل ذی فرض ہے اور اس کا حصہ نصف ہے لہٰذا مسئلہ دو سے ہوگا اور نصف یعنی ایک اسے ملے گا جب کہ ایک اس لڑکے اور اس کے ساتھ دو لڑکیوں کو ملے گا چونکہ ان کے رؤس اعتبار یہ چار ہیں اور حصہ ایک لہٰذا کسر ہے جب سہام اور رؤس میں نسبت دیکھی تو نسبت تباین ہے اس لئے کل رؤس چار کو ضرب دیا اصل مسئلہ دو میں حاصل ضرب آٹھ ہوئے اور یہی تصحیح ہے۔ لہٰذا چار علیا فریق اوّل کو ملیں گے اور دو لڑکے اور ایک ایک اس کے مساوی لڑکیوں کو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ (۲×۴=۸) تصح ۸

	ابن الابن مع علیا فریق ثانی	بنت الابن علیا فریق ثانی	بنت الابن وسطیٰ فریق اول	بنت الابن علیا فریق اول
اصل مسئلہ سے		۱		۱
تصحیح مسئلہ سے	۲	۱	۱	۴

مسئلہ ③: اگر لڑکا سفلیٰ فریق اوّل یا وسطیٰ فریق ثانی یا علیا فریق ثالث میں سے کسی کے ساتھ موجود ہے تو اس صورت میں لڑکا صرف ان تینوں لڑکیوں کو عصبہ بنائے گا لہٰذا مسئلہ چھ سے ہوگا تفصیل یوں ہے کہ ان لڑکیوں سے پہلی والی لڑکیاں یعنی فریق اوّل کی علیا کے لئے نصف ہے اور فریق اوّل کی وسطیٰ اور فریق ثانی کے علیا کے لئے سدس ہے تکملۃ للثلثین اور نصف جب نوع ثانی کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے ہوتا ہے چھ میں سے تین علیا فریق اوّل کو ملے اور ایک وسطیٰ فریق اوّل اور علیا فریق ثانی کو ان پر کسر ہے اور مابین سہام و رؤس کے نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس دو محفوظ کر لئے، اور اصل مسئلہ چھ میں سے دو بعد والے اولاد ابناء کو ملے ان پر بھی کسر ہے اس لئے کہ ان کے رؤس اعتبار یہ پانچ ہیں کیونکہ ایک لڑکا دو لڑکیوں کے برابر ہے اور ساتھ تین لڑکیاں ہیں کل پانچ ہوئے اور مابین سہم و رؤس نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل عدد رؤس پانچ کو بھی محفوظ کر لیا پھر بمطابق قاعدہ مذکورہ فی قواعد تصحیح مابین رؤس ۲ و رؤس ۵ میں نسبت دیکھی تو نسبت تباین ہے لہٰذا ایک عدد رؤس کو ضرب دیا دوسرے میں ۲×۵=۱۰ ہوئے پھر اس دس کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ میں ۶×۱۰=۶۰ ہوئے یہی تصحیح مسئلہ ہے۔ اس میں سے نصف یعنی ۳۰ فریق اوّل کے علیاء کو ملے اور فریق اوّل کی وسطیٰ اور فریق ثانی کی علیا کو سدس یعنی دس ملے جب کہ باقی بیس بعد والے لڑکے اور لڑکیوں کو ملے بطور عصوبت کے لڑکے کو آٹھ اور لڑکیوں کو چار چار بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۲×۵=۱۰) (۱۰×۶=۶۰) تصـ ۶۰

	بنت الابن علیا فریق اوّل	بنت الابن وسطیٰ فریق اوّل	بنت الابن علیا فریق ثانی	بنت الابن سفلیٰ فریق اوّل	بنت الابن وسطیٰ فریق ثانی	بنت الابن علیا فریق ثالث	ابن الابن مع علیا فریق ثالث
اصل مسئلہ سے	۳	۱		۲			
تصحیح مسئلہ سے	۳۰	۵	۵	۴	۴	۴	۸

مسئلہ ④: اگرلڑکا سفلیٰ فریق ثانی یا وسطیٰ فریق ثالث کے ساتھ آجائے تو اس صورت میں لڑکا پانچ لڑکیوں (دو ساتھ والی اور تین اوپر کے درجات کی یعنی ① سفلیٰ فریق اوّل ② وسطیٰ فریق ثانی ③ علیا فریق ثالث ④ سفلیٰ فریق ثانی ⑤ وسطیٰ فریق ثالث) کو عصبہ بنالے گا۔ لہٰذا مسئلہ میں دو ذوی الفروض ایک لڑکی علیا فریق اوّل کی جس کا حصہ نصف ہے اور دو لڑکیاں (ایک لڑکی وسطیٰ فریق اوّل کی اور ایک لڑکی علیا فریق ثانی کی) جن کا حصہ سدس ہے موجود ہیں لہٰذا مسئلہ اولاً چھ سے ہوگا چھ میں سے نصف یعنی "۳" علیا فریق اوّل کو اور سدس یعنی "ایک" فریق اوّل کی وسطیٰ اور فریق ثانی کی علیا کو دیں گے ان پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس کو محفوظ کرلیا اور چھ میں سے باقی ماندہ دو عصبہ یعنی ایک لڑکے اور پانچ لڑکیوں کو ملے گا ان پر بھی کسر ہے ان کے رؤس اعتبار یہ سات ہیں یہاں بھی مابین عدد رؤس اور سہام کی نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے بھی کل عدد رؤس اعتبار یہ سات کو محفوظ کرلیا پھر بمطابق قاعدہ مذکورہ فی قواعد تصحیح عدد رؤس ۲ اور عدد رؤس ۷ میں آپس میں نسبت دیکھی وہ بھی تباین ہے لہٰذا ایک کے کل کو دوسرے میں ضرب دیا ۲×۷=۱۴ ہوئے پھر ۱۴ کو اصل مسئلہ چھ میں ضرب دیا ۱۴×۶=۸۴ ہوئے یہی تصحیح مسئلہ ہے اس میں سے علیا فریق اوّل کو ۴۲ ملیں گے اس لئے کہ اس کے تین تھے اصل مسئلہ میں جسے مضروب مسئلہ ۱۴ میں ضرب دینے سے ۴۲ بنتے ہیں اور وسطیٰ فریق اوّل اور علیا فریق ثانی کو ۱۴ ملیں گے ہر ایک کو سات سات اور باقی ۲۸ عصبہ میں للذکر مثل حظ الأنثیین کے طور پر تقسیم ہوں گے لڑکے کو آٹھ اور ہر لڑکی کو چار چار بایں صورۃ۔

میت مسئلہ ۶ (۲×۷=۱۴) (۱۴×۶=۸۴) تصـ ۸۴

	بنت الابن علیا فریق اوّل	بنت الابن وسطیٰ فریق اوّل	بنت الابن علیا فریق ثانی	بنت الابن سفلیٰ فریق اوّل	بنت الابن وسطیٰ فریق ثانی	بنت الابن سفلیٰ فریق ثانی	بنت الابن علیا فریق ثالث	بنت الابن وسطیٰ فریق ثالث	ابن الابن مع وسطیٰ فریق ثالث
اصل مسئلہ سے	۳	۱		۲					
تصحیح مسئلہ سے	۲۴	۷	۷	۴	۴	۴	۴	۴	۸

مسئلہ ⑤: اگرلڑکا فریق ثالث کی بنت سفلیٰ کے ساتھ آجائے تو اس صورت میں لڑکا چھ لڑکیوں کو عصبہ بنائے گا اور اصل مسئلہ چھ سے ہی ہوگا اور حسب سابق چھ میں سے نصف یعنی "تین" فریق اوّل کے علیا کو ملے جب کہ سدس یعنی "ایک" فریق اوّل کے وسطیٰ اور فریق ثانی کے علیا کو ملا ان پر کسر ہے اور مابین حصص ورؤس نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس کو محفوظ کرلیا اور اصل مسئلہ سے بقایا دو ملے عصبہ کو ان کے رؤس اعتباریہ آٹھ ہیں چھ لڑکیاں ایک لڑکا جو قائم

مقام ہے دولڑکیوں کا لہٰذا ان پر بھی کسر ہے اور نسبت مابین رؤس وسہام تداخل ہے لہٰذا نصف رؤس یعنی ۴ کو محفوظ کر لیا پھر بمطابق قاعدہ مذکورہ نسبت دیکھی عدد رؤس دو اور عدد رؤس چار میں ان میں بھی تداخل ہے لہٰذا بڑے عدد چار کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ میں ۴×۶=۲۴ ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے بارہ علیا فریق اوّل کے ہوئے جب کہ وسطی فریق اوّل اور علیا فریق ثانی کو چار ملیں گے ہر ایک کو دو دو اور لڑکے اور چھ لڑکیوں کو باقی ماندہ آٹھ ملیں گے جو ان پر بطور للذكر مثل حظ الأنثيين تقسیم ہوں گے لڑکے کو دو اور ہر لڑکی کو ایک ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۶×۴=۲۴) تصـ ۲۴

	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	ابن الابن مع
	علیا فریق اوّل	وسطی فریق اوّل	علیا فریق ثانی	سفلی فریق اوّل	وسطی فریق ثانی	سفلی فریق ثانی	علیا فریق ثالث	وسطی فریق ثالث	سفلی فریق ثالث	سفلی فریق ثالث
اصل مسئلہ سے	۳	۱		۲						
تصحیح مسئلہ سے	۱۲	۲	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۲

وأما للأخوات لأب وأم

"فأحوال خمس النصف للواحدة والثلثان للإثنتين فصاعدة ومع الأخ لأب وأم للذكر مثل حظ الأنثيين يصرن به عصبة لإستوائهم فى القرابة إلى الميت ولهن الباقى مع البنات أوبنات الإبن لقوله عليه السلام إجعلوا الأخوات مع البنات عصبة."

ترجمہ: "اور (میت کی) حقیقی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں ① اگر ایک ہو تو نصف ② اور دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان ③ اگر حقیقی بھائی ساتھ ہو تو للذكر مثل حظ الأنثيين (مرد کے لئے عورت سے دگنا کیونکہ) یہ بہنیں اس بھائی کے ساتھ عصبہ بن جائیں گی اس لئے کہ یہ سب میت کے ساتھ قرابت میں برابر ہیں ④ (صرف) بیٹیوں یا پوتیوں کی موجودگی میں (عصبہ مع الغیر اور) ان کو ما بقیہ ملے گا (از حصص بنات و بنات الابن) اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنا لو (پانچویں حالت علاتی بہنوں کے ساتویں حالت کے ساتھ بیان ہوگی جو کہ محروم ہونا ہے بیٹے یا پوتے یا باپ کی موجودگی میں)۔"

حقیقی بہنوں کی حالتیں

تشریح: بہن بھائی تین قسم کے ہیں:

① جو صرف ماں سے ہو، باپ سے نہیں اسے اخیافی کہتے ہیں جن کی تعریف اور حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

❷ صرف باپ سے ہو ماں سے نہ ہو اسے علاتی کہتے ہیں ان کے حالات اِنْ شَاءَ اللّٰہ بعد میں بیان ہوں گے۔

❸ ماں باپ دونوں سے ہو ان کو اعیانی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ عین سے ماخوذ ہے جو بمعنی افضل کے ہے، چونکہ ماں باپ دونوں کی طرف سے اخوت یک طرفہ اخوت سے افضل ہے اس لئے ان کو عینی یا اعیانی کہا جاتا ہے۔

ان اعیانی کی کل پانچ حالتیں ہیں چار مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے یہاں بیان فرمائیں اور پانچویں حالت علاتی بہنوں کی ساتویں حالت کے ساتھ بیان فرمائیں گے وجہ حصر یہ ہے کہ اخوات عیانیہ کے ساتھ میت کی اولاد یا حقیقی بھائی یا باپ موجود ہوگا یا نہیں اگر ان میں سے کوئی موجود نہیں تو بہن ایک ہوگی یا زیادہ اگر ایک ہے تو ① نصف، اگر ایک سے زائد ہے تو ② ثلثان، اور اگر میت کا حقیقی بھائی ساتھ موجود ہے تو ③ عصبہ، اور اگر اولادِ میت میں سے صرف بیٹیاں یا صرف پوتیاں موجود ہیں تو ④ مابقیہ از حصص بنات یا بنات ابن، اور اگر اولاد میں سے بیٹے یا پوتے موجود ہیں یا میت کا باپ موجود ہے تو ⑤ محروم۔

پہلی حالت نصف: کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶)

تَرْجَمَۃ: ”اور اس کی ایک بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا۔“

اس کی مثال:

① جیسے میت کی ایک بہن اور ایک چچا رہ جائیں تو مسئلہ دو سے ہوگا۔ ایک بہن کو ملے گا بطور فرضیت کے اور ایک چچا کو بطور عصوبت کے بایں صورت۔

میت مسئلہ۲

اخت عیانیہ	عم
۱	۱
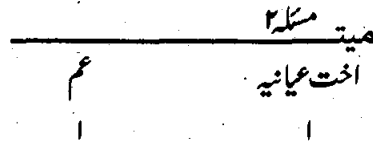
② اگر ایک بہن، ایک بیوی اور ایک چچیرا بھائی رہ جائیں تو چونکہ نصف اور ربع جمع ہیں جو ایک ہی نوع کے ہیں اس لئے مسئلہ چار سے ہوگا۔ ایک ملے گا بیوی کو اور دو ملیں گے بہن کو بطریق فرضیت اور ایک چچیرے بھائی کو ملے گا بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ۴

زوجہ	اخت عیانیہ	ابن العم
۱	۲	۱
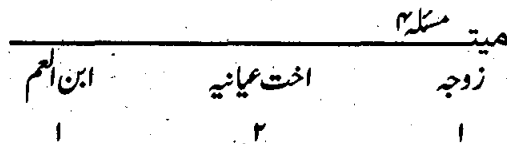
دوسری حالت ثلثان: کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶)

ترجمہ: ’’اور اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے۔‘‘

اس کی مثال:

① مثلاً کسی میت نے دو بہنیں اور ایک بھتیجا چھوڑا تو مسئلہ تین سے ہوگا۔ ثلثان یعنی دو بہنوں کو ملیں گے ہر ایک کو ایک ایک اور ایک ملے گا بھتیجے کو بطور عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	ابن الاخ
۱	۱	۱

② اگر چار بہنیں اور تین بھتیجے چھوڑے تو بھی اصل مسئلہ تین سے ہوگا۔ اس لئے کہ مسئلہ میں ایک ہی فرض ہے اور وہ ثلثان ہے اس میں سے دو حصے بہنوں کو ملیں گے ان پر کسر ہے اور مابین حصص وعدد رؤس تداخل ہے اور جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس قسم کے تداخل میں کہ جب سہام کم ہوں رؤس سے معاملہ توافق والا ہوتا ہے لہٰذا نصف رؤس کو محفوظ کر لیا اور تین میں سے ایک حصہ بھائیوں کو ملے گا ان پر بھی کسر ہے مابین حصص وعدد رؤس نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس ۳ کو محفوظ کر لیا۔ پھر نسبت دیکھی عدد رؤس ۲ اور عدد رؤس ۳ میں تو تباین ہے لہٰذا ایک کو ضرب دیا دوسرے میں ۲×۳=۶ ہوئے پھر اس چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ تین میں ۶×۳=۱۸ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اس میں سے دو ثلث یعنی بارہ بہنوں کو ملیں گے ہر ایک کو تین تین اور چھ ملیں گے بھتیجوں کو ہر ایک کو دو دو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۲×۳=۶) (۶×۳=۱۸) تصـ ۱۸

	اخت	اخت	اخت	اخت	ابن الاخ	ابن الاخ	ابن الاخ
اصل مسئلہ سے	۲				۱		
تصحیح مسئلہ سے	۳	۳	۳	۳	۲	۲	۲

تیسری حالت عصبہ بالغیر: یعنی کہ بہنیں بھائی کے ساتھ عصبہ ہوں گی، کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۷۶)

ترجمہ: ’’اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر۔‘‘

اس کی مثال:

① مثلاً میت کا ایک بھائی اور ایک بہن رہ جائے اور ان کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو تو چونکہ رؤس اعتبار یہ تین ہیں اس لئے مسئلہ تین سے ہوگا ایک بہن کو اور دو بھائی کو ملیں گے بطور عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

اخت عیانیہ	اخ عیانی
۱	۲

④ اگر دو بھائی اور تین بہنیں رہ جائیں تو چونکہ رؤس اعتبار یہ سات ہیں لہٰذا مسئلہ سات سے ہوگا ہر بھائی کو دو دو اور ہر بہن کو ایک ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۷

اخت	اخت	اخت	اخ	اخ
۱	۱	۱	۲	۲

چوتھی حالت عصبہ مع الغیر: یعنی مابقیہ از حصص بناتِ میت کی دلیل ائمہ فرائض کا یہ قاعدہ ہے کہ "إجعلو الأخوات مع البنات عصبة" مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اسے حدیث فرمایا ہے لیکن تحقیقی قول یہ ہے کہ یہ اگرچہ ماخوذ ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اثر سے لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ اہل فرائض کا ایک قول اور قاعدہ ہے چنانچہ صحیح مسلم اور سنن نسائی کے سوا باقی تمام کتب صحاح میں روایت ہے۔

"عن هذيل بن شرحبيل يقول سئل أبوموسىٰ عن إبنة وإبنة إبن وأخت فقال للإبنة النصف وللأخت النصف وائت إبن مسعود فسيتا يعنى فسئل إبن مسعود وأخبر بقول أبي موسىٰ فقال لقد ضللت إذن وما أنا من المهتدين أقضى فيها بما قضى النبى صلى الله عليه وسلم للإبنة النصف وللإبنة الإبن السدس تكملة للثلثين ومابقى فللأخت فأتينا أبا موسىٰ فأخبرناه بقول إبن مسعود فقال لا تسئلونى مادام هذا الحبر فيكم" (صحيح بخاری: جلد۲ صفحه۹۹۷)

ترجمہ: "ہذیل بن شرحبیل فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا (اور پوتی محروم ہوگی) اور فرمایا لیکن تم ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں جاؤ (امید ہے کہ وہ بھی یہی بتائیں گے) وہ شخص گیا اور ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا اور ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بات بھی (یعنی ان کا فیصلہ اور پھر ان کی اپنی موافقت کی امید) ان کو پہنچائی، تو آپ نے فرمایا کہ (اگر میں وہی فیصلہ کروں تو) پھر میں تو گمراہ ہو چکا اور سیدھے راستے سے بھٹک گیا میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا اس طرح دو تہائی مکمل ہوگئے، اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا پوچھنے والا کہتا ہے ہم پھر ابوموسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس گئے اور ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گفتگو ان تک پہنچائی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک یہ علامہ تم میں موجود ہو مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔"

C6

اور بخاری شریف میں ہی حضرت اسود بن یزید سے روایت ہے کہ:

"قضٰى فينا معاذ بن جبل علٰى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ألنصف للإبنة والنصف للأخت ثم قال سليمان قضٰى فينا ولم يذكر علٰى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم" (صحيح بخاري ج۲ ص۹۹۸)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم (یمن والوں) میں یہ حکم جاری فرمایا کہ آدھا ترکہ بیٹی کا اور آدھا بہن کا ہے (جب میت کے یہی دو وارث ہوں) پھر سلیمان نے (جو اس حدیث کو روایت کیا تو اتنا ہی) کہا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم (یمن والوں) میں یہ حکم جاری فرمایا یہ نہیں کہا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں۔"

اور مصنف عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی میں روایت ہے کہ:

"أن عمر كان يقول للإخت مابقى"

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بہن کے لئے (بیٹیوں کے حصے کے بعد) مابقیہ ہے۔"

باقی رہا یہ شبہ کہ قرآن کریم میں ﴿اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَاتَرَكَ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶) میں لفظ ولد آیا ہے اور ولد مذکر و مونث دونوں کو شامل ہے لہٰذا جیسے بیٹے اور پوتے وغیرہ کی موجودگی میں اخوات محروم ہوتی ہیں چاہئے کہ بیٹی اور پوتی کی موجودگی میں بھی محروم ہوں، تو یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ صاحب لمعات فرماتے ہیں کہ اس جگہ ولد سے مراد بیٹا ہے نہ کہ بیٹی اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۷۶)

ترجمہ: "اور وہ شخص اُس (اپنی بہن) کا وارث ہوگا اگر (وہ بہن مر جائے اور) اس کے اولاد نہ ہو۔"

اور یہ بات طے شدہ ہے کہ بھائی کو بنت المیت کے ساتھ میراث ملتی ہے جب کہ ابن میت کے ساتھ نہیں ملتی لہٰذا معلوم ہوا کہ ولد سے مراد یہاں اولادِ ذکور و اناث دونوں نہیں بلکہ صرف اولادِ ذکور ہیں۔ والله أعلم۔

اس کی مثال:

① مثلاً اگر کسی میت کی ایک بیٹی اور ایک حقیقی بہن رہ جائے تو مسئلہ دو سے ہوگا ایک بیٹی کو بطریق فرضیت اور ایک بہن کو بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ۲

بنت	اخت عیانیہ
۱	۱

④ اگر ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا نصف یعنی ۳ بیٹی کو اور سدس یعنی ا پوتی کو ملے گا تکملة للثلثين اور باقی دو بہن کو ملیں گے بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ ٦

بنت	بنت الابن	اخت عیانیہ
۳	ا	۲

پانچویں حالت: بیٹے، پوتے، حقیقی بھائی، باپ اور دادا کی موجوگی میں محروم ہونے کی تفصیلات و امثلہ علاتی بہنوں کی ساتویں حالت میں ملاحظہ فرمائیں۔

والأخوات لأب

”كالأخوات لأب وأم ولهن أحوال سبع، ألنصف للواحدة والثلثان للإثنتين فصاعدة عند عدم الأخوات لأب وام، ولهن السدس مع الأخت لأب وام تكملة للثلثين، ولا يرثن مع الأختين لأب وأم إلا أن يكون معهن أخ لاب فيعصبهن والباقي بينهم للذكر مثل حظ الأنثيين، والسادسة أن يصرن عصبة مع البنات أو بنات الإبن لما ذكرنا، وبنو الأعيان والعلات كلهم يسقطون بالإبن وإبن الإبن وإن سفل وبالإب بالإتفاق وبالجد عند أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ، ويسقط بنو العلات أيضا بالأخ لإب وأم وبالأخت لإب وأم إذا صارت عصبة.“

ترجمہ: ”باپ شریک بہنیں احکام میراث میں حقیقی بہنوں کی طرح ہیں اور ان کی سات حالتیں ہیں ① اگر ایک ہو تو نصف ② اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان جب کہ حقیقی بہنیں موجود نہ ہوں ③ اور ان کے لئے چھٹا حصہ ہے اگر ایک حقیقی بہن ساتھ ہو تا کہ دو ثلث مکمل ہو جائیں ④ اور اگر دو حقیقی بہنیں ہیں تو یہ محروم رہیں گی ⑤ ہاں اگر ان کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو وہ ان کو عصبہ بنا دے گا اور باقی مال ان میں للذكر مثل حظ الأنثيين کے طور پر تقسیم ہوگا ⑥ اور چھٹی حالت ان کی یہ ہے کہ یہ میت کے بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ (جب کہ حقیقی بہن نہ ہو) عصبہ بن جاتی ہیں اس (اثر کی) وجہ سے جو ہم نے پہلے ذکر کر دی ہے ⑦ اور حقیقی اور علاتی ہر طرح کے بہن بھائی ساقط ہوتے ہیں میت کے بیٹے، پوتے اور باپ سے بالاتفاق اور دادا سے بھی امام ابوحنیفہ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ کے ہاں اور علاتی بہن بھائی، اعیانی (بہن بھائیوں) سے بھی ساقط ہوں گے اور حقیقی بہن جب عصبہ (مع الغیر) بن جائے تو بھی علاتی بہن بھائی ساقط ہوتے ہیں۔“

علاتی بہنوں کی حالتیں

تشریح: بہن بھائیوں کی تیسری قسم علاتی یعنی باپ شریک ہے ان کو علاتی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ماخوذ ہے علہ سے جو بمعنی سوکن ہے اور جب باپ ایک ہو اور مائیں جدا ہوں تو وہ مائیں ایک دوسری کی سوکن ہوں گی اس لئے یہ اخوۃ علاتی کہلاتے ہیں۔

علاتی بہنوں کی سات حالتیں ہیں۔

اور ان کے استحقاق میراث کے دلائل وہی ہیں جو حقیقی بہنوں کے حالات میں بیان ہوئے اس لئے کہ اخوات سے مراد آیات مذکورہ میں اخوات عینی یا علاتی ہی ہیں۔

پہلی حالت نصف:

مثلاً ایک علاتی بہن اور ایک چچا رہ جائے تو مسئلہ دو سے ہوگا ایک بہن کو اور ایک چچا کو ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲

اخت علاتیہ	عم
۱	۱

دوسری حالت ثلثان:

① جیسے تین علاتی بہنیں اور ایک بھتیجا رہ جائے تو مسئلہ تین سے ہوگا۔ دو ثلث تین بہنوں کو ملیں گے اور ایک بھتیجے کو ملے گا چونکہ بہنوں پر کسر ہے اور مابین حصص و عدد روؤس نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد روؤس تین کو محفوظ کر کے اصل مسئلہ تین میں ضرب دیں گے جس سے ۳×۳=۹ حاصل ہوئے اور یہی تصحیح ہے چھ تین بہنوں کو ملیں گے ہر ایک کو دو دو اور تین بھتیجے کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۳=۹) تصـ ۹

	اخت	اخت	اخت	ابن العم
اصل مسئلہ سے		۲		۱
تصحیح مسئلہ سے	۲	۲	۲	۳

② اگر پانچ بہنیں اور تین چچا رہ جائیں تو بھی مسئلہ تین سے ہوگا۔ دو ملیں گے پانچ بہنوں کو اور ایک تین چچاؤں کو دونوں فریق پر کسر ہے اور دونوں فریق کے حصص اور عدد روؤس میں نسبت تباین ہے لہٰذا ہر فریق کے کل عدد روؤس یعنی بہنوں کے پانچ اور چچاؤں کے تین محفوظ کئے پھر ان عدد روؤس میں آپس میں جب نسبت دیکھی تو وہ بھی نسبت تباین ہے لہٰذا ایک کے کل کو ضرب دیا دوسرے سے ۳×۵=۱۵ ہوئے پھر اس حاصل ضرب کو ضرب دیا اصل مسئلہ تین میں ۱۵×۳=۴۵ ہوئے یہی تصحیح ہے تیس ملیں گے پانچ بہنوں کو ہر ایک کو چھ چھ اور پندرہ ملیں گے تین چچاؤں کو ہر ایک کو

پانچ پانچ بایں صورت۔

میت مسئلہ۳ (۱۵=۵×۳)(۴۵=۳×۱۵) تصـ۴۵

	اخت	اخت	اخت	اخت	اخت	عم	عم	عم
اصل مسئلہ سے	۲					۱		
تصحیح مسئلہ سے	۶	۶	۶	۶	۶	۵	۵	۵

تیسری حالت سدس:

① مثلاً میت کی ایک حقیقی بہن اور دو علاتی بہنیں اور تین چچا رہ جائیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا نصف یعنی تین حقیقی بہن کو اور سدس یعنی ایک علاتی بہنوں کو اور باقی دو چچاؤں کو ملیں گے اس مسئلہ میں علاتی بہنوں اور چچوں پر کسر ہے اور دونوں کے سہام اور عدد رؤس میں نسبت تباین ہے لہٰذا دونوں کے کل عدد رؤس محفوظ کر لئے پھر علاتی بہنوں کے عدد رؤس دو اور اعمام کے عدد رؤس تین میں نسبت دیکھی اس میں بھی تباین ہے لہٰذا ایک کو ضرب دیا دوسرے میں ۶=۳×۲ ہوئے پھر اس چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ میں ۳۶=۶×۶ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اس میں سے اٹھارہ حقیقی بہن کو اور چھ علاتی بہنوں کو ملیں گے اور باقی ماندہ بارہ تین چچوں کو ملیں گے۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ۶ (۶=۳×۲)(۳۶=۶×۶) تصـ۳۶

	اخت عیانیہ	اخت علاتیہ	اخت علاتیہ	عم	عم	عم
اصل مسئلہ سے	۳	۱		۲		
تصحیح مسئلہ سے	۱۸	۳	۳	۴	۴	۴

② اگر ایک حقیقی بہن، چار علاتی بہنیں، ایک بیوی اور چھ چچا رہ جائیں تو مسئلہ بارہ سے ہوگا اس لئے کہ ربع جمع ہے سدس کے ساتھ پھر اس بارہ میں سے نصف یعنی چھ حقیقی بہن اور سدس یعنی دو علاتی بہنوں کو اور ربع یعنی تین بیوی کو اور باقی ایک چھ چچوں کو ملے گا۔ علاتی بہنوں اور چچوں پر کسر ہے۔ علاتی بہنوں کے حصص اور عدد رؤس میں نسبت تداخل ہے لہٰذا وفق عدد رؤس دو محفوظ کر لئے جب کہ چچوں کے حصص اور عدد رؤس میں تباین ہے۔ لہٰذا کل عدد رؤس محفوظ کئے پھر نسبت دیکھی مابین عدد رؤس کے تو وہ تداخل ہے لہٰذا بموافق قاعدہ تصحیح بڑے عدد چھ کو ضرب دیا اصل مسئلہ بارہ میں ۷۲=۱۲×۶ ہوئے اور یہی تصحیح ہے۔

اس میں سے چھتیس حقیقی بہن کو اور بارہ علاتی بہنوں کو ہر ایک کو تین تین اور اٹھارہ بیوی کو اور چھ چچوں کو ملے یعنی ہر ایک کو ایک ایک۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ۱۲ (۷۲=۱۲×۶) تصـ۷۲

	زوجہ	اخت عیانیہ	اخوات علاتیہ۴	اعمام۶
اصل مسئلہ سے	۳	۶	۲	۱
تصحیح مسئلہ سے	۱۸	۳۶	۱۲	۶

چوتھی حالت محروم:

اگر دو حقیقی بہنیں موجود ہوں تو علاتی بہن چاہے ایک ہو یا زیادہ محروم ہوں گی اس لئے کہ عورتوں کا زیادہ سے زیادہ حصہ ثلثان ہے اور وہ حقیقی بہنوں کو مل چکا لہٰذا علاتی کے لئے کچھ باقی نہیں۔

مثلاً میت کی دو حقیقی بہنیں، ایک علاتی بہن اور ایک چچا رہ جائے تو چونکہ مسئلہ میں ذی فرض صرف ایک ہے اور ان کا حصہ ثلثان ہے لہٰذا مسئلہ تین سے ہوگا۔ تین میں سے ثلثان یعنی دو حقیقی بہنوں کو ملے بطور فرضیت کے اور ایک ملا چچا کو بطور عصوبت کے اور علاتی بہن محروم ہوگی۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت علاتیہ	عم
۱	۱	محروم	۱

پانچویں حالت عصبہ بالغیر:

مثلاً کسی میت کی دو حقیقی بہنیں، ایک علاتی بہن، ایک علاتی بھائی اور ایک بیوی رہ جائے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ آٹھ دو حقیقی بہنوں کو اور تین بیوی کو ملیں گے اور ایک ملے گا علاتی بہن بھائی کو ان پر کسر ہے مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس تین کو ضرب دیا اصل مسئلہ بارہ میں ۳×۱۲=۳۶ ہوئے یہی تصحیح ہے لہٰذا دو ثلث یعنی ۲۴ دو حقیقی بہنوں کو ہر ایک کو بارہ بارہ اور ربع یعنی ۹ بیوی کو جب کہ بقایا تین علاتی بہن بھائی کو ملیں گے بھائی کو دو اور بہن کو ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۲ (۳×۱۲=۳۶) تصـ ۳۶

	زوجہ	اختین عیانیہ	اخت علاتیہ	اخ علاتی
اصل مسئلہ سے	۳	۸	۱	
تصحیح مسئلہ سے	۹	۲۴	۱	۲

چھٹی حالت عصبہ مع الغیر:

یعنی حقیقی بہن کی عدم موجودگی کی صورت میں بنت میت یا بنت ابن میت کے ساتھ عصبہ۔

(۱) مثلاً کسی میت نے ایک بیٹی، ایک علاتی بہن اور شوہر چھوڑا۔ تو چونکہ مسئلہ میں ربع ونصف ایک نوع کے ہیں اس لئے برطابق قاعدہ مذکورہ مسئلہ چار سے ہوگا ربع یعنی ایک شوہر کو، نصف یعنی دو بیٹی کو ملے گا بطریق فرضیت اور ایک علاتی بہن کو ملے گا بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴

زوج	بنت صلبیہ	اخت علاتیہ
۱	۲	۱

(۲) اگر دو بیٹیاں، تین بیویاں اور پانچ علاتی بہنیں رہ جائیں تو چونکہ ثمن جمع ہے نوع ثانی کے ثلثان کے ساتھ اس لئے مسئلہ ۲۴ سے ہوگا۔ اس میں سے ثمن یعنی ۳ بیویوں کو اور ثلثان یعنی ۱۶ بیٹیوں کو اور باقی ماندہ پانچ علاتی بہنوں کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجات ۳	بنات ۲	اخوات علاتیہ ۵
۳	۱۶	۵

ساتویں حالت محروم:

ابن میت (بیٹے) اور ابن ابن میت (پوتے پڑپوتے وغیرہ) اور باپ سے بالاتفاق ہر طرح کے بہن بھائی ساقط ہوتے ہیں اور علاتی بہن بھائی حقیقی بھائی کی موجودگی سے بھی ساقط ہوتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے ہاں میت کے دادا سے بھی ساقط ہوتے ہیں۔ بیٹے کی موجودگی سے ساقط ہونے کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۳

ابن	بنت	اخت علاتیہ
۲	۱	محروم

باپ کی وجہ سے محروم ہونے کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۶

بنت	اب	اخت علاتیہ
۳	۳	محروم

حقیقی بھائی کی وجہ سے محروم ہونے کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۲

بنت	اخت علاتیہ	اخ عیانی
۱	محروم	۱

اور دادا کی موجودگی کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۶ عند ابی حنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ

بنت	جد	اخت علاتیہ
۳	۳	محروم

اور دیگر ائمہ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالیٰ کے ہاں دادا کے ساتھ محروم نہیں ہوگی بلکہ انہیں سدس ملے گا تکملة للثلثین مثلاً مذکورہ بالا مسئلہ ان کے ہاں چھ سے ہوگا لیکن تقسیم اس طرح ہوگی نصف یعنی تین بیٹی کو سدس یعنی ایک علاتی بہن کو

اور باقی دو دادا کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عند الجمہور رحمہم اللہ تعالیٰ

بنت	اخت علاتیہ	جد
۳	۱	۲

أما للأم

"فأحوال ثلٰث، ألسدس مع الولد أو ولد الإبن وإن سفل أو مع الإثنين من الإخوة والأخوات فصاعداً من أى جهة كانا، وثلث الكل عند عدم هٰؤلاء المذكورين، وثلث ما بقى بعد فرض أحد الزوجين وذٰلك فى مسئلتين زوج وأبوين وزوجة وأبوين، ولو كان مكان الأب جد فللأم ثلث جميع المال إلا عند أبى يوسف رحمه اللّٰه تعالٰى فإن لها ثلث الباقى."

ترجمہ: "اور ماں کی تین حالتیں ہیں: ① اولادِ میت اور اولادِ ابن میت وغیرہ اگرچہ نیچے ہو یا دو یا دو سے زائد بہن بھائیوں کے ساتھ ماں کے لئے سدس ہے، خواہ بہن بھائی کسی جہت کے ہوں۔ ② اور ان مذکور ورثہ کی عدم موجودگی کی صورت میں (ماں کے لئے) کل ترکہ کا ثلث ہے۔ ③ اور احد الزوجین (کی موجودگی کی صورت میں ان) کے حصے کے (ادائیگی کے) بعد جو باقی رہے اس کا ثلث ہے اور یہ (ثلث مابقیہ) صرف دو مسئلوں میں ہے ① شوہر اور والدین رہ جائیں ② بیوی اور والدین رہ جائیں۔ اور اگر (مذکورہ دونوں مسئلوں میں) باپ کی جگہ دادا زندہ ہو تو (جمہور آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک) ماں کے لئے کل ترکہ کا ثلث ہے مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس صورت میں بھی ماں کے لئے مابقیہ (از حصص احد الزوجین) کا ثلث ہے۔"

ماں کی حالتیں

تشریح: ماں کی تین حالتیں ہیں:

① جب میت کی اولاد یا اولاد ابن میں سے کوئی یا پھر بہن بھائیوں میں سے کوئی دو یا زیادہ چاہے کسی بھی ایک جہت سے ہوں یا ملے جلے ہوں موجود ہوں تو ماں کے لئے سدس ہوگا، اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ (سورۃ النساء: آیت ۱۱)

ترجمہ: "اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا، چھٹا حصہ

ہے اگر میت کی کچھ اولاد ہو۔"

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

ترجمہ: "اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔"

ابن میت کی مثال: جیسے:

مثلاً میت کی ماں اور بیٹا رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا سدس "یعنی ایک" ماں لے گی اور باقی پانچ بیٹا لے گا بطریق عصوبت بایں صورت۔

میت مسئلہ۶

ام	ابن
۱	۵

ولد الابن کی مثال:

② یا جیسے اگر کسی میت کی ماں، باپ اور پوتی رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا نصف یعنی تین پوتی کو اور سدس یعنی ایک ماں کو جب کہ بقایا دو باپ کو ملیں گے ایک بطریق فرضیت ایک بطور عصبہ بایں صورت۔

میت مسئلہ۶

بنت الابن	ام	اب
۳	۱	۲

بہن بھائیوں کے ساتھ کی مثال:

③ مثلاً اگر کسی میت کا ایک حقیقی بھائی ایک حقیقی بہن ایک بیوی اور ماں رہ جائے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ ربع یعنی تین بیوی کو اور سدس یعنی دو ماں کو اور باقی سات بہن بھائی کو ملیں گے بطور عصوبت کے لیکن ان پر کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس تین کو ضرب دیا اصل مسئلہ بارہ سے ۳×۱۲=۳۶ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اس میں سے بیوی کو نو ماں کو چھ اور بہن بھائی کو اکیس ملیں گے لڑکے کو چودہ لڑکی کو سات بایں صورت۔

میت مسئلہ۱۲ (۳×۱۲=۳۶) تص ۳۶

	زوجہ	ام	اخت	اخ
اصل مسئلہ سے	۳	۲	۷	
تصحیح مسئلہ سے	۹	۶	۷	۱۴

ماں کی دوسری حالت: اگر پہلی حالت میں مذکورہ ورثہ نہ ہوں تو کل مال کا ثلث ماں کو ملے گا۔

اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

ترجمہ: "اور اگر اس میت کے کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے۔"

مثلاً: کسی میت نے ایک حقیقی بہن ایک علاتی بہن اور ایک ماں چھوڑی تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔ نصف یعنی تین حقیقی بہن کو سدس یعنی ایک علاتی بہن کو ملے گا تکملة للثلثين اور ثلث یعنی دو ماں کو ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ۶

اخت عیانیہ	اخت علاتیہ	ام
۳	۱	۲

نوٹ: ماں کے لئے ثلث کی ایک مثال احوالِ اب کے تیسری حالت میں گزر چکی ہے وہاں پر ملاحظہ فرمالیں۔

تیسری حالت ثلث مابقیہ: احد الزوجین یعنی میاں، بیوی میں سے کسی ایک کی موجودگی میں جب ماں باپ دونوں موجود ہوں تو ماں کے لئے احد الزوجین کا حصہ دینے کے بعد مابقیہ کا ثلث ہے۔

چونکہ اس کا پہلا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا اس لئے اس کو مسئلہ عمریہ کہتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ وَلَدٌ وَّوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ﴾ (سورۃ النساء: آیت۱۱)

تو أحد الزوجین کے ساتھ ماں باپ دونوں کی موجودگی میں ضروری ہے کہ ماں کا حصہ ان دونوں کے حصے کا ثلث ہو نہ کہ جمیع مال کا ثلث ورنہ آیت کی قید "وورثه أبواه" کا کوئی فائدہ نہیں رہے گا اور ان دونوں کے حصے کا ثلث احد الزوجین کا حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے اس کا ثلث ہے اس لئے کہ اگر یہاں ماں جمیع مال کا ثلث لے تو بصورت موجودگی زوج، ماں کا حصہ باپ کے حصے سے دگنا ہوگا اور بصورت موجودگی زوجہ ماں کا حصہ باپ کے حصے کے برابر ہوگا اور یہ دونوں حالتیں نصِ قرآنی کے خلاف ہیں اس لئے کہ نصف تقاضا کرتا ہے مرد کے لئے دگنے کا عورت سے نہ کہ اس کا برعکس۔

شوہر کے ساتھ میت کے والدین موجود ہوں جیسے:

میت مسئلہ۶

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

یا ② بیوی کے ساتھ میت کے والدین موجود ہوں جیسے:

میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام	اب
۳	۳	۶

اور اگر ان امثلہ مذکورہ میں بجائے میت کے باپ کے میت کا دادا ہو تو جمہور رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں ماں کو کل مال کا ثلث ملے گا جیسے اس صورت میں:

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	جد
۳	۲	۱

یا ② جیسے اس صورت میں:

میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام	جد
۳	۴	۵

البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس صورت میں بھی ماں کو مابقیہ کا ثلث ملے گا۔
پہلی صورت میں مسئلہ یوں ہوگا۔

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	جد
۳	۱	۲

② اور دوسری صورت میں یوں:

میت مسئلہ ۱۲

زوجہ	ام	جد
۳	۳	۶

وللجدة

"السدس لأم كانت أو لأب، واحدة كانت أو أكثر إذا كنّ ثابتات متحاذيات فی الدرجة، ويسقطن كلهن بالأم، والأبويات أيضاً بالأب وكذٰلك بالجد إلا أم الأب وإن علت فإنها ترث مع الجد لأنها ليست من قبله، والقربٰى من أىّ جهة كانت تحجب البعدٰى من أىّ جهة كانت وارثة كانت القربٰى أو محجوبةً."

ترجمہ: ''اور جدہ کے لئے (۱) سدس ہے (یہ جدہ خواہ) ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے، ایک ہو یا زیادہ جب کہ جدات صحیحہ ہوں اور درجے میں مساوی ہوں (۲) ماں سے سب جدات ساقط ہو جاتی ہیں اور ابویات (دادیاں) باپ سے بھی ساقط ہو جاتی ہیں، اسی طرح دادا سے بھی ابویات ساقط ہوتی ہیں مگر (حقیقی) دادی ساقط نہیں ہوتی بلکہ دادا کی موجودگی میں بھی وارث ہوتی ہیں، اس لئے کہ دادی دادا کی نسبت (واسطہ) سے وارث نہیں اور قریبی جدہ خواہ کسی بھی جانب سے ہو (ماں کی جانب سے یا باپ کی جانب سے) جدہ بعیدہ کو خواہ کسی بھی جہت سے ہو ساقط کرتی ہے، خواہ جدہ قریبیہ خود وارث ہو یا محروم۔''

جدات کی حالتیں

تشریح: جدہ صحیحہ کی تعریف: جدہ صحیحہ اس کو کہتے ہیں کہ اس کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں نانا کا واسطہ درمیان میں نہ آئے جیسے دادی اور نانی دونوں جداۃ صحیحہ ہیں اس لئے کہ دادی کے ساتھ مرحوم پوتے کا رشتہ جوڑنے میں واسطہ نانا کا نہیں بلکہ باپ کا ہے اور نانی کے ساتھ مرحوم نواسے کا رشتہ جوڑنے میں نانا کا واسطہ نہیں بلکہ ماں کا واسطہ ہے۔ ہر شخص کی دادی سے اوپر چار پشتوں تک چودہ جدات صحیحہ ہوسکتی ہیں جن میں سے چار نانیاں اور دس دادیاں ہوسکتی ہیں جن کا نقشہ یہ ہے۔

چودہ جدات صحیحہ کا نقشہ

پشتیں	ابوی جدات صحیحہ (یعنی دادیاں)				اموی جدات صحیحہ (یعنی نانیاں)
پشت اوّل	(۱) دادی	اس پشت میں صرف یہی دو صحیحہ ہوسکتی ہیں			(۲) نانی
پشت دوم	(۳) دادا کی ماں	(۴) دادی کی ماں	اس پشت میں یہی تین صحیحہ ہوسکتی ہیں		(۵) نانی کی ماں
پشت سوم	(۶) دادا کی دادی	(۷) دادا کی نانی	(۸) دادی کی نانی		(۹) نانی کی نانی
پشت چہارم	(۱۰) دادا کے دادا کی ماں	(۱۱) دادا کی دادی کی ماں	(۱۲) دادا کی نانی کی ماں	(۱۳) دادی کی نانی کی ماں	(۱۴) نانی کی نانی کی ماں

ان میں سے چار یعنی نمبر ۲، ۵، ۹، اور نمبر ۱۴ امویات یعنی نانیاں ہیں اور باقی ابویات یعنی دادیاں ان سب کو جدات صحیحہ کہا جاتا ہے اور ان کی کل دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: کہ جدات صحیحہ کے ساتھ اگر ماں موجود نہ ہو تو ان کے لئے سدس ہے جو ان میں برابر تقسیم ہوگا خواہ جدہ ایک ہو یا کئی جدات ہوں جبکہ سب ایک درجہ کی ہوں اگر چہ ایک جدہ صاحب قرابتین اور دوسری صاحب قرابت واحدہ ہو اسی پر فتویٰ ہے۔

اور اس سدس کی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل للجدة السدس إذا لم تكن دونها أم"

(سنن ابی داؤد: جلد۲ صفحه٤٠١)

ترجمہ: "بے شک حضور ﷺ نے دادی ونانی کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا جب کہ اس کے ساتھ میت کی ماں نہ ہو۔"

اسی طرح سنن ابوداؤداور موطا امام مالک میں حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"جاء ت الجدة إلٰى أبى بكرٍ الصديق تسأله ميراثها فقال لها أبوبكر مالك فى كتاب الله شيئ وما علمت لك فى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئًا فإرجعى حتى أسأل الناس فسأل الناس فقال المغيرة بن شعبة حَضَرْتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاها السدس فقال أبوبكر هل معك غيرك فقام محمد بن مسلمة الأنصارى فقال مثل ما قال المغيرة بن شعبة فأنفذه لها أبوبكرٍ الصديق ثم جاء ت الجدة الأخرىٰ إلٰى عمر بن الخطاب تسأله ميراثها فقال لها مالك فى كتاب الله شيئ وما كان القضاء الذى قضى به إلا لغيرك وما أنا بزائد فى الفرائض شيئا ولكنه ذٰلك السدس فإن إجتمعتما فيه فهو بينكما وأيتكما خلت به فيه فهو لها." (ابوداؤد: جلد۲ صفحه٤٠١، مؤطا امام مالك: صفحه٦٦١)

ترجمہ: "(کہ ایک میت کی) نانی آئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنا حصہ مانگنے کو تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں اور نہ حضور ﷺ کی حدیث میں مجھ کو تیرا حصہ کچھ معلوم ہے تو لوٹ جا یہاں تک کہ میں لوگوں سے پوچھوں پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں (اس مجلس میں) موجود تھا جب آنحضرت ﷺ نے اس کو (یعنی نانی کو) چھٹا حصہ دلایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس بات کا اور کوئی بھی تیرے ساتھ گواہ ہے تو اس وقت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور جیسے مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی کہا تب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نانی کے لئے سدس کا حکم جاری کر دیا پھر (اس فیصلے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک) دوسری عورت جو دادی تھی اپنا حصہ مانگنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی کتاب میں تیرا کوئی حصہ مذکور نہیں اور پہلے جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ نانی کے حق میں ہوا ہے اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تیرے لئے بھی ہے (اور فرمایا) اگر دادی اور نانی دونوں ہوں تو اس چھٹے حصے کو آدھا آدھا بانٹ لیں اور اگر ایک ہو تو وہ ہی چھٹا حصہ لے لیوے۔"

مسند احمد، اور جامع ترمذی نے بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے اور امام ترمذی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس کو صحیح کہا ہے۔"

پہلی حالت کی مثال:

① جیسے کسی میت نے ایک جدہ ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑا تو مسئلہ چھ سے ہوگا نصف یعنی تین بیٹی کو اور سدس یعنی ایک دادی کو ملے گا بطور فرضیت اور باقی دو چچا کو بطریق عصوبت ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶

بنت	جدہ	عم
۳	۱	۲

② مثلاً کسی میت نے تین جدات دو بہنیں اور تین چچیرے بھائی چھوڑے تو مسئلہ تب بھی چھ سے ہوگا۔ دو ثلث یعنی چار بہنوں کو اور سدس یعنی ایک تین جدات کو اور باقی ایک تین چچیرے بھائیوں کو ملے گا آخر والے دونوں فریق پر کسر ہے اور دونوں فریق کی نسبت مابین حصص و رؤس تباین ہے لہٰذا دونوں فریق کے کل رؤس "۳" اور "۳" کو محفوظ کر لیا پھر نسبت دیکھی رؤس و رؤس میں تو وہ تماثل ہے لہٰذا بمطابق قاعدہ مذکورہ فی القواعد تصحیح ان میں سے ایک کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ سے ۳×۶=۱۸ ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے دو ثلث یعنی "۱۲" بہنوں کو اور سدس یعنی "۳" جدات کو اور باقی تین چچیرے بھائیوں کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۳×۶=۱۸) تص ۱۸

	اختین	جدات ۳	ابناء العم ۳
اصل مسئلہ سے	۴	۱	۱
تصحیح مسئلہ سے	۱۲	۳	۳

جدات کی دوسری حالت: ماں کی موجودگی میں کل جدات ابویات ہوں چاہے یا امویات محروم، اور باپ کی موجودگی میں صرف ابویات (یعنی وہ دادیاں جو میت کے باپ کے واسطے سے میت سے ملتی ہوں) محروم ہوں گی اس لئے کہ علم میراث کا اصول ہے کہ واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوالواسطہ محروم ہوا کرتا ہے جیسے پوتا بیٹے کی موجودگی میں اور دادا باپ کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے، ایسے ہی باپ کی موجودگی میں دادی محروم ہوگی البتہ اولادِ ام اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کہ وہ ماں کی موجودگی میں بھی وارث ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک اور اصول یہ ہے کہ جیسے وجود واسطہ سبب ہے حرمان ذوالواسطہ کے لئے، درجات کے اختلاف کی صورت میں اتحادِ سبب بھی سبب ہے حرمان کا جیسے مثلاً دادی محروم ہوتی ہے ماں کی موجودگی میں باوجودیکہ ماں واسطہ نہیں میت کے ساتھ دادی کا رشتہ جوڑنے میں مگر یہاں اتحادِ سبب کی وجہ سے دادی محروم ہوگی، اس لئے کہ دادی کے ارث کا سبب اُس کا ماں ہونا ہے اور یہ سبب (یعنی ماں ہونا) ماں کے اندر دادی سے زیادہ موجود ہے اس لئے دادی ماں

کی موجودگی میں محروم ہوگی اسی کو اتحادِ سبب کہتے ہیں۔

ماں کی موجودگی سے محروم ہونے کی مثال جیسے کسی میت کی ایک نانی، ایک دادی، ایک ماں، ایک بیٹی اور ایک بھائی رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔ نصف یعنی تین بیٹی کو سدس یعنی ایک ماں کو بطور فرضیت اور باقی دو بھائی کو بطور عصوبت کے ملیں گے اور نانی اور دادی محروم رہیں گی ماں کی وجہ سے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶

بنت	ام	اخ	ام الام	ام الاب
۳	۱	۲	م	م

② باپ کی موجودگی سے دادی کی محروم ہونے کی مثال جیسے کسی میت نے ایک بیٹی، ایک بیوی، ایک نانی ایک دادی اور باپ چھوڑا تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔ نصف یعنی بارہ بیٹی کو ثمن یعنی تین بیوی کو اور سدس یعنی چار نانی کو ملیں گے بطریق فرضیت کے اور باقی پانچ باپ کو ملیں گے بطریق عصوبت کے اور دادی باپ کی وجہ سے محروم ہوگی۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	ام الام	اب	ام الاب
۳	۱۲	۴	۵	محروم

③ اگر اسی مذکورہ صورت میں بجائے باپ کے دادا موجود ہو تو دادی محروم نہیں ہوگی بلکہ نانی کو ملنے والا سدس نانی اور دادی دونوں کو ملے گا اور وہ ان پر برابر تقسیم کر دیا جائے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنت	ام الام	ام الاب	جد
		۴		
۳	۱۲	۲	۲	۵

"وإذا كانت الجدة ذات قرابة واحدة كأمّ أم الأب والأخرى ذات قرابتين أو أكثر كأمّ أم الأم وهي أيضا أم أب الأب بهٰذه الصورة."

میت عابد

ام/سلمیٰ — اب/زاہد
ام — اب — ام
ام/صالحہ — ام/حلیمہ
ذات قرابتین — ذات قرابۃ واحدہ

میت عابد

ام/سلمیٰ — اب/زاہد
ام — ام/زاہدہ — اب/عادل
ام زبیدہ — اب/عابد — ام
ام/صالحہ — ام/حلیمہ
ذات قرابات ثلثہ — ذات قرابۃ واحدہ

"يقسّم السدس بينهما عند أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ أنصافا باعتبار الأبدان وعند محمد رحمه الله تعالىٰ أثلاثا باعتبار الجهات."

ترجمہ: "اور جب کوئی جدہ ایک قرابت والی ہو جیسے باپ کی نانی اور دوسری جدہ دو یا زیادہ قرابتوں والی ہو جیسے ماں کی نانی (یعنی پڑنانی) جب کہ وہ دادی کی ماں (یعنی پڑدادی) بھی ہو تو امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ہاں سدس ان دونوں جدات میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا باعتبار رؤس کے اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ہاں سدس ان میں اثلاثا تقسیم ہوگا باعتبار جہاتِ قرابت کے (یعنی تین میں سے دو، دو قرابتوں والی کو اور ایک، ایک قرابت والی کو ملے گا)۔"

تشریح: متن میں مذکور دونوں نقشوں میں سے پہلے نقشہ میں میت کی نانی کی ایسی ماں زندہ ہے جو میت کے دادا کی ماں بھی ہے اور میت کی دادی کی ماں بھی موجود ہے۔ لہٰذا نانی کی ماں جو کہ دادا کی ماں بھی ہے دو قرابتوں والی ہے جیسا کہ اوپر نقشے میں اس کے نیچے لکھ دیا ہے اور دادی کی ماں ایک قرابت والی ہے جیسا کہ اس کے نیچے لکھ دیا ہے۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھئے کہ صالحہ نامی خاتون نے اپنے پوتے زاہد کا نکاح اپنی نواسی سلمیٰ سے کرایا پھر ان دونوں کے ہاں ایک بچہ مثلاً عابد پیدا ہوا لہٰذا مسئلہ مذکورہ میں میت وہ بچہ عابد ہے اب عابد کی دو جدات رہ گئیں ایک یہ صالحہ جس کی اس میت کے ساتھ دو قرابتیں ہیں کہ یہ اس کے ماں کی نانی بھی ہے اور اس کے باپ کی دادی بھی اور دوسری وہ جدہ جو اس صالحہ کے محاذی ہے، یعنی اس کی دادی کی ماں یعنی پڑدادی۔

اور دوسرے نقشے میں میت کی نانی کی ایسی نانی موجود ہے جو میت کی دادی کی نانی بھی ہے اور میت کے دادا کی دادی بھی ہے۔ مثلاً صالحہ نے اپنے پوتے عادل کا نکاح کیا اپنی نواسی زاہدہ سے ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا زاہد جو کہ صالحہ کا باپ کی طرف سے پڑپوتا ہے اور ماں کی طرف سے پڑنواسا ہے پھر صالحہ نے اپنی دوسری بیٹی زبیدہ کی نواسی سلمیٰ سے اس زاہد کا نکاح کیا ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا عابد تو یہ صالحہ اس کی جدہ ہے تین قرابتوں والی اور اس کے محاذات میں عابد کے دادا کی نانی حلیمہ ایک قرابت والی جدہ ہے۔ یہ پوری تفصیل سمجھنے کے بعد اب اس بات کو سمجھئے کہ ان دونوں صورتوں میں امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ہاں میت کے ترکہ کا سدس ان جدات میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا اس لئے کہ ان کے ہاں تقسیم ترکہ میں جب جدات درجہ میں مساوی ہوں تو جدات کے عدد کا لحاظ رکھیں گے نہ کہ جہاتِ قرابت کا اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ اگرچہ جدات درجہ میں مساوی ہوں مگر جہاتِ قرابت کا لحاظ رکھیں گے لہٰذا سدس پہلے نقشے میں تین حصوں میں بٹے گا اور دو حصے دو قرابت والی اور ایک حصہ ایک قرابت والی جدہ کو ملے گا اور دوسرے نقشے میں سدس چار حصوں میں بٹے گا اور تین حصے تین قرابت والی اور ایک حصہ ایک قرابت والی کو ملے گا۔

مثلاً کسی میت نے ایک بیٹی ایک بیوی دو جدات ایک، ایک قرابت والی اور دوسری دو قرابتوں والی اور ایک چچیرا

بھائی چھوڑا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئلہ چوبیس سے ہوگا نصف یعنی بارہ بیٹی کو، ثمن یعنی تین بیوی کو، سدس یعنی چار جدات کو ہر ایک کو دو دو اور پانچ چچیرے بھائی کو ملیں گے بایں صورت۔

مسئلہ ۲۴ سے عند ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

میت

زوجہ	بنت	ام الام الاب	ام الاب الاب وھی ایضا ام الام الام	ابن العم
		۴		
۳	۱۲	۲	۲	۵

اور اسی مذکورہ صورت میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئلہ ۲۴ سے ہوگا اور تصحیح ۷۲ سے ہوگی اس لئے کہ ان کے ہاں ذات قرابتین کو دو اور ذات قرابت واحدہ کو ایک ملے گا لہٰذا سدس اثلاثا تقسیم ہوگا اور جدات کے حصے ۴ اور ان کے رؤس اعتبار یہ تین میں نسبت تباین ہے لہٰذا تین کو ضرب دیا اصل مسئلہ سے ۳×۲۴=۷۲ ہوئے لہٰذا یہی تصحیح ہوگی نصف یعنی چھتیس بیٹی کو ثمن یعنی نو بیوی کو سدس یعنی بارہ جدات کو پھر جدات میں سے چار ایک قرابت والی کو اور آٹھ دو قرابتوں والی کو اور باقی ۱۵ چچیرے بھائی کو ملیں گے بایں صورت۔

مسئلہ ۲۴ (۳ × ۲۴ = ۷۲) تص ۷۲ عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

میت

زوجہ	بنت	ام الام الاب	ام الاب الاب وھی ایضا ام الام الام	ابن العم
		۱۲		
۹	۳۶	۴	۸	۱۵

نوٹ: جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں اس مسئلہ میں فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے کہ جہات قرابت کا لحاظ نہیں ہوگا اور جدات کو ایک سدس ہی ملے گا جو ان میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔ واللّٰہ أعلم

باب العصبات

"العصبات النسبية ثلثة، عصبة بنفسه وعصبة بغيره وعصبة مع غيره، أمّا العصبة بنفسه فكل ذكر لا تدخل فى نسبته إلى الميت أنثى، وهم أربعة أصناف، جزء الميت وأصله وجزء أبيه وجزء جده الأقرب فالأقرب، يرجّحون بقرب الدرجة أعنى أولٰهم بالميراث جزء الميت أى البنون ثم بنوهم وإن سفلوا ثم أصله أى الأب ثم الجد أى أب الأب وإن علا ثم جزء أبيه أى الإخوة ثم بنوهم وإن سفلوا ثم جزء جده أى الأعمام ثم بنوهم وإن سفلوا، ثم يرجّحون بقوة القرابة أعنى به أنّ ذا القرابتين أولٰى من ذى قرابة واحدة ذكرا كان أو أنثى لقوله عليه السلام إنّ أعيان بنى الأم يتوارثون دون بنى العلات، كالأخ لأب وأم أو الأخت لأب وأم إذا صارت عصبة مع البنت أولٰى من الأخ لأب والأخت لأب، وابن الأخ لأب وأم أولٰى من

C7 إبن الأخ لأب وكذلك الحكم فی أعمام الميت ثم فی أعمام أبيه ثم فی أعمام جده.

یہ باب ہے عصبات کے بیان میں

ترجمہ: ''عصبات نسبیہ کی تین قسمیں ہیں ① عصبہ بنفسہٖ اور ② عصبہ بغیرہ اور ③ عصبہ مع غیرہ۔ عصبہ بنفسہٖ ہر وہ مرد ہے کہ اس کی نسبت الی المیت میں کوئی عورت داخل نہ ہو (یعنی میت اور وارث کے رشتے کے درمیان عورت کا واسطہ نہ آتا ہو) اور ان کی چار قسمیں ہیں ① جزء میت (یعنی بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ) اور ② اصلِ میت (یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ) اور ③ جزء اب میت (یعنی بھائی بھتیجا وغیرہ) اور ④ جزء جد میت (یعنی چچا اور ان کے بیٹے وغیرہ) ان میں جو رشتہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے وہ میراث میں بھی قریب (مقدم) ہے اور قرب درجہ کی وجہ سے عصبہ کو ترجیح ہوگی یعنی ترکہ کے زیادہ حقدار جزء میت یعنی میت کے بیٹے پھر پوتے اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہوں پھر اصلِ میت یعنی باپ پھر دادا یعنی باپ کا باپ اگرچہ درجہ میں کتنا ہی اوپر ہو پھر جزء اب میت یعنی بھائی پھر بھتیجے اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہوں پھر جزء جد میت یعنی میت کے چچا پھر ان کے بیٹے اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہوں۔ پھر عصبات کو ترجیح دی جائے گی قوت قرابت کے ساتھ یعنی دو قرابتوں والا رشتہ دار اولیٰ ہے ایک قرابت والے سے خواہ مذکر ہو یا مؤنث اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حقیقی بہن بھائی میراث لیں گے نہ کہ علاتی (سوتیلے) بہن بھائی جیسے کہ حقیقی بھائی یا حقیقی بہن جب عصبہ بن جائے بیٹی کے ساتھ یہ اولیٰ ہے سوتیلے بھائی اور سوتیلی بہن سے اور (اسی طرح) حقیقی بھتیجا اولیٰ ہے سوتیلے بھتیجے سے اور یہی حکم میت کے چچوں اور پھر اس کے باپ کے چچوں اور پھر اس کے دادا کے چچوں کا ہے۔''

عصبہ کی تعریف اور اس کی قسمیں

تشریح: عصبات جمع ہے عصبہ کی اور اس کا استعمال واحد، جمع، مذکر مؤنث سب پر یکساں ہوتا ہے۔

عصبہ لغت میں پٹھے کو کہتے ہیں اور اصطلاحاً باپ کی جانب سے ایسے رشتہ دار جس کے عیب دار ہونے سے پورے خاندان پر عیب لگے، اور علم میراث میں عصبہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تنہا ہونے کی صورت میں پورا مال لے لیں اور اگر دیگر ورثاء کے ساتھ ہوں تو ان کے حصوں سے بچا ہوا کل ترکہ لے لیں۔

ابتداءً عصبہ کی دو قسمیں ہیں۔

① عصبہ نسبیہ۔

② عصبہ سببیہ اس سے مراد مولی العتاقہ اور اس کے عصبہ ہیں جن کی تفصیلات إنْ شَاءَ اللّٰہ عنقریب آرہی ہیں۔

پھر عصبہ نسبیہ کی تین قسمیں ہیں۔

① عصبہ بنفسہ۔
② عصبہ بغیرہ۔
③ عصبہ مع غیرہ۔

وجہ حصر یہ ہے کہ عصبہ نسبیہ کی عصوبت میں غیر کا دخل ہوگا یا نہیں اگر دخل نہیں تو عصبہ بنفسہ اگر دخل ہو تو یہ غیر یا تو خود عصبہ ہوگا یا نہیں اگر خود عصبہ ہو تو عصبہ بغیرہ اور اگر وہ غیر خود عصبہ نہیں تو عصبہ مع الغیر۔

عصبہ بنفسہ:

عصبہ نسبیہ میں سے پہلی قسم عصبہ بنفسہ ہے اس سے مراد میت کا ہر وہ مرد رشتہ دار ہے جس کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ آتا ہو لہٰذا نانا عصبہ نہیں اسی طرح اولاد ام یعنی اخیافی بہن بھائی عصبہ نہیں اس لئے کہ ان سب کے میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں عورت یعنی ام کا واسطہ ہے۔ حقیقی بھائیوں کے متعلق بھی اگرچہ بظاہر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ان کا میت کے ساتھ رشتہ جوڑنے میں بھی عورت یعنی ماں کا واسطہ ہے لیکن اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ استحقاق عصوبت میں اصل باپ کی قرابت ہے اسی لئے اثبات عصوبت کے لئے صرف باپ کی قرابت بھی کافی ہوتی ہے اور اسی وجہ سے علاتی بھائی عصبہ بنتے ہیں بخلاف ماں کی قرابت کے کہ اگر صرف ماں کی قرابت ہو تو اثبات عصوبت کے لئے وہ کافی نہیں اسی وجہ سے اخیافی بھائی عصبہ نہیں بنتے البتہ باپ کی قرابت کے ساتھ ساتھ ماں کی قرابت کا بھی موجود ہونا ایک اضافی وصف ہے اسی وجہ سے ہم نے حقیقی بھائیوں کو ترجیح دی ہے علاتی بھائیوں پر۔ واللہ أعلم

پھر اس عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں ہیں ① اولاد میت ② اباء واجداد میت ③ اولاد اباء میت ④ اولاد اجداد میت۔

اگر یہ چاروں قسم کے عصبات کسی جگہ جمع ہو جائیں تو جو رشتے میں میت کے زیادہ قریب ہوں گے عصوبت انہی کو ملے گی اور دور والے عصوبت کے بناء پر میراث سے محروم ہوں گے اگرچہ فرضیت کی بناء پر میراث (اگر ان کا حصہ موجود ہو تو) لیں گے مثلاً اگر کسی میت کا بیٹا اور باپ رہ جائیں تو بیٹا عصبہ بنے گا قرب رشتہ کی وجہ سے اور باپ عصوبت سے محروم رہے گا لیکن اگر کوئی اور مانع موانع ارث میں سے نہ ہو تو اس کو اس کا حصہ یعنی سدس بطور فرضیت کے ملے گا، بالکل اسی طرح معاملہ دیگر عصبات میں بھی ہوگا۔

دوسری وجہ ترجیح کی قوت قرابت ہے یعنی کہ جس عصبہ کا میت کے ساتھ رشتہ دو جانبوں سے ملتا ہو وہ اولیٰ ہے اس عصبہ سے جس کا رشتہ ایک جانب سے میت سے ملتا ہے جیسے کہ حقیقی بہن بھائیوں اور سوتیلے بہن بھائیوں کی مثال مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے خود بیان کی ہے۔

واما العصبة بغيره
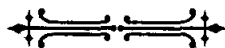
"فأربع من النسوة، وهن اللاتی فرضهن النصف والثلثان يصرن عصبة بإخوتهن كما ذكرنا فی حالاتهن، ومن لا فرض لها من الإناث وأخوها عصبة لا تصير عصبة بأخيها كألعم وألعمة ألمال كله للعم دون العمة."

ترجمہ: "رہے عصبہ بغیرہ تو وہ چار عورتیں ہیں اور یہ وہی عورتیں ہیں کہ جن کا حصہ (حالت فرض میں) نصف اور ثلثان مقرر ہے (یعنی بیٹی، پوتی، حقیقی بہن اور علاتی بہن) یہ عصبہ بنتی ہیں اپنے بھائیوں کے ساتھ جیسے کہ ان کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے اور وہ عورتیں جن کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں ہے اور ان کے بھائی عصبہ ہیں تو وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں ہوں گے جیسے چچا اور پھوپھی ہوں تو کل مال چچا کو ملے گا نہ کہ پھوپھی کو۔"

واما العصبة مع غيره

"فكلّ أنثٰى تصير عصبة مع أنثٰى أخرىٰ كالأخت مع البنت لما ذكرنا."

ترجمہ: "اور رہے عصبہ مع الغیر تو وہ ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ عصبہ بنے جیسے بہن بیٹی کے ساتھ اس حدیث کے وجہ سے جو ہم نے پہلے (بہنوں کے حالات میں) ذکر کی ہے۔"

عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تعریفات اور حکم

تشریح: عصبہ بغیرہ: وہ عورتیں ہیں کہ خود تو وہ ذوی الفروض میں سے ہیں مگر جب ان کے ساتھ ان کے حقیقی بھائی موجود ہوں تو ان بھائیوں کی وجہ سے یہ عصبہ ہو جاتی ہیں۔

اور یہ قسم صرف ان عورتوں میں ممکن ہے جن کا حصہ حالت انفراد میں نصف اور حالت تعدد میں ثلثان ہے اور وہ چار قسم کی عورتیں ہیں ① بیٹی ② پوتی اگرچہ درجہ میں کتنے ہی نیچے ہو ③ حقیقی بہن ④ علاتی بہن۔ ان میں سے ہر ایک جب اس کے ساتھ ان کا حقیقی بھائی موجود ہو تو وہ عصبہ بنتی ہیں چنانچہ بیٹی عصبہ بنتی ہے بیٹے کے ساتھ اور اگر اس کے ساتھ بجائے بیٹے کے پوتا آجائے تو پھر یہ ذوی الفروض میں سے ہوگی نہ کہ عصبہ میں سے اسی طرح حقیقی بہن عصبہ بنتی ہے حقیقی بھائی کے ساتھ اور اگر بجائے حقیقی بھائی کے اس کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو اس صورت میں یہ ذوی الفروض میں سے ہوگی اور اپنا حصہ لے گی اسی طرح علاتی بہن علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ بنے گی ہاں البتہ پوتیوں میں یہ تفصیل ہے کہ جیسے ان کا حقیقی بھائی ان کو عصبہ بناتا ہے اسی طرح ان کا ابن العم جو درجے میں ان کا مساوی ہو ان کو عصبہ بناتا ہے اسی طرح اگر مختلف درجات کی کئی پوتیاں ہیں اور ان میں سے نچلے درجہ کے کسی پوتی کے ساتھ اسی کے

درجہ میں کوئی پوتا موجود ہے تو وہ اپنے مساوی درجے والی اور اپنے سے اوپر کی درجات میں ان تمام پوتیوں کو جو ذی سہم نہیں عصبہ بنا دیتا ہے جیسا کہ پوتیوں کے حالات میں گزرا۔

بیٹیوں اور پوتیوں کے عصبہ بننے کی دلیل ان کے بارے میں یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ﴾ (سورة النساء: آیت۱۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تم کو حکم کرتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر۔''

اور بہنوں کے عصبہ بننے کی دلیل ان کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ﴾ (سورة النساء: آیت۱۷۶)

ترجمہ: ''اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد و عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر۔''

اور جن عورتوں کا حصہ کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ ﷺ میں موجود نہیں (یعنی وہ ذوی الفروض نہیں) وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنیں گی جیسے پھوپھی، چچا کے ساتھ عصبہ نہیں بنے گی اس لئے کہ مذکورہ دونوں نصوص میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کے حصے مقرر ہیں لہٰذا یہ نصوص ان عورتوں کو شامل نہیں جن کے حصے مقرر نہیں اور نہ ہی ان کو ان پر قیاس کریں گے۔ اس لئے کہ جن خواتین کو ان کے بھائی عصبہ بناتے ہیں اس کی وجہ حصے میں اس مساوات یا تفاضل کو ختم کرنا ہے جو ان عورتوں کے غیر عصبہ ہونے کی صورت میں لازم آتا ہے مثلاً اگر کسی مسئلہ میں صرف بہن بھائی آجائیں تو اگر بہن ایک ہو اور اس کا مقرر حصہ نصف اسے دیں اور بقایا نصف بھائی کو دیں تو مساوات لازم آتی ہے حصے میں اور اگر بہنیں دو یا زیادہ ہوں اور ان کا مقررہ حصہ ثلثان ان کو دیں تو ان کا حصہ بڑھ جاتا ہے بھائی کے حصے سے اور یہ دونوں جائز نہیں تو بھائی کی موجودگی میں ان عورتوں کو عصبہ بنا دیا گیا تا کہ حصہ میں مساوات اور تفضیل لازم نہ آئے بخلاف ان عورتوں کے جن کا حصہ مقرر نہیں کہ ان سے ایسی کوئی خرابی لازم نہیں آتی اسی وجہ سے وہ عصبہ نہیں بنتی۔

عصبہ مع الغیر: یہ وہ ذوی الفروض عورتیں ہیں جو دوسری ذوی الفروض عورتوں کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہیں اور عصبہ بنانے والی خود ذوی الفروض ہی رہتی ہیں۔ جیسے بیٹی اور پوتی کی وجہ سے اعیانی اور علاتی بہن عصبہ بنتی ہیں۔

اور اس کی ایک دلیل تو وہ قاعدہ ہے إجعلوا الأخوات مع البنات عصبه.

اور دوسری دلیل وہ فیصلہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے بہن کے لئے فرمایا کہ:

''للإبنة النصف ولإبنة الإبن السدس تكملة للثلثين وما بقى فللأخت'' (صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۹۹۷) جسے ہم پہلے اخوات کی حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ جہاں مطلق لفظ عصبہ ذکر کیا جاتا ہے اس سے عموماً عصبہ بنفسہ مراد ہوتا ہے اور حقیقت میں عصبہ ہے بھی یہی۔ عصبہ بالغیر اور مع الغیر تو دراصل ذوی الفروض ہیں اس وجہ سے گزشتہ سبق میں جہاں عصبہ کی تعریف

بیان کی ہے وہ درحقیقت عصبہ بنفسہ کی تعریف ہے۔

وآخر العصبات مولى العتاقة

"ثم عصبته على الترتيب الذى ذكرنا، لقوله عليه السلام ألولاء لحمة كلحمة النسب، ولا شيئ للإناث من ورثة المعتق: لقوله عليه السلام ليس للنساء من الولاء إلا ما أعتقن أو أعتق من أعتقن أو كاتبن أو كاتب من كاتبن أو دبرن أو دبر من دبرن أو جرّ ولاء معتقهن أو معتق معتقهن، ولو ترك أبا المعتق وإبنه عند أبى يوسف رحمة الله عليه سدس الولاء للأب والباقى للإبن وعند أبى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالىٰ ألولاء كله للإبن ولا شيئ للأب، ولو ترك إبن المعتق وجدّه فالولاء كله للإبن بالإتفاق."

ترجمہ: "اور دیگر عصبہ مولیٰ عتاقہ (معتق بکسر التاء یعنی ازاد کنندہ) ہے پھر اس کے عصبہ ہیں اسی ترتیب پر جو ہم نے (اوپر) بیان کی، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے کہ! آزاد کرنے کی وجہ سے جو قرابت حاصل ہوتی ہے وہ نسب کے قرابت کی مانند ہے۔ اور آزاد کرنے والے کے ورثہ میں سے (آزاد شدہ کے ترکہ میں) عورتوں کا کوئی حصہ نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا! عورتوں کے لئے ولاء کا کوئی حصہ نہیں مگر ان کی ولاء کا جن کو خود ان عورتوں نے آزاد کیا ہو، یا جن کو ان کے آزاد کردہ نے آزاد کیا ہو، یا ان کا جن کو ان عورتوں نے مکاتب بنایا ہو، یا ان کے مکاتبوں نے مکاتب بنایا ہو یا جن کو ان عورتوں نے مدبر بنایا ہو، یا ان کے مدبروں نے مدبر بنایا ہو، یا ان کے آزاد کردہ یا آزاد کردہ کے آزاد کردہ نے کسی کے ولاء کو کھینچ لیا ہو۔ اور اگر میت اپنے آزاد کرنے والے (معتق) کا بیٹا اور باپ چھوڑے تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولاء کا سدس باپ کے لئے اور باقی ولاء بیٹے کے لئے ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہاں پورا ولاء بیٹے کے لئے ہوگا اور باپ کو ولاء میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر معتق (آزاد کنندہ) کا بیٹا اور اس کا دادا چھوڑے تو بالاتفاق پوری ولاء بیٹے کو ملے گی۔"

مولیٰ العتاقہ (عصبہ سببیہ)

تشریح: اصحاب فرائض سے تقسیم حصص کے بعد باقی ماندہ مال اور بصورت عدم موجودگی اصحاب فرائض، کل مال کے حق دار عصبہ نسبیہ ہیں اگر عصبہ نسبیہ کی تینوں قسمیں موجود نہ ہوں تو پھر مولی العتاقہ یعنی جو میت کو آزاد کرنے والے ہیں ان کو مابقیہ مال ملے گا بربناء عصوبت اور ان کو عصبہ سببیہ کہتے ہیں۔

اس کی نقلی دلیل تو حدیث ہے جو طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی ہے اور جسے ماتن نے بھی

نقل کیا ہے کہ: ألولاء لحمة كلحمة النسب لا يباع ولا يوهب.

(سنن دارمی ج۲ ص۴۹۰، بیھقی ج٦ ص۲٤۰)

ترجمہ: ”ولاء ایک تعلق ہے نسب کے تعلق کی طرح جسے نہ بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے۔“

اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جیسے باپ سبب ہے بچے کی دنیوی حیات اور زندگی کا اسی طرح معتق سبب ہے معتَق کی آزادی کا اور آزادی انسان کے لئے بمنزلہ حیات کے ہے اس لئے کہ غلام نہ کسی چیز کا مالک ہوسکتا ہے نہ اپنی مرضی سے کوئی کام کرسکتا ہے، جب آقا نے اس کو آزاد کیا تو صفتِ مالکیتؓ اس کو حاصل ہوئی اور یہی اصل حیات ہے۔ اس لئے معتِق بمنزلہ باپ کے ہوا۔

پھر جس طرح سے بچہ منسوب ہوتا ہے باپ کی طرف بالکل اسی طرح معتَق منسوب ہوتا ہے معتِق کی طرف اسی نسبت ولاء سے پس جیسے قریبی رشتہ دار کے رشتہ کا بدل عصبیت ہے ایسی ہی شریعت نے معتَق کی آزادی کا بدل ولاء کو بنا دیا لہٰذا یہ معتِق وارث ہوگا معتَق کے جمیع مال کا جب کہ اس کا کوئی اور وارث ذوی الفروض اور عصبہ نسبیہ میں سے نہ ہو، اور وارث ہوگا باقی مال کا اگر ذوی الفروض میں سے کوئی موجود ہو۔ پھر ان میں بھی میراث کی وہی ترتیب ہوگی جو عصبہ نسبیہ میں بیان ہوچکی ہے کہ سب سے پہلے تو معتِق اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو پھر اس کے عصبہ نسبی اور عصبات نسبیہ میں سے پہلے اولاد میت پھر اباء میت وغیرہ علی الترتیب المذکور البتہ عصبہ سببیہ میں معتِق کی رشتہ دار عورتیں یعنی عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ معتَق کی عصبہ نہیں بن سکتیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”ولا ترث النساء من الولا إلا من أعتقن أو أعتق من أعتقن.“ (سنن دارمی ج۲ ص۴۸۸)

ترجمہ: ”عورتیں ولاء کی حق دار نہیں مگر ان کی جن کو یہ خود یا ان کے آزاد کردہ آزاد کریں۔“

بہر حال جمہور فقہاء کے نزدیک مولی العتاقہ عصبہ ہے اور عصبہ بھی بنفسہٖ اس لئے وہ ذوی الارحام پر اور رد علی ذوی الفروض النسبیہ پر مقدم ہیں لیکن چونکہ یہ عصبہ سببی ہے اور ان کی عصوبت بمقابلہ عصبہ نسبی کے ضعیف ہے اس لئے عصبہ نسبیہ کے تینوں اقسام میں سے اگر کوئی قسم بھی موجود ہو تو وہ مولی العتاقہ پر مقدم ہوں گے۔

عورتوں کا حقِ ولاء:

عورتوں کو حق ولاء ملنے میں کچھ تفصیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ عصبہ سببی کی درجہ اوّل (معتِق) میں مرد و عورت مساوی ہیں یعنی معتِق اگر مرد ہو تو وہ اپنے معتَق کے ولاء کا مستحق ہوگا اور اگر عورت ہو تو وہ اپنے معتَق کے ولاء کی مستحق ہوگی اور اگر درجہ ثانی ہو (یعنی معتِق کے عصبات نسبیہ) تو یہاں فقط مردوں کو ولاء ملے گا عورتیں اس کی حق دار نہ ہوں گی مثلاً کوئی شخص مرا اور اس نے کوئی وارث اصحاب الفرائض میں سے نیز عصبات نسبیہ میں سے نہیں چھوڑا، بلکہ اپنے معتِق کا بیٹا اور بیٹی چھوڑی تو اس کا سارا مال معتِق کا بیٹا لے گا اور بیٹی محروم رہے گی۔ اسی طرح اگر میت کے معتِق کے عصبات سببیہ میں سے کچھ مرد اور عورتیں ہیں تو عورتیں محروم ہوں گی اسی اختصار کو تفصیل کرکے اس طرح

بیان کیا جا سکتا ہے کہ عورتوں کو آٹھ صورتوں کے علاوہ کہیں بھی ولاء نہیں ملے گا۔ اور وہ آٹھ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ عورت نے خود کسی کو آزاد کیا ہو اور وہ کچھ مال چھوڑ کر مر جائے اور ذوی الفروض اور عصبہ نسبیہ میں سے کوئی صنف موجود نہ ہو تو یہ عورت اس کی وارث ہوگی۔

❷ کسی عورت نے اپنے غلام کو آزاد کیا اور اس کے آزاد شدہ غلام نے دوسرے غلام کو خرید کر آزاد کر دیا اب اس معتق ثانی کا انتقال ہوتا ہے اور اس کا کوئی وارث اصحاب الفرائض اور عصبات نسبیہ میں سے موجود نہیں ہے اور نہ اس کا اپنا معتق زندہ ہے اور یہ عورت موجود ہے تو ولاء اس عورت کو مل جائے گا۔

❸ عورت نے اپنے غلام کو مکاتب بنایا اور اس نے بدل کتابت ادا کر دی اور آزاد ہو گیا پھر اس کا انتقال ہوا اور اس کا کوئی وارث ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ میں سے نہیں تو یہ عورت جس نے اس کو مکاتب بنایا تھا اس کی وارث ہوگی اور ولاء اس کو مل جائے گا۔

❹ کسی عورت نے اپنے غلام کو مکاتب بنایا اور وہ بدل کتابت اداء کر کے آزاد ہو گیا پھر اس نے ایک غلام خرید کر مکاتب بنایا اور وہ بھی بدل کتابت دے کر آزاد ہو گیا اب اس مکاتب ثانی کا جو فی الحال آزاد ہے انتقال ہوتا ہے اور اس کے معتق کے مکاتبہ کے علاوہ کوئی دوسرا وارث موجود نہیں ہے تو یہی عورت اس کی وارث ہوگی۔

❺ کسی عورت نے اپنے غلام کو مدبر بنایا اور وہ نعوذ باللّٰہ من ذٰلک پھر مرتدہ ہو کر دار الحرب میں چلی گئی قاضی نے اس کے مدبر کے آزاد ہونے کا فیصلہ کر دیا تو وہ آزاد ہو گیا پھر وہ عورت بتوفیق الٰہی مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آگئی اور اب وہ مدبر جس کو قاضی آزاد کر چکا ہے مرتا ہے اور اس کے پاس کچھ مال بھی ہے اور اس کا کوئی وارث ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ میں سے نہیں ہے تو یہی عورت اس کی وارث ہوگی اور ولاء اس کو ملے گا۔

❻ عورت نے اپنے غلام کو مدبر بنایا پھر حسب بیان اوّل اس کے دار الحرب میں چلے جانے کے بعد قاضی نے اس کے مدبر کو آزاد کر دیا اور اس مدبر نے آزاد ہو کر ایک غلام کو خرید کر مدبر بنا دیا اس دوران مدبر اوّل کا انتقال ہو گیا پھر وہ عورت حسب سابق مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آگئی اور اب مدبر اوّل کے انتقال کے بعد مدبر ثانی کا انتقال ہوتا ہے جو اس وقت آزاد ہے اور اس نے کچھ مال چھوڑا اور اس نے کوئی وارث ذوی الفروض اور عصبہ نسبیہ میں سے نہیں چھوڑا تو یہی عورت اس کی وارث ہوگی اور ولاء اس کو ملے گا۔

❼ ایک عورت کے غلام نے اپنی مالکہ کی اجازت سے ایسی عورت سے شادی کی جو فی الحال آزاد ہے مگر پہلے کسی کی باندی تھی، اب ان دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ تو وہ لڑکا آزاد ہوگا کیونکہ بچہ صفتِ حریت میں ماں کے تابع ہوا کرتا ہے تو اگر اس لڑکے کا انتقال ہوا اور اُس وقت اس کا کوئی وارث (اصحاب الفرائض اور عصبہ نسبیہ) میں سے موجود نہیں تو اس کی ماں کے آقا کو اس بچہ کا حق ولاء ملے گا لیکن اسی عرصہ میں اُس عورت نے جس کے غلام کا یہ لڑکا ہے اگر اپنے غلام کو آزاد کر دیا تو اب باپ آزاد ہونے کی وجہ سے وہ حق ولاء جو ماں کے مولیٰ کو مل رہا تھا اپنی طرف کھینچ لے گا اور

اس (باپ) کی عدم موجودگی میں اس کے واسطہ سے یہ حق اس کی معتِقہ کو مل جائے گا چونکہ اس میں بڑی کھینچ تان ہوئی اس لئے اس صورت کا نام معتَق کا جرّ ولاء اور حدیث میں اس کو أوجر ولاء معتقهن (نصب الرایہ ج٤ ص١٥٤) فرمایا گیا ہے۔

❽ ایک عورت نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس آزاد شدہ نے ایک غلام خرید کر اُس کی شادی کر دی کسی کی آزاد کی ہوئی باندی سے، اب ان دونوں سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا ماں کے تابع ہو کر آزاد ہو گیا اور اس کا ولاء حسب سابق اس کی ماں کے معتِق کو ملے گا لیکن اگر اس غلام کے آقا نے اسی عرصہ میں اپنے غلام کو آزاد کر دیا تو پھر یہ حق ولاء ماں کے معتِق کو نہیں ملے گا بلکہ باپ کی طرف منتقل ہو گیا۔ پھر اس کے واسطہ سے باپ کے معتِق کو ملے گا اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اس کے واسطہ سے معتِق کی معتِقہ یعنی اس عورت کو ملے گا اور اس صورت کا نام ہے معتَق کے معتَق کا جرّ ولاء جس کو حدیث میں أو معتق معتقهن فرمایا گیا ہے ان آٹھ صورتوں کے علاوہ عورتوں کے لئے ولاء نہیں۔

اب وابن المعتق میں تقسیم ولاء:

اس تفصیل کو سمجھنے کے بعد اب چلتے ہیں اس بات کی طرف کہ اگر صرف معتِق کا باپ اور بیٹا موجود ہے تو امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ چھٹا حصہ باپ کو ملے گا اور باقی مال بیٹا لے گا جبکہ طرفین رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ کل ولاء بیٹے کو ملے گا اور باپ محروم رہے گا۔

امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ اگر خود معتِق کا باپ اور بیٹا موجود ہوتے تو باپ کو سدس ملتا اور باقی مال بیٹے کو ملتا لہٰذا جب اس نے ولاء کو چھوڑا تو اس کو اسی صورت پر قیاس کرتے ہوئے معتِق کے باپ کو سدس اور بیٹے کو باقی ملے گا کیونکہ ولاء نتیجہ ہے ملک کا لہٰذا اسے ملحق کریں گے حقیقت ملک سے اور نتیجہ ملک (یعنی ولاء) کو حقیقتِ ملک (یعنی مال) کے قائم مقام کیا جائے گا اس لئے ان کے ہاں اگر معتِق کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو باپ کو سدس ملے گا اور باقی بیٹے کو ملے گا بایں صورت۔

مسئلہ ٦ عند ابی یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ
میت

ابن المعتق	اب المعتق
۵	۱

اور طرفین رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ ولاء اگرچہ نتیجہ ہے ملک کا لیکن نہ یہ حقیقتاً مال ہے نہ حکماً جیسے کہ قصاص، کہ اس سے تو کبھی مال (دیت) بطور عوض لیا جاتا ہے مگر ولاء سے مال بطور عوض نہیں لیا جا سکتا اس لئے اس ولاء کو مال پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہو گا اسی طرح اس بات کو بھی سمجھئے کہ مال میں ورثہ کو ان کے حصے بطریق فرضیت ملتے ہیں اور ولاء میں بطریق عصوبت نہ کہ بطریق فرضیت اسی وجہ سے اس میں عورتوں کا حصہ نہیں ہے اور چونکہ عصوبت میں قوت قرابت کا اعتبار ہوتا ہے اور قرابت میں بیٹا قوی ہے اور باپ ضعیف اس لئے جب قوی موجود

ہوتو ضعیف ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا کل ولاء بیٹے کو ملے گا بایں صورت۔

هیئت عند الطرفین کله لابن

ابن المعتق	اب المعتق
کل ولاء	محروم

جیسے کہ اب کی جگہ اگر جد یعنی دادا موجود ہوتو آپ (ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ) کے ہاں بھی کل مال بیٹے کو ملے گا اور جد محروم ہوگا۔ واللہ أعلم

"ومن ملك ذا رحم محرم منه عتق عليه ويكون ولاؤه له بقدر الملك كثلث بنات للكبرىٰ ثلثون ديناراً وللصغرىٰ عشرون ديناراً فأشترتا أباهما بالخمسين ثم مات الأب وترك شيئًا فالثلثان بينهن أثلاثا بالفرض والباقي بين مشتريتى الأب أخماسا بالولاء ثلثة أخماسه للكبرىٰ وخمساه للصغرىٰ وتصح من خمسة وأربعين."

ترجمہ: "اور جو شخص اپنے ذوی الارحام میں سے کسی کا مالک بن جائے تو وہ (مملوک خود بخود) آزاد ہو جائے گا اور مالک کے لئے ولاء بقدر ملکیت ہوگی مثلاً کسی شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور بڑی بیٹی کے پاس تیس دینار اور چھوٹی بیٹی کے پاس بیس دینار ہوں اور یہ دونوں اس پچاس دینار سے اپنے باپ کو (جو کسی کا غلام ہو) خرید لیں پھر اس والد کا انتقال ہو جائے اور کچھ مال چھوڑ جائے تو ترکہ کا دوتہائی تو ان (تینوں بہنوں) میں اثلاثا تقسیم ہوگا بوجہ فرضیت کے اور باقی مال باپ کو خریدنے والی دو بیٹیوں کے درمیان باعتبار ولاء کے اخماسا تقسیم ہوگا تین خمس بڑی بیٹی کو اور دو خمس چھوٹی بیٹی کو ملیں گے اور مسئلہ کی تصحیح پینتالیس سے ہوگی۔"

ذی رحم کی ملکیت: اگر کوئی شخص اپنے ذی رحم محرم کا مالک بن جائے خواہ سبب ملکیت شراء ہو یا میراث بہر صورت وہ ذی محرم آزاد ہوگا اور اس کی ولاء اس معتق کو ملے گی۔ اس مسئلہ کو بیان کرنے سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آزاد شدہ غلام کے ولاء کا حقدار اس کا آزاد کرنے والا ہی ہوتا ہے چاہے وہ معتق اس کو باختیار خود آزاد کرے یا یہ بلا اختیار معتق آزاد ہو جیسے متن میں مذکور صورت میں۔

ذی رحم محرم سے مراد: لغتاً ہر وہ شخص ہے جس سے قریب کا رشتہ ہو اور شریعت میں ذو رحم محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہے جس سے قرابت کا رشتہ بھی ہو اور اس سے نکاح بھی حرام ہو، اس لئے کہ اس میں دو قیدیں ہیں اور دونوں احترازی ہیں پہلی قید ہے رحم جو بمعنی قرابت کے ہے اور دوسری محرم جس کا مطلب ہے وہ رشتہ دار جس سے نکاح حرام ہو لہٰذا آزادی کے لئے ان دونوں شرطوں کا ہونا ضروری ہے اگر یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معدوم ہو تو وہ آزاد نہیں ہوگا مثلاً کسی نے کسی اجنبی شخص کو خریدا تو وہ آزاد نہیں ہوگا اس لئے کہ دونوں شرطیں معدوم ہیں اور اگر مثلاً اپنی سوتیلی ماں کو

خریدا (جس کے ساتھ سوائے اس رشتے کے کوئی اور رشتہ نہ ہو) تو وہ بھی آزاد نہ ہوگی اس لئے کہ اگرچہ محرمیت کی شرط موجود ہے مگر وہ ذورحم نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی اپنے چچا زاد بھائی، بہن یا خالہ زاد بھائی، بہن یا پھوپھی زاد بھائی، بہن یا ماموں زاد بھائی، بہن کو خریدے تو وہ بھی آزاد نہیں ہوں گے کیونکہ ان میں اگرچہ ایک شرط رحمیت کی موجود ہے لیکن یہ محرم نہیں بلکہ آپس میں مناکحت جائز ہے۔

اس کو یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ قرابت اور رشتہ کی تین قسمیں ہیں۔

❶ **قرابت قریبہ:** جیسے قرابت اصول مثلاً باپ دادا وغیرہ اور قرابت فروع جیسے اولاد اور اولاد الاولاد وغیرہ اگر کوئی شخص اپنے ان رشتہ داروں میں سے کسی کا مالک بنے تو یہ بالاتفاق آزاد ہوتے ہیں اس لئے کہ یہ ذی رحم محرم دونوں ہیں۔

❷ **قرابت متوسطہ:** یعنی وہ رشتہ دار جو محارم ہوں مگر اصول وفروع میں سے نہ ہوں جیسے بہن، بھائی، بھتیجے، بھتیجیاں اور چچا، پھوپھیاں، ماموں اور خالائیں وغیرہ یہ رشتہ دار مملوک ہونے کی صورت میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اگرچہ آزاد نہیں ہوتے البتہ احناف کے ہاں آزاد ہوتے ہیں اس لئے کہ دونوں شرطیں موجود ہیں ذی رحم بھی ہیں اور محرم بھی اور اس بارے میں احناف کی دلیل جامع ترمذی وسنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

"عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال من ملك ذا رحمٍ محرمٍ فهو حر"

(ترمذی: ج۲ ص ۱۶۳، ابوداود: ج۲ ص ۵۵۰)

ترجمہ: "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے قریبی رشتہ دار کا مالک بنا وہ (مملوک) اس پر آزاد ہے۔"

❸ **قرابت بعیدہ:** یعنی وہ رشتہ دار جو محرم نہ ہو (یعنی ان سے نکاح شرعاً ممنوع نہ ہو) جیسے اولاد اعمام (چچوں کی اولاد) اولاد عمات (پھوپھیوں کی اولاد) اولاد اخوال واولاد خالات (ماموں اور خالاؤں کی اولاد)۔ ان رشتہ داروں کے بارے میں تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہ آزاد نہیں ہوتے۔

مسئلہ کتاب کی تشریح: ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو مسئلہ ذکر فرمایا ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایک شخص کسی کا غلام ہے اور اس کی تین لڑکیاں ہیں جو ماں کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے آزاد ہیں ان تینوں میں سے دو یعنی بڑی اور چھوٹی بیٹی نے پچاس دینار میں باپ کو خریدا جو مذکورہ بالا قاعدہ کی وجہ سے خریدتے ہیں آزاد ہوا۔ اس خریدنے میں بڑی بیٹی نے تیس دینار اور چھوٹی بیٹی نے بیس دینار دیئے اور درمیانی والی نے کچھ نہیں دیا اب باپ کا انتقال ہوا اور اس نے کچھ ترکہ چھوڑا تو مسئلہ تین سے ہوگا اور تصحیح ۴۵ سے۔ اس طرح کہ تین بیٹیوں کے لئے دو ثلث باعتبار بیٹیاں ہونے کے مقرر ہیں اور پھر بڑی اور چھوٹی بیٹی کی ایک حیثیت معتق کی بھی ہے جس میں بڑی بیٹی کے تین اور چھوٹی بیٹی کے دو حصے ہیں۔ اس لئے کہ مجموعہ رقم جس سے خرید کر باپ آزاد ہوا ہے پچاس دینار ہے جس میں سے تیس بڑی کے اور

بیس چھوٹی کے ہیں اور بیس اور تیس میں توافق بالعشر ہے لہٰذا تیس کا عشر تین اور بیس کا عشر دو لیا جس کا مجموعہ پانچ آتا ہے اور یہ پانچ رؤس شمار کئے جائیں گے عصبات کے، لہٰذا اب مسئلہ یوں حل ہوگا کہ مسئلہ میں چونکہ فرض ایک ہے (ثلثان) اس لئے مسئلہ تین سے ہوگا تین میں سے ثلثان یعنی ۲ تین بیٹیوں کو ملیں گے باعتبار فرضیت کے اور باقی ماندہ ایک بڑی اور چھوٹی بیٹی (جن کے رؤس اعتبار یہ پانچ ہیں) کو ملے گا باعتبار عصوبت کے دونوں فریق پر کسر ہے اور دونوں فریق کے سہام اور رؤس میں نسبت تباین ہے لہٰذا دونوں کے کل رؤس کو محفوظ کر کے ان میں آپس میں نسبت دیکھی وہ بھی تباین ہے لہٰذا ایک عدد رؤس کو ضرب دیا دوسرے میں ۳×۵=۱۵ ہوئے پھر اس پندرہ کو ضرب دیا اصل مسئلہ تین میں ۱۵×۳=۴۵ ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے دو ثلث یعنی تیس تین بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو دس دس باعتبار فرضیت کے اور باقی پندرہ دو بیٹیوں بڑی اور چھوٹی کے رؤس اعتبار یہ پانچ میں باعتبار عصوبت اخماساً تقسیم ہوں گے چونکہ بڑی بیٹی کے تین خمس یعنی $\frac{3}{5}$ تھے اس لئے اسے مابقیہ پندرہ کا $\frac{3}{5}$ یعنی نو اور چھوٹی بیٹی کے دو خمس تھے یعنی $\frac{2}{5}$ اس لئے اسے مابقیہ پندرہ کا $\frac{2}{5}$ یعنی چھ ملے گا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ (۳×۵=۱۵) (۱۵×۳=۴۵) تصـ ۴۵

	بنت کبریٰ	بنت وسطیٰ	بنت صغریٰ
باعتبار فرضیت	۱۰	۱۰	۱۰
باعتبار عصوبت	۹		۶
مجموعہ	۱۹	۱۰	۱۶

باب الحجب

"ألحجب علىٰ نوعين، حجب نقصان وهو حجب عن سهم، إلىٰ سهم وذٰلك لخمسة نفر للزوجين والأم وبنت الإبن والأخت لإب وقدمر بيانه، وحجب حرمان، والورثة فيه فريقان فريق لا يحجبون بحال ألبتة، وهم ستة الإبن والأب والزوج والبنت والأم والزوجة، وفريق يرثون بحال ويحجبون بحال، وهذا مبنيّ علىٰ أصلين أحدهما هو أن كل من يُد لي إلى الميت بشخص لا يرث مع وجود ذٰلك الشخص سوىٰ أولاد الأم فأنهم يرثون معها لإنعدام إستحقاقها جميع التركة، والثانى الأقرب فالاقرب كما ذكرنا فى العصبات، والمحروم لا يحجب عندنا، وعند إبن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه يحجب حجب النقصان، كالكافر والقاتل والرقيق، والمحجوب يحجب بالإتفاق كالإثنين من الإخوة والأخوات فصاعدا من أيّ جهة كانا فإنهما لا يرثان مع الأب ولكن يحجبان الأم من الثلث إلىٰ السدس."

یہ باب ہے حجب کے بیان میں

ترجمہ: ''حجب کی دوقسمیں ہیں:

❶ حجب نقصان اور وہ (صاحب فرض کا) ایک (اونچے) حصے سے دوسرے (کم) حصے کی طرف منتقل ہونا ہے اور یہ پانچ افراد کے لئے ہے ① شوہر ② بیوی ③ ماں ④ پوتی ⑤ علاتی بہن، اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

❷ حجب حرمان: اور اس بارے میں ورثہ کی دوقسمیں ہیں ① وہ ورثہ جو کسی حال میں محجوب نہیں ہوتے اور وہ چھ افراد ہیں ① بیٹا ② باپ ③ شوہر ④ بیٹی ⑤ ماں ⑥ بیوی۔

② وہ ورثہ جو کبھی میراث لیتے ہیں اور کبھی محجوب ہوتے ہیں اور یہ حجب دو اصولوں پر مبنی ہے پہلا (اصل) کہ جو شخص کسی واسطے سے میت کے ساتھ ملتا ہو تو واسطے کہ موجود ہوتے ہوئے وہ شخص محروم ہوگا، سوائے اولاد ام کے کہ وہ ماں کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہوتے ہیں اس لئے کہ ماں پورے ترکہ کی مستحق نہیں بنتی۔ دوسرا (اصل) کہ جو نسب کے اعتبار سے قریب ہو وہ میراث کے اعتبار سے بھی قریب ہوگا جیسے کہ ہم نے عصبات کے بیان میں ذکر کر دیا ہے۔ اور محروم ہمارے (احناف) کے ہاں دوسرے کے لئے حاجب نہیں بن سکتا اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دوسرے کے لئے حاجب بن سکتا ہے حجب نقصان کے ساتھ جیسے کافر اور قاتل اور غلام (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حاجب بنتے ہیں ہمارے ہاں نہیں)۔ اور محجوب (دوسروں کے لئے) بالاتفاق حاجب بنتا ہے۔ جیسے دو یا دو سے زائد بہن بھائی خواہ کسی جانب سے ہو (حقیقی یا علاتی یا اخیافی) وراث نہیں بنتے باپ کے ساتھ لیکن ماں کو محجوب کر دیتے ہیں ثلث سے سدس کی طرف۔''

حجب کا بیان

تشریح: حجب لغت میں منع کرنے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے دربان کو حاجب کہتے ہیں کہ وہ بھی اندر جانے سے روکتا اور منع کرتا ہے، اور اصطلاح شریعت میں کسی ایسے شخص کا دوسرے معیّن وارث کو میت کے کل یا بعض ترکہ سے روکنا جو اس کے ساتھ حصے میں شریک نہیں، کو حجب کہتے ہیں۔

اس تعریف سے حجب اور حرمان میں موجود فرق بھی واضح ہوگیا کہ حرمان سے مراد ہے کسی شخص کو میراث سے روکنا موانع ارث میں سے کسی مانع کی موجودگی کی وجہ سے باوجودیکہ سبب ارث جو قرابت ہے اس میں موجود ہو۔ اور حجب سے مراد ہے کسی شخص کو میراث سے روکنا اس سے زیادہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی کی وجہ سے نہ کہ موانع ارث میں سے کسی مانع کی وجہ سے پھر حجب کی دوقسمیں ہیں۔

❶ حجب نقصان: کہ حاجب کی وجہ سے محجوب کا حصہ گھٹ جائے مثلاً میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں

شوہر کا حصہ نصف اور بیوی کا حصہ ربع ہے اور اگر میت کی اولاد ہو تو شوہر کا حصہ ربع اور بیوی کا حصہ ثمن ہے لہٰذا اولاد حاجب ہے ان کے لئے کہ اولاد کی وجہ سے زوجین کا حصہ گھٹ گیا، اور یہ حجب جن افراد کے لئے ہوتا ہے وہ صرف پانچ ہیں ① شوہر ② بیوی جیسے کہ ابھی بیان ہوا اور ③ ماں کہ ویسے اس کا حصہ ثلث ہے مگر فروع میت میں سے کسی ایک کے نیز دو یا زیادہ بھائی بہنوں کی موجودگی میں اسے سدس ملتا ہے ④ پوتی کہ اس کا حصہ نصف یا ثلثان ہے مگر ایک بیٹی کی موجودگی میں اسے سدس ملے گا ⑤ علاتی بہن کہ اس کا حصہ نصف یا ثلثان ہے مگر ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں اسے سدس ملے گا۔

❷ حجب حرمان: کہ وارث میراث سے بالکل محروم ہو جائے اس حجب سے متعلق وارثوں کی دو قسمیں ہیں۔

① جو کبھی کسی بھی حاجب کے ذریعے محجوب نہیں ہوتے حجبِ حرمان کے ساتھ اور وہ وارثین متن میں مذکور چھ افراد ① باپ ② بیٹا ③ شوہر ④ بیوی ⑤ بیٹی اور ⑥ ماں ہے۔

② جو کبھی تو بالکل محروم ہو جاتے ہیں اور کبھی حاجب نہ ہونے کی وجہ سے وارث بنتے ہیں۔

ان وارثوں کا محروم ہونا دو قاعدوں پر مبنی ہے۔

اوّل: یہ کہ جس وارث کا میت کے ساتھ رشتے میں دوسرے شخص کا واسطہ ہو تو اگر وہ واسطہ خود موجود ہو تو یہ ذوالواسطہ محروم ہوگا مثلاً دادا کا رشتہ میت سے باپ کے واسطے سے ہے لہٰذا باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہوگا البتہ اولادِ ام اس اصول اور قاعدے سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ ماں کی موجودگی میں بھی وارث ہوتے ہیں اور ان کے استثنیٰ کے دو اسباب ہیں ① ماں چونکہ جمیع ترکہ کی مستحق نہیں ہو سکتی اس لئے ② جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ محروم کرنے کے لئے دوسری چیز اتحادِ سبب ہے اور وہ یہاں نہیں اس لئے کہ ماں حصہ لیتی ہے امومیت کی وجہ سے اور اولادِ ام اخوت کی وجہ سے۔

دوسرا: یہ کہ جو رشتے میں قریب ہو وہ میراث میں مقدم ہوتا ہے جیسا کہ عصبات کے باب میں یہ تفصیل سے بیان ہو چکا ہے لہٰذا قریب کے رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار محروم ہوگا۔ مثلاً میت کا بھائی اور بیٹا ہو تو بھائی محروم ہوگا اس لئے کہ بیٹے سے رشتہ زیادہ قریبی ہے۔

پھر ایک اصول اور یاد رکھئے کہ محجوب بالاتفاق حاجب بن سکتا ہے لیکن احناف کے ہاں محروم وارث چونکہ کالعدم تصور کیا جاتا ہے اس لئے وہ کسی دوسرے وارث کے لئے حاجب نہیں بن سکتا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں محروم دوسرے کے لئے حاجب بن سکتا ہے، لیکن حجبِ نقصان کے ساتھ نہ کہ حجب حرمان کے ساتھ مثلاً اگر میت کا ایسا بیٹا موجود ہو جو میراث سے محروم ہو قتل یا رقیت یا کفر کی وجہ سے اور بھائی اور شوہر بھی موجود ہو تو احناف کے ہاں محروم کو کالعدم تصور کرتے ہوئے مال انصافاً تقسیم ہوگا آدھا شوہر کو اور آدھا بھائی کو ملے گا اور بیٹے کی وجہ سے شوہر یا بھائی کے حصے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ عند الاحناف رحمہم اللہ تعالیٰ

زوج	اخ	ابن محروم
۱	۱	محروم

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں یہ بیٹا شوہر کے لئے حاجب بنے گا حجب نقصان کے ساتھ کہ اس کا حصہ نصف سے ربع ہو جائے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴ عند ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زوج	اخ	ابن محروم
۱	۳	محروم

باب مخارج الفروض

"أعلم أنّ الفروض المذكورة فى كتاب اللّٰه تعالٰى نوعان، ألأول، ألنصف والربع والثمن، والثانى، ألثلثان والثلث والسدس على التضعيف والتنصيف، فإذا جاء فى المسائل من هذه الفروض أحاد أحاد فمخرج كل فرض سميّه إلاّ النصف وهو من إثنين، كالربع من أربعة والثمن من ثمانية والثلث من ثلٰثة، وإذا جاء مثنٰى أو ثلٰث وهما من نوع واحدٍ فكل عدد يكون مخرجاً لجزء فذٰلك العدد أيضا يكون مخرجا لضعف ذٰلك الجزء ولضعف ضعفه، كالستة هى مخرج للسدس ولضعفه ولضعف ضعفه، وإذا إختلط النصف من الأول بكل الثانى أو ببعضه فهو من ستة، وإذا إختلط الربع بكل الثانى أو ببعضه فهو من إثنٰى عشر، وإذا إختلط الثمن بكل الثانى أو ببعضه فهو من أربعة وعشرين"

یہ باب ان اعداد کے بیان میں ہے جن سے حصے نکلتے ہیں

ترجمہ: "جان لے کہ قرآن کریم میں مذکورہ حصوں کی دو قسمیں ہیں پہلی (قسم) نصف، ربع اور ثمن ہے دوسری (قسم) ثلثان، ثلث اور سدس ہے تضعیف اور تنصیف کے طور پر (یعنی اگر اوپر کے جانب سے ان حصوں کو لیا جائے تو ہر ایک دگنا ہے دوسرے سے مثلاً نصف دگنا ہے ربع کا ربع دگنا ہے ثمن کا۔ اور ثلثان دگنا ہے ثلث کا جبکہ ثلث دگنا ہے سدس کا۔ اور اگر نیچے کی جانب سے لیا جائے تو ہر ایک آدھا ہے دوسرے کا مثلاً سدس آدھا ہے ثلث کا ثلث آدھا ہے ثلثان کا اور ثمن آدھا ہے ربع کا ربع آدھا ہے نصف کا) پس جب مسائل میں مذکورہ چھ حصوں میں سے ایک ایک حصہ آجائے تو ہر فرض کا مخرج اس کا ہمنام ہوگا سوائے نصف کے کہ اس کا مخرج دو ہے (مثلاً مسئلہ میں

صرف) ربع ہوتو اربعہ (چار) سے اور ثمن ہوتو ثمانیہ (آٹھ) سے اور ثلث ہوتو ثلثہ (تین) سے مخرج ہوگا۔ اور جب مسائل میں دو یا تین (فرض) آجائیں اور دونوں (یا سب) ایک ہی نوع سے ہوں تو جو عدد ایک جزء کا مخرج ہوگا وہی عدد اس جزء کے دگنے اور دگنے کے دگنے کا مخرج ہوگا جیسے چھ یہ مخرج ہے سدس کا اور سدس کے دگنے (ثلث) کا اور ثلث کے دگنے (ثلثان) کا۔ اور جب نوع اوّل میں سے نصف مل جائے کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ چھ سے ہوگا اور جب (نوع اوّل میں سے) ربع کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ مل جائے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا اور جب (نوع اوّل میں سے) ثمن کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ مل جائے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔"

مسئلہ بنانے کا طریقہ

تشریح: اگر میت کے زندہ ورثہ میں سے کوئی ذی فرض (صاحب حصۂ مقررہ) موجود نہ ہو بلکہ سب عصبہ ہوں تو مخرج ان کا عدد روٗس ہوگا جب کہ صرف مرد ہوں اور اگر مرد وعورت دونوں ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر شمار کریں گے اور ان کا جو مجموعہ عدد روٗس ہوگا وہ ہی مخرج ہوگا مثلاً ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو چونکہ بیٹے کو دگنا ملتا ہے بیٹی سے اس لئے بیٹا دو بیٹیوں کے برابر ہوا تو کل روٗس اعتبار یہ تین ہوئے دو بیٹے کے ایک بیٹی کا لہٰذا مسئلہ تین سے ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

ابن	بنت
۲	۱

باقی مخارج کی تفصیل ہم شروع میں "تخریج مسئلہ اور تصحیح کے قواعد" کے عنوان سے پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں مزید تشریح کی ضرورت نہیں وہیں پر ملاحظہ فرمائیں۔

باب العول

"ألعول أن يزاد علٰى المخرج شيء من أجزائه إذا ضاق عن فرض، إعلم أنّ مجموع المخارج سبعة، أربعة منها لا تعولٰ وهي الإثنان والثلثة والأربعة والثمانية، وثلثة منها قد تعول، أمّا الستة فإنها تعول إلٰى عشرة وترا وشفعا، وأمّا إثنا عشر فهي تعول إلٰى سبعة عشر وتراً لا شفعاً، وأمّا اربعة وعشرون فإنها تعول إلٰى سبعة وعشرين عولا واحدا كما في المسئلة المنبريّة وهي إمرأة وبنتان وأبوان، ولا يزاد علٰى هذا إلا عند إبن مسعود رضي اللّٰه تعالٰى عنه فإن عنده تعول إلٰى إحدىٰ وثلثين.

یہ باب ہے مخرج کے تنگ ہونے کے بیان میں

ترجمہ: ”عول یہ ہے کہ مخرج پر اس کے اجزاء (اعداد) میں سے کوئی چیز زائد کی جائے جب کہ مخرج حصص سے تنگ ہو جائے۔ جان لو کہ کل مخارج سات ہیں ان میں سے چار عول نہیں کرتے اور وہ دو، تین، چار، اور آٹھ ہیں اور تین مخارج عول کرتے ہیں (اور وہ چھ، بارہ اور چوبیس ہیں) رہا چھ تو وہ عول کرتا ہے دس تک وتراً (طاق) اور شفعاً (جفت) بھی، اور بارہ عول کرتا ہے سترہ تک صرف طاق نہ کہ جفت، اور چوبیس عول کرتا ہے ستائیس تک ایک ہی مرتبہ میں جیسے کہ مسئلہ ممبریہ میں، اور وہ یہ کہ ایک بیوی دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں۔ اور ستائیس سے زیادہ عول نہیں ہوتا مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں کہ ان کے نزدیک (چوبیس) کا عول اکتیس تک ہوتا ہے۔“

عول کا بیان

تشریح: عول لغت میں میلان اور جھکاؤ کو کہتے ہیں۔

جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ (سورة النساء: آیت ۳)

ترجمہ: ”اس میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔“

اور رفع اور بلندی کے معنی میں بھی آتا ہے جسے کہا جاتا ہے عال المیزان ترازو اونچا ہو گیا جب اس کا پلڑا اٹھ جائے اور مسئلہ عائلہ کو بھی عائلہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حصص اپنے اصل مسئلہ سے بلند ہو جاتے ہیں۔

اور اصطلاح شرع میں حصوں کا اپنے مسئلے کے مخرج سے زیادہ ہونے کو عول کہتے ہیں۔

جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مسائل کی تخریج کے لئے کچھ ضابطے اور قوانین مقرر ہیں جن سے مسائل کی تخریج کی جاتی ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس ضابطہ اور قانون کے مطابق مسئلہ کی تخریج کر دی گئی مگر مسئلہ ٹھیک نہیں بنتا کبھی حصے مخرج سے بڑھ جاتے ہیں تو کبھی مخرج حصوں سے بڑھ جاتا ہے، ایسی صورت میں کچھ ایسے ضابطوں کی ضرورت تھی جو ان حالات میں رہنمائی کرے اس لئے کچھ ضابطے مقرر کئے گئے۔

تو مخرج کی کمی کو پورا کرنے کے لئے جو ضابطے ہیں اسے عول اور اس مسئلہ کو مسئلہ عائلہ کہتے ہیں اور مخرج کی زیادتی کو درست کرنے کے لئے جو ضابطے ہیں انہیں رد اور اس مسئلہ کو مسئلہ قاصرہ کہتے ہیں۔

عول کے حکم پر سب سے پہلے عمل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ کے دور خلافت میں ایک مسئلہ پیش آیا کہ میراث میں شوہر، ماں اور حقیقی بہن جمع ہوئیں تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”أعیلوا الفرائض“ حصے بڑھا دو، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی پر فیصلہ فرمایا اور سب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس سے اتفاق کیا۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۱۰ ص ۷۸۲۰)

C8

عول اور عدم عول والے مخارج:

جیسا کہ آپ جان چکے ہیں کہ کل مخارج سات ہیں اس لئے کہ مقرر حصے کتاب اللہ میں چھ ہیں اور ان کے مستحقین کی دو حالتیں ہیں ① انفرادی ② اجتماعی۔ حالت انفرادی کے پانچ مخارج ہیں ① نصف ہوتو اثنین ② ربع ہوتو اربعہ ③ ثمن ہوتو ثمانیہ ④ ثلث یا ثلثان ہوتو ثلاثہ ⑤ سدس ہوتو ستہ۔

حالت اجتماعی کی بھی دو قسمیں ہیں: ① یا اجتماع حصص ایک نوع سے ہوگا تو اس میں جو بڑا ہو وہی مخرج ہوگا ② یا اجتماع دونوں انواع کے حصص میں ہوگا تو اس کے تین مخارج ہیں ① اگر نصف کا اجتماع ہو کل نوع ثانی یا بعض نوع ثانی کے ساتھ تو چھ (چونکہ یہ مخرج انفرادی والی صورت میں آچکا ہے اس لئے اسے الگ شمار نہیں کیا) ② اگر ربع کا اجتماع ہو کل یا بعض نوع ثانی سے تو بارہ ③ اگر ثمن کا اجتماع ہو کل یا بعض نوع ثانی سے تو چوبیس مخرج ہوگا۔

ان سات مخارج میں سے ابتدائی چار میں عول نہیں ہوتا اس لئے کہ جو فروض ان کے ساتھ وابستہ ہیں یا تو مخرج ان پر بالکل پورا ہوگا یا کچھ مال باقی رہے گا لہٰذا عول کی ضرورت نہیں۔

البتہ بعد کے تین مخارج یعنی چھ، بارہ اور چوبیس میں کبھی کبھی عول ہوتا ہے چھ میں عول ہوتا ہے دس تک کبھی طاق کبھی جفت جیسے مندرجہ ذیل صورتوں میں۔

میت — مسئلہ ۶ — ع ۷

زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ
۳	۲	۲

میت — مسئلہ ۶ — ع ۸

زوج	اخت علاتیہ	اخت علاتیہ	ام
۳	۲	۲	۱

میت — مسئلہ ۶ — ع ۹

زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	اخت اخیافیہ
۳	۲	۲	۱	۱

میت — مسئلہ ۶ — ع ۱۰

زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	اخت اخیافیہ	ام
۳	۲	۲	۱	۱	۱

بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے صرف طاق طاق جیسے مندرجہ ذیل صوتوں میں

میت مسئلہ۱۲ ع۱۳

زوجہ	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	ام
۳	۴	۴	۲

میت مسئلہ۱۲ ع۱۵

زوجہ	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	ام
۳	۴	۴	۲	۲

میت مسئلہ۱۲ ع۱۷

زوجہ	ام	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	اخت اخیافیہ
۳	۲	۴	۴	۲	۲

اور چوبیس کا عول صرف ایک مرتبہ میں ہی ستائیس تک ہوتا ہے جیسے مسئلہ ممبریہ میں (نصب الرایۃ نے بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ کسی نے یہ مسئلہ پوچھا آپ نے فوراً جواب دیا اور دوبارہ خطبہ پڑھنے لگے تو سائل نے ازراہ تعجب کہا کہ زوجہ کو ثمن چاہئے اس میں ثمن کہاں ہے آپ نے ارشاد فرمایا "صار ثمنها تسعا" یعنی بیوی کا حصہ آٹھویں سے نواں ہوا چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ممبر پر اس مسئلہ کا جواب عنایت فرمایا اس لئے اس مسئلہ کو ممبریہ کہا جانے لگا) بایں صورت۔

میت مسئلہ۲۴ ع۲۷

زوجہ	بنت	بنت	ام	اب
۳	۸	۸	۴	۴

البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چوبیس کا عول اکتیس تک ہوتا ہے بایں صورت۔

میت مسئلہ۲۴ ع۳۱

زوجہ	ام	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	اخت اخیافیہ	ابن رقیق
۳	۴	۸	۸	۴	۴	محروم

یہ اس لئے کہ جیسا کہ حجب کے بیان میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اگرچہ جو خود محروم ہو لیکن وہ دوسرے کو محجوب کرتا ہے حجبِ نقصان کے ساتھ تو یہاں غلام بیٹا اگرچہ خود محروم ہے مگر اس نے زوجہ کو محجوب کیا ہے ربع سے ثمن کی طرف اور قاعدے کی رو سے ثمن جب جمع ہو کل یا بعض نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ ۲۴ سے ہوتا ہے تو پھر عول ۳۱ سے کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

لیکن جمہور آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں چونکہ محروم دوسرے کے لئے حاجب نہیں ہوتا اس لئے بیوی کو ربع ہی ملے گا اور ربع جب جمع ہو کل یا بعض نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ ۱۲ سے ہوتا ہے لہٰذا صورت مذکورہ میں دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مسئلہ بارہ سے ہوگا اور عول ہوگا سترہ کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷

زوجہ	ام	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخت اخیافیہ	اخت اخیافیہ	ابن رقیق
۳	۲	۴	۴	۲	۲	محروم

فصلٌ فی معرفة التماثل والتداخل والتوافق والتباين بين العددين

"تماثل العددين كون أحدهما مساوياً للآخر، وتداخل العددين المختلفين أن يعد أقلهما الأكثر أى يفنيه، أو نقول هو أن يكون اكثر العددين منقسما علٰى الأقل قسمة صحيحة، أو نقول هو أن يزيد علٰى الأقل مثله أو أمثاله فيساوى الأكثر، أو نقول هو أن يكون الأقل جزءً للأكثر، مثل ثلٰثة وتسعة، وتوافق العددين أن لا يعد أقلهما الأكثر ولٰكن يعدهما عدد ثالث، كالثمانية مع العشرين تعدهما أربعة فهمّا متوافقان بالربع لأن العدد العاد لهما مخرج لجزء الوفق، وتباين العددين أن لا يعد العددين معاً عدد ثالث، كالتسعة مع العشرة، وطريق معرفة الموافقة والمباينة بين العددين المختلفين أن ينقص من الأكثر بمقدار الأقل من الجانبين مرةً أو مراراً حتى إتفقا فى درجة واحدة، فإن إتفقا فى واحد فلا وفق بينهما وإن إتفقا فى عدد فهما متوافقان بذٰلك العدد ففى الإثنين بالنصف وفى الثلٰثة بالثلث وفى الأربعة بالربع هكذا إلٰى العشرة، وفى ماوراء العشرة يتوافقان بجزء منه أعنى فى أحد عشر بجزء من أحد عشر وفى خمسة عشر بجزء من خمسة عشر فأعتبر هذا."

فصل: دو عددوں کے درمیان نسبت، تماثل، تداخل، توافق اور تباین کے پہچاننے کے بیان میں

ترجمہ: "تماثل عددین کے معنی دو عددوں کا مساوی (برابر) ہونا اور دو مختلف عددوں کے متداخل ہونے کا مطلب دونوں میں سے چھوٹے عدد کا بڑے عدد کو ختم کر دینا ہے یا یوں کہیں گے کہ بڑے عدد کا چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہونا یا یوں کہیں گے کہ (تداخل کا مطلب) چھوٹے عدد پر اس کے ایک مثل یا کئی امثالوں کا بڑھ جانا تا کہ چھوٹا

عدد بڑے عدد کے برابر ہو جائے یا یوں کہیں گے کہ چھوٹا عدد جزء ہو بڑے عدد کا جیسے تین اور نو (کہ تین جز ہے نو کا) اور توافق عددین کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو ختم نہ کرتا ہو لیکن تیسرا عدد ان دونوں کو ختم کرتا ہو جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونوں کو چار پورا پورا ختم کرتا ہے پس ان دونوں میں توافق بالربع ہے اس لئے کہ ان دونوں کو ختم کرنے والا عدد (عاد اعظم) جزء وفق کا مخرج ہے۔ اور تباین عددین کا مطلب یہ ہے کہ دو عدد ایک ساتھ تیسرے عدد سے ختم نہ ہوتے ہوں جیسے نو اور دس۔

اور دو مختلف عددوں میں نسبت توافق اور تباین پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ عددِ اکثر سے عددِ اقل کو دو جانبوں سے ایک بار یا بار بار گھٹایا جائے یہاں تک کہ دونوں کسی عدد میں متفق ہو جائیں پس اگر دونوں ''ایک'' میں متفق ہو جائیں تو دونوں کے مابین وفق نہیں اور اگر دونوں (ایک کے سواء) کسی عدد میں متفق ہو جائیں تو دونوں اسی عدد کے ساتھ متوافق ہیں پس دو میں (اگر وہ متفقہ عدد دو ہے) توافق بالنصف اور تین میں توافق بالثلث اور چار میں توافق بالربع ہے اسی طرح دس تک اور دس کے بعد میں اس عدد کہ ایک جزء کے ساتھ موافق ہوں گے یعنی گیارہ میں توافق بجزء احد عشر اور پندرہ میں توافق بجزء من خمسۃ عشر پس اسی طرح قیاس کرتے جاؤ''

تشریح: اس فصل کی تفصیل ہم ابتداء میں ''نسبت اربعہ'' کے عنوان سے بیان کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ مزید تفصیل کی امید ہے ضرورت نہ ہوگی۔

باب التصحيح

"يحتاج فى تصحيح المسائل إلٰى سبعة أصول، ثلٰثة بين السهام والرؤس، وأربعة بين الرؤس والرؤس، أما الثلٰثة فأحدها إن كانت سهام كل فريق منقسمة عليهم بلا كسر فلا حاجة إلٰى الضرب كأبوين وبنتين، والثانى أن إنكسر علٰى طائفة واحدة ولٰكن بين سهامهم ورؤسهم موافقة فيضرب وفق عدد رؤس من إنكسرت عليهم السهام فى أصل المسألة وعولها إن كانت عائلة كأبوين وعشر بنات أو زوج وأبوين وست بنات، والثالث أن لا تكون بين سهامهم ورؤسهم موافقة فيضرب كل عدد رؤس من إنكسرت عليهم السهام فى أصل المسألة وعولها إن كانت عائلة كأب وأم وخمس بنات أو زوج وخمس أخوات لأب وأم، وأما الأربعة فأحدها أن يكون الكسر علٰى طائفتين أو أكثر ولٰكن بين أعداد رؤسهم مماثلة فالحكم فيها أن يضرب أحد الأعداد فى أصل المسألة مثل ست بنات وثلٰث جدات وثلٰثة أعمام، والثانى أن يكون بعض الأعداد متداخلا فى البعض، فالحكم فيها أن يضرب أكثر الأعداد فى أصل المسألة مثل أربع زوجات وثلٰث جدات وإثنٰى عشر عما، والثالث أن يوافق

بعض الأعداد بعضا، فالحكم فيها أن يضرب وفق أحد الأعداد في جميع الثاني ثم ما بلغ في وفق الثالث إن وافق المبلغ الثالث وإلاّ فالمبلغ في جميع الثالث ثم المبلغ في الرابع كذلك ثم المبلغ في أصل المسألة كأربع زوجات وثماني عشر بنتا وخمس عشرة جدة وستة أعمام، والرابع أن تكون الأعداد متبائنة لا يوافق بعضها بعضاً فالحكم فيها أن يضرب أحد الأعداد في جميع الثاني ثم ما بلغ في جميع الثالث ثم ما بلغ في جميع الرابع ثم ما إجتمع في أصل المسألة كإمرأتين وست جدات وعشر بنات وسبعة أعمام."

یہ باب ہے تصحیح مسائل کے بیان میں

ترجمہ: ''مسائل کی تصحیح میں سات اصولوں کی ضرورت ہے، تین تو حصوں اور حصے والوں کے درمیان ہیں اور چار رؤس ورؤس (حصے والے دو فریقوں کے) درمیان ہیں، بہر حال ان (پہلے والے) تین میں سے ایک یہ ہے کہ اگر ہر فرقے کا حصہ ان پر بلا کسر برابر برابر تقسیم ہوتا ہو تو کسی ضرب دینے کی ضرورت نہیں جیسے ماں باپ اور دو بیٹیاں۔

دوسرا (اصل یہ ہے) کہ کسی ایک فریق پر کسر پڑتی ہو لیکن ان کے حصے اور عدد رؤس میں توافق ہو تو ضرب دی جائے گی ان کے وفقِ عدد رؤس کو جن پر کسر ہے اصل مسئلہ میں یا عولِ مسئلہ میں بصورت عول کے جیسے ماں باپ اور دس بیٹیاں یا شوہر، ماں باپ اور چھ بیٹیاں۔

اور تیسرا (اصل یہ ہے) کہ حصوں والوں کی تعداد اور ان کے حصوں میں موافقت نہ ہو (بلکہ تباین ہو) تو جن پر کسر ہے ان کے کل عدد رؤس کو ضرب دی جائے گی اصل مسئلہ یا اس کے عول میں بصورت عول کے جیسے ماں باپ اور پانچ بیٹیاں، یا شوہر اور پانچ حقیقی بہنیں۔

رہے (وہ باقی) چار اصول تو ان میں ایک یہ ہے کہ کسر دو یا دو سے زائد فریقوں پر ہو لیکن ان کے اعداد رؤس میں مماثلت ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کسی ایک عدد کو (ان اعداد متماثلہ میں سے) ضرب دی جائے گی۔ اصل مسئلہ میں جیسے چھ بیٹیاں، تین جدات اور تین چچا۔

اور دوسرا (اصل یہ ہے) کہ (جن فریق پر کسر ہے ان کے) بعض اعداد بعض میں متداخل ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ بڑے عدد کو ضرب دی جائے گی اصل مسئلہ میں جیسے چار بیویاں تین جدات اور بارہ چچا۔

اور تیسرا (اصل یہ ہے) کہ (جن فریق پر کسر ہے ان کے) بعض اعداد بعض کے ساتھ موافق ہوں (یعنی آپس میں نسبت توافق ہو) تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایک عدد کے وفق کو ضرب دی جائے گی دوسرے عدد کے کل میں پھر جو حاصلِ ضرب ہو اس کو ضرب دی جائے گی تیسرے عدد کے وفق میں اگر حاصلِ ضرب اور تیسرے عدد میں نسبت توافق

ہو ورنہ حاصلِ ضرب کو ضرب دی جائے گی کل عددِ ثالث میں پھر جو حاصلِ ضرب ہو اسے ضرب دی جائے گی عددِ رابع میں اسی طرح پھر جو حاصل ہو اسے (ضرب دی جائے گی) اصل مسئلہ میں جیسے چار بیویاں، اٹھارہ بیٹیاں، پندرہ جدات اور چھ چچا۔

اور چوتھا (اصل یہ ہے) کہ مابین اعداد نسبت تباین ہو کہ ایک دوسرے کے موافق نہ ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ ضرب دی جائے گی ان اعداد میں سے ایک کو دوسرے عدد کے کل میں جو حاصلِ ضرب ہو اس کو تیسرے عدد کے کل میں پھر جو حاصل ہو اسے ضرب دی جائے گی چوتھے عدد کے کل میں پھر جو حاصل ہو اسے اصل مسئلہ میں جیسے دو بیویاں، چھ جدات، دس بیٹیاں اور سات چچا۔''

تصحیح کا باب

تشریح: تصحیح کے قواعد کو ہم پوری تفصیل کے ساتھ ابتداء میں ''تخریج مسئلہ اور تصحیح کے قواعد'' کے عنوان سے ذکر کر چکے ہیں وہیں ملاحظہ فرمالیا جائے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ چونکہ وہاں ہم نے مثالوں کو اجمالاً ذکر کیا تھا اس لئے یہاں ہم مثالوں کی تشریح و تفصیل بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

صاحبِ سراجی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے تصحیح کے سات اصول یا قواعد بیان فرمائے ہیں جن میں سے تین اصول سہام اور رؤس (یعنی حصص اور مستحقینِ حصص) کے درمیان ہیں اور چار اصول رؤس اور رؤس کے درمیان (کما مر) پھر مصنف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے ہر ایک کی ایک مثال غیر عائلہ اور ایک مثال عائلہ بیان کی ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

قاعدہ نمبر ① کی مثال: جب کسر، کسی فریق پر نہ پڑے اور اس کی تفصیل۔

جیسے میت نے ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ سدس اور ثلثان جمع ہے لہٰذا عدد اکثر کا اعتبار ہوگا جو چھ ہے۔ چار ملے گا بیٹیوں کو اور ایک ایک ماں باپ کو بایں صورت۔

قاعدہ نمبر ② کی مسئلہ غیر عائلہ کی مثال کی تفصیل: اگر میت ماں باپ اور دس بیٹیاں چھوڑے تو مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ ثلثان اور سدس جمع ہے چھ میں سے ثلثان یعنی چار بیٹیوں کے لئے ہے اور ان پر کسر ہے اور چار اور دس میں نسبت توافق ہے۔ لہٰذا بمطابق قاعدہ کے جن پر کسر ہے (یعنی بیٹیوں) کے نصف رؤس پانچ کو ضرب دو اصل مسئلہ میں جو ۵×۶=۳۰ ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے ماں باپ میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ اور دس بیٹیوں کو

بیس ہر ایک کو دو دو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۵×۶=۳۰) تصـ۳۰

	عشرۃ بنات	ام	اب
اصل مسئلہ سے	۴	۱	۱
تصحیح مسئلہ سے	۲۰	۵	۵

مسئلہ عائلہ کی مثال: جیسے میت نے شوہر، ماں، باپ اور چھ بیٹیاں چھوڑیں تو مسئلہ بارہ سے ہوگا اس لئے کہ نوع اوّل میں سے ربع، بعض نوع ثانی کے ساتھ جمع ہے۔ بارہ میں سے تین شوہر کو جبکہ دو دو ماں باپ کو اور آٹھ چھ بیٹیوں کو ملیں گے لہٰذا عول ہوا پندرہ کی طرف، پھر ان بیٹیوں پر کسر ہے اور مابین رؤس اور سہام کے نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا بمطابق قاعدہ نصف عدد رؤس کو جن پر کسر ہے ضرب دو مسئلہ عائلہ سے جو ۳×۱۵=۴۵ ہوئے یہی تصحیح ہے۔ شوہر کو چونکہ اصل مسئلہ میں سے تین تھے لہٰذا تین کو مضروب مسئلہ تین سے ضرب دینے سے نو حاصل ہوئے وہ شوہر کو، اور اس طرح اصل مسئلہ کے حصے کو مضروب مسئلہ سے ضرب دیتے ہوئے چھ چھ ماں باپ کو اور چوبیس بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو چار چار بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۲ عـ۱۵ (۳×۱۵=۴۵) تصـ۴۵

	زوج	ستہ بنات	ام	اب
اصل مسئلہ سے	۳	۸	۲	۲
تصحیح مسئلہ سے	۹	۲۴	۶	۶

قاعدہ نمبر ③ کے مسئلہ غیر عائلہ کی مثال کی تفصیل:

جیسے کسی میت نے ماں باپ اور پانچ بیٹیاں چھوڑیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا۔ ایک باپ کو ایک ماں کو اور باقی دو ثلث پانچ بیٹیوں کو ملیں گے ان پر کسر ہے اور مابین رؤس اور سہام نسبت تباین ہے لہٰذا بمطابق قاعدہ کل رؤس (پانچ) جن پر کسر ہے کو ضرب دو اصل مسئلہ چھ میں ۵×۶=۳۰ ہوئے یہی تصحیح ہے اسی میں سے ماں باپ میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ اور پانچ بیٹیوں کو بیس یعنی ہر ایک کو چار چار ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۵×۶=۳۰) تصـ۳۰

	ام	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	اب
اصل مسئلہ سے	۱			۴			۱
تصحیح مسئلہ سے	۵	۴	۴	۴	۴	۴	۵

مسئلہ عائلہ کی مثال کی تفصیل:

جیسے کسی میت نے شوہر اور پانچ حقیقی بہنیں چھوڑیں تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا۔ چھ میں سے نصف یعنی تین شوہر کو

اور دو ثلث یعنی چار پانچ بہنوں کو ملیں گے لہٰذا عول ہوا سات کی طرف بہنوں پر کسر ہے اور مابین رؤس پانچ اور سہام چار میں نسبت تباین ہے لہٰذا بمطابق قاعدہ کل رؤس منکسرہ علیھم السھام پانچ کو ضرب دیا مسئلہ عائلہ سات میں جو ۵×۷=۳۵ ہوئے یہی تصحیح ہے شوہر کے لئے اصل مسئلہ میں سے چونکہ تین تھے لہٰذا تین کو ضرب دیا مضروب مسئلہ پانچ سے پندرہ ہوئے وہ اس کو ملے اور بہنوں کے لئے اصل مسئلہ سے چار تھے جب چار کو ضرب دیا مضروب مسئلہ پانچ سے تو بیس ہوئے وہ ان کو ملے ہر ایک کو چار چار۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عے ۷ (۵×۷=۳۵) تص ۳۵

	زوج	اخت	اخت	اخت	اخت	اخت
اصل مسئلہ سے	۳			۴		
تصحیح مسئلہ سے	۱۵	۴	۴	۴	۴	۴

نوٹ: یہاں تک ان قواعد کی مثالوں کا بیان تھا جو سہام اور رؤس کے مابین ہیں آگے ان چار قواعد کے مثالوں کا بیان ہے جو رؤس اور رؤس کے درمیان ہیں۔

قاعدہ نمبر ① کی مثال کی وضاحت: جیسے کسی میت نے تین جدات، چھ بیٹیاں اور تین چچا چھوڑے تو مسئلہ چھ سے ہوگا تین جدات کو ایک ملے گا ان پر کسر ہے مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس تین محفوظ کر لئے اور چھ بیٹیوں کو چار ملیں گے ان پر بھی کسر ہے اور ان کے مابین رؤس وسہام نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا نصف عدد رؤس یعنی تین محفوظ کر لئے اور تین چچوں کو ایک ملے گا ان پر بھی کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس یعنی تین محفوظ کر لئے اب جب ان اعداد رؤس محفوظہ، تین، تین اور تین میں آپس میں نسبت دیکھی تو وہ تماثل ہے لہٰذا ان میں سے کسی ایک کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ میں تو ۳×۶=۱۸ ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے جدات کو تین یعنی ہر ایک کو ایک ایک اور چھ بیٹیوں کو بارہ یعنی ہر ایک کو دو، دو اور چچوں کو تین یعنی ہر ایک کو ایک ایک ملے گا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۳×۶=۱۸) تص ۱۸

	ستہ بنات	ثلاثہ جدات	ثلاثہ اعمام
اصل مسئلہ سے	۴	۱	۱
تصحیح مسئلہ سے	۱۲	۳	۳

قاعدہ نمبر ② کی مثال کی وضاحت:

جیسے کسی میت نے چار بیویاں، تین جدات اور بارہ چچا چھوڑے ہوں تو مسئلہ بارہ سے ہوگا۔ بارہ میں سے ربع یعنی تین چار بیویوں کو ملے گا ان پر کسر ہے اور ان کے رؤس اور سہام کے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل عدد

رؤس چار کو محفوظ کر لیا، اور تین جدات کو بارہ میں سے سدس یعنی دو ملیں گے ان پر بھی کسر ہے اوان کے رؤس اور سہام کے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے بھی کل عدد رؤس تین محفوظ کر لئے پھر بارہ چچوں کو باقی ماندہ سات ملیں گے بطور عصوبت کے ان پر بھی کسر ہے اور ان کے رؤس وسہام کے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے بھی کل عدد رؤس کو محفوظ کر لیا۔ پھر نسبت دیکھی مابین رؤس ورؤس کے یعنی چار، تین اور بارہ میں تو وہ تداخل ہے لہٰذا ان میں سے بڑے عدد بارہ کو ضرب دیا اصل مسئلہ بارہ سے تو حاصل ۱۲×۱۲=۱۴۴ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اس میں سے ۳۶ بیویوں کو ملیں گے اس لئے کہ اصل مسئلہ میں ان کے تین تھے اور تین کو مضروب مسئلہ بارہ میں ضرب دینے سے ۳۶ بنتے ہیں اسی طرح تین جدات کو ۲۴ ملیں گے ہر ایک کو آٹھ آٹھ اور بارہ چچوں کو ۸۴ ملیں گے ہر ایک کو سات سات بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۲ (۱۲×۱۲=۱۴۴) تصـ ۱۴۴

	زوجات ۴	جدات ۳	اعمام ۱۲
اصل مسئلہ سے	۳	۲	۷
تصحیح مسئلہ سے	۳۶	۲۴	۸۴

قاعدہ نمبر ③ کی مثال کی وضاحت:

جیسے کسی میت کی چار بیویاں، اٹھارہ بیٹیاں، پندرہ جدات اور چھ چچا رہ جائیں تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔ ثمن یعنی ۳ بیویوں کو ملیں گے ان پر کسر ہے اور ان کے رؤس وسہام کے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس یعنی چار کو محفوظ کر لیا ثلثان یعنی ۱۶ بیٹیوں کو ملیں گے ان پر بھی کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا نصف عدد رؤس یعنی نو محفوظ کیے سدس یعنی ۴ جدات کو ملیں گے ان پر بھی کسر ہے اور مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے اس لئے کل عدد رؤس پندرہ محفوظ کیے اور چچوں کو باقی ماندہ ایک ملا ان پر بھی کسر ہے اور مابین رؤس وسہم نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس یعنی چھ کو محفوظ کیا۔ اب نسبت دیکھی رؤس ورؤس یعنی چار، چھ، نو، اور پندرہ میں تو چار اور چھ میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ایک کے نصف کو ضرب دیا دوسرے کے کل سے ۳×۴=۱۲ ہوئے پھر اس حاصل بارہ اور نو میں نسبت دیکھی تو وہ توافق بالثلث ہے اس لئے ایک کے ثلث کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا ۳×۱۲=۳۶ ہوئے پھر اس حاصل چھتیس اور پندرہ میں نسبت دیکھی وہ بھی توافق بالثلث ہے لہٰذا ایک کے ثلث کو دوسرے کے کل سے ضرب دیا ۵×۳۶=۱۸۰ ہوئے پھر اس ۱۸۰ کو ضرب دیا اصل مسئلہ ۲۴ میں ۱۸۰×۲۴=۴۳۲۰ ہوئے اور یہی تصحیح ہے۔ چونکہ بیوی کے تین حصے تھے اصل مسئلہ میں سے لہٰذا اسے مضروب مسئلہ ۱۸۰ سے ضرب دینے سے ۳×۱۸۰=۵۴۰ ہوئے یہ بیویوں کو ملیں گے ہر ایک کو ۱۳۵، بیٹیوں کے لئے سولہ تھے اس کو مضروب مسئلہ ۱۸۰ سے ضرب دینے سے ۱۶×۱۸۰=۲۸۸۰ ہوئے ہر ایک کو ۱۶۰ ملیں گے جدات کے چار حصے تھے چار کو مضروب مسئلہ میں ضرب سے ۴×۱۸۰=۷۲۰ ہوئے ہر ایک کو اڑتالیس ملیں گے چھ چچوں کا ایک تھا اس کو مضرب مسئلہ سے ضرب دینے سے ۱۸۰ ہوئے ہر ایک کو تیس تیس ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ۲۴ (۶×۲=۱۲) (۳×۱۲=۳۶) (۵×۳۶=۱۸۰) (۱۸۰×۲۴=۴۳۲۰) تص ۴۳۲۰

	زوجات۴	بنات۱۸	جدات۱۵	اعمام۶
اصل مسئلہ سے	۳	۱۶	۴	۱
تصحیح مسئلہ سے	۵۴۰	۲۸۸۰	۷۲۰	۱۸۰
ہر فرد کا حصہ	۱۳۵	۱۶۰	۴۸	۳۰

قاعدہ نمبر ④ کی مثال کی وضاحت:

جیسے دو بیویاں، چھ جدات، دس بیٹیاں اور سات چچارہ جائیں تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔ ثمن یعنی تین حصے بیویوں کو ملیں گے ان پر کسر ہے مابین رؤس وسہام نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس یعنی دو محفوظ کئے، چوبیس میں سے سدس یعنی چار ملیں گے جدات کو ان پر بھی کسر ہے مابین رؤس وسہام نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا نصف عدد رؤس یعنی تین محفوظ کئے اور چوبیس میں سے ثلثان یعنی سولہ ملیں گے دس بیٹیوں کو ان پر بھی کسر ہے اور ان کے مابین رؤس و سہام نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا نصف عدد رؤس یعنی پانچ محفوظ کئے باقی ایک بچا جو سات چچوں کو ملے گا ان پر بھی کسر ہے اور ان کے رؤس اور سہام کے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس یعنی سات محفوظ کئے۔ پھر نسبت دیکھی رؤس و رؤس میں تو رؤس محفوظہ دو، تین، پانچ اور سات سب میں آپس میں تباین ہے لہٰذا دو کو ضرب دیا تین سے حاصلِ ضرب چھ ہوئے اسے ضرب دیا پانچ میں حاصلِ ضرب تیس ہوئے پھر اس حاصل کو ضرب دیا سات میں حاصلِ ضرب ۲۱۰ ہوئے اسے ضرب دیا اصل مسئلہ ۲۴ میں ۲۱۰×۲۴=۵۰۴۰ ہوئے اور یہی تصحیح ہے۔ اصل مسئلہ میں چونکہ بیویوں کے تین تھے اس لئے تین کو مضروب مسئلہ ۲۱۰ میں ضرب دینے سے ۶۳۰ بنے جو بیویوں کو ملیں گے ہر ایک کو ۳۱۵ اور جدات کے لئے چار تھے اسے مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے ۸۴۰ بنے وہ جدات کو ملیں گے ہر ایک کو ۱۴۰ بیٹیوں کے سولہ تھے اسے مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے ۳۳۶۰ بنے وہ بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو ۳۳۶ اور سات چچوں کو ایک تھا اس لئے اسے مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے ۲۱۰ ہوئے وہ ان کو ملیں گے ہر ایک کو تیس تیس بایں صورت۔

میت مسئلہ۲۴ (۳×۲=۶) (۶×۵=۳۰) (۳۰×۷=۲۱۰) (۲۱۰×۲۴=۵۰۴۰) تص ۵۰۴۰

	زوجات۲	جدات۶	بنات۱۰	اعمام۷
اصل مسئلہ سے	۳	۴	۱۶	۱
تصحیح مسئلہ سے	۶۳۰	۸۴۰	۳۳۶۰	۲۱۰
ہر فرد کا حصہ	۳۱۵	۱۴۰	۳۳۶	۳۰
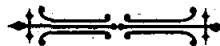
فصل

"وإذا أردت أن تعرف نصيب كل فريق من التصحيح فأضرب ما كان لكل فريق من أصل المسألة في ما ضربته في أصل المسألة فما حصل كان نصيب ذٰلك الفريق، وإذا أردت أن تعرف نصيب كل واحد من أحاد ذٰلك الفريق فأقسم ما كان لكل فريق من أصل المسألة علٰى عدد رؤسهم ثم أضرب الخارج في المضروب فالحاصل نصيب كل واحد من أحاد ذٰلك الفريق، ووجه أخر وهو أن تقسم المضروب علٰى أيّ فريق شئت ثم أضرب الخارج في نصيب الفريق الذي قسمت عليهم المضروب فالحاصل نصيب كل واحد من أحاد ذٰلك الفريق، ووجه أخر وهو طريق النسبة وهو الأوضح وهو أن تنسب سهام كل فريق من أصل المسألة إلٰى عدد رؤسهم مفرداً ثم تعطىٰ بمثل تلك النسبة من المضروب لكل واحد من أحاد ذٰلك الفريق."

فصل

ترجمہ: "اور جب تو چاہے کہ تصحیح میں سے ہر فریق کا حصہ پہچان لے تو اصل مسئلہ سے جس فریق کو جو حصہ ملا ہے اس کو اس مضروب عدد میں جسے اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے ضرب دے دو پس جو حاصلِ ضرب (مبلغ) ہو وہی اس فریق کا حصہ ہوگا اور جب تو چاہے کہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ الگ سے پہچان لے تو ہر فریق کو جو اصل مسئلہ سے ملا تھا وہ ان کے عدد رؤس پر تقسیم کر دو پھر حاصلِ تقسیم (خارج) کو اس مضروب عدد میں ضرب دو (جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا) پس حاصل ضرب اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جس فریق پر تو چاہے مضروب عدد کو تقسیم کر دے پھر حاصلِ تقسیم (خارج) کو اس فریق کے مجموعی حصے میں ضرب دے جن کے عدد رؤس پر تم نے مضروب کو تقسیم کیا ہے پس حاصلِ ضرب (مبلغ) اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہوگا۔

اور تیسرا طریقہ نسبت کا ہے اور وہ زیادہ واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ اصل مسئلہ سے ہر فریق کے حصے اور ان کے عدد رؤس میں الگ الگ نسبت معلوم کی جائے اور پھر اس فریق کے ہر فرد کو مضروب سے اسی نسبت کے بقدر دیں۔"

تصحیح سے ہر فریق اور ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا

تشریح: سب سے پہلے تو چند اصطلاحات کو یاد کر لیں جس سے اس پوری فصل کو سمجھنا آسان ہوگا وہ یہ کہ عربی میں

ضرب کے ماحاصل کو مبلغ اور جس عدد کو دوسرے عدد میں ضرب دی جاتی ہے اسے مضروب، اور تقسیم کے ماحاصل کو خارج کہا جاتا ہے۔ ان اصطلاحات کو سمجھنے کے بعد اب اس بات کو سمجھئے کہ تصحیح مسئلہ سے ہر فریق کو حصہ کس طرح ملے گا۔ نیز پھر فریق کے ہر فرد کو حصہ کس طرح دیا جائے گا اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

مثلاً گزشتہ باب کے آخری مسئلے میں تصحیح مسئلہ ۵۰۴۰ ہے اس سے ہر فریق کے حصہ معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ جس فریق کو اصل مسئلہ میں سے جتنا حصہ ملا تھا، اسے ضرب دیں مضروب مسئلہ سے جو حاصل ہو وہی (یعنی مبلغ) اس فریق کا حصہ ہے۔ مثلاً اسی مذکورہ مسئلہ میں دو بیویوں کے لئے اصل مسئلہ سے تین تھے تین کو اگر مضروب مسئلہ دو سو دس سے ضرب دیں تو ۶۳۰ بنے جو زوجتین کا حصہ ہے اسی طرح دادیوں اور بیٹیوں وغیرہ کو بھی جو حصہ اصل مسئلہ سے ملا تھا اگر اسے مضروب مسئلہ سے ضرب دے دیں تو حاصلِ ضرب (مبلغ) اس فریق کا حصہ ہوگا جیسے کہ ہم اس مسئلہ مذکورہ کی ذیل میں تفصیل سے اس کو ذکر کر چکے ہیں۔ پھر ہر فریق کے حصہ کے اس مجموعہ سے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا سب سے سہل، آسان اور سیدھا طریقہ تو یہ ہے کہ تصحیح سے ہر فریق کا جو حصہ ہے وہ ان کے عدد رؤس پر تقسیم کر دو حاصلِ تقسیم ہر فرد کا حصہ ہوگا مثلاً اعمام کا حصہ تصحیح سے ۲۱۰ ہے اور ان کے عدد رؤس ۷ لہذا اس ۲۱۰ کو ۷ پر تقسیم کر دو حاصلِ تقسیم ۳۰ ہے اور یہی ہر ایک چچا کا حصہ ہے لیکن مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تین اور طریقے بتائے ہیں فائدے کے لئے ان کی بھی وضاحت کر دیتے ہیں وہ تین طریقے یہ ہیں۔

❶ جو حصہ کسی فریق کا اصل مسئلہ سے ہو اسے اس فریق کے رؤس پر تقسیم کرنے کے بعد حاصلِ تقسیم کو مضروب سے ضرب دیں جو جواب ہو وہی اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہے مثلاً بیویوں کا حصہ اصل مسئلہ میں تین تھا تین کو بیویوں کے رؤس دو پر تقسیم کریں تو جواب ڈیڑھ ½۱ آتا ہے یعنی ہر ایک کو ڈیڑھ پھر اس ڈیڑھ ½۱ کو ضرب دیں مضروب مسئلہ دو سو دس سے تو حاصلِ ضرب ۳۱۵ ہوئے جو ایک بیوی کا حصہ ہے اور اس ضرب کا طریقہ جیسا کہ ہم شروع میں بیان کر چکے ہیں یہ ہے کہ ½۱ میں سے نیچے والے ۲ کو برابر والے ۱ میں ضرب دیں حاصلِ ضرب ۲ ہی ہوا پھر اس مضرب ۲ کے اوپر جو ایک تھا اس کو اس والے ۲ میں جمع کر دیں تو ۳ ہوا تو اس کو یوں لکھیں ۳/۲ اب اس ۳ سے مضروب مسئلہ یعنی ۲۱۰ کو ضرب دو ۳×۲۱۰=۶۳۰ تو مبلغ ۶۳۰ ہوا اب اس مبلغ کو ۳/۲ کے نیچے والے دو سے تقسیم کر دو تو حاصلِ تقسیم (خارج) ۳۱۵ ہوئے اور یہی ہر ایک بیوی کا حصہ ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس باقی بھی۔

❷ کہ مضروب مسئلہ کو فریق پر تقسیم کیا جائے پھر جو حاصلِ تقسیم (خارج) ہو اسے اس حصے میں ضرب دیں جو اصل مسئلہ میں سے اس فریق کو ملا تھا، جو حاصلِ ضرب ہو وہی ہر فرد کا حصہ ہے مثلاً مسئلہ مذکورہ میں اگر دو سو دس کو دو بیویوں پر تقسیم کریں تو ہر ایک کو ایک سو پانچ ہوئے پھر اس ایک سو پانچ کو اگر ضرب دیں اس تین سے جو اصل مسئلہ میں بیویوں کا حصہ تھا تو حاصلِ ضرب ۳۱۵ ہوئے، بس یہی ایک بیوی کا حصہ ہے۔

③ تیسرا طریقہ نسبت کا ہے اور بقول مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یہ سب سے آسان اور واضح ہے وہ یہ کہ اصل مسئلہ سے ہر فریق کو جو حصہ ملا ہے اس میں اور اس فریق کے عدد رؤس میں نسبت دیکھیں اور نسبت دیکھنے کا طریقہ اس میں یہ ہے کہ ہر فریق کے اصل مسئلہ میں سے سہام کو اوپر اور ان کے عدد رؤس کو نیچے لکھو مثلاً بیویوں کا حصہ ۳ اور ان کے رؤس دو ہیں تو یوں لکھیں گے ۳/۲ اور یہی ان کی نسبت ہے مضروب مسئلہ ۲۱۰ سے اب اس سے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس ۳/۲ کے اوپر والے تین سے مضروب مسئلہ ۲۱۰ کو ضرب دیں مبلغ ۶۳۰ ہوا پھر نیچے والے ۲ سے اس ۶۳۰ کو تقسیم کریں ۳۱۵ ہوئے اور یہی ہر بیوی کا حصہ ہے اسی طرح جدات ۶ تھیں اور ان کا حصہ ۴ تھا ان کی نسبت ۴/۶ ہے اب مضروب مسئلہ ۲۱۰ کو مندرجہ بالا طریق پر پہلے ضرب دیا اوپر والے ۴ سے مبلغ ۸۴۰ ہوئے پھر اس مبلغ کو تقسیم کیا نیچے والے ۶ سے تو خارج ۱۴۰ ہوا یہی ہر جدہ کا حصہ ہے اسی طرح ۱۰ بنات اور ان کے حصہ ۱۶ میں نسبت ۱۶/۱۰ کی ہے لہٰذا پہلے مضروب مسئلہ ۲۱۰ کو ضرب دیں اوپر والے ۱۶ سے حاصل ضرب ۳۳۶۰ ہوئے پھر اس کو تقسیم کریں نیچے والے ۱۰ سے تو خارج ۳۳۶ ہوا یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے اس طرح ۷ چچوں اور ان کے حصہ ۱ میں نسبت ۱/۷ کی ہے لہٰذا پہلے اوپر والے "۱" سے ضرب دیا مضروب مسئلہ ۲۱۰ کو حاصل ضرب ۲۱۰ ہی رہا پھر اسے تقسیم کیا نیچے والے ۷ سے خارج ۳۰ آیا یہی ایک چچا کا حصہ ہے۔ واللہ اعلم

فصل فی قسمة التركات بين الورثة والغرماء

"إذا كان بين التصحيح والتركة مباينة فأضرب سهام كل وارث من التصحيح في جميع التركة، ثم أقسم المبلغ على التصحيح، مثاله بنتان وأبوان والتركة سبعة دنانير، وإذا كان بين التصحيح والتركة موافقة فأضرب سهام كل وارث من التصحيح في وفق التركة، ثم أقسم المبلغ على وفق التصحيح فالخارج نصيب ذٰلك الوارث في الوجهين، هذا المعرفة نصيب كل فرد، أما المعرفة نصيب كل فريق منهم، فأضرب ما كان لكل فريق من أصل المسئلة في وفق التركة ثم أقسم المبلغ على وفق المسألة إن كان بين التركة والمسألة موافقة، وإن كان بينهما مباينة فأضرب في كل التركة، ثم أقسم الحاصل على جميع المسألة فالخارج نصيب ذٰلك الفريق في الوجهين."

یہ فصل وارثوں اور قرض خواہوں کے درمیان اموالِ متروکہ تقسیم کرنے کے بیان میں ہے

ترجمہ: "جب تصحیح اور ترکہ کے مابین نسبت تباین ہو تو تصحیح سے ہر وارث کا جو حصہ ہے اسے ضرب دو کل ترکہ سے پھر جو حاصلِ ضرب ہو اسے تصحیح پر تقسیم کر دو اس کی مثال (جیسے) دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں اور ترکہ سات دینار

ہو۔ اور جب تصحیح و ترکہ میں موافقت (نسبت توافق) ہو تو ہر وارث کا جو حصہ تصحیح میں سے ہے اسے ترکہ کے وفق میں ضرب دو پھر حاصلِ ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کر دو پس حاصلِ تقسیم اس وارث کا حصہ ہے دونوں صورتوں میں۔ یہ طریقہ ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا تھا۔

رہا ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا تو ہر فریق کا جو حصہ اصل مسئلہ سے تھا اسے ضرب دو وفق ترکہ میں اگر اصل مسئلہ اور ترکہ میں موافقت ہو پھر حاصلِ ضرب کو وفق مسئلہ پر تقسیم کرو۔ اور اگر اصل مسئلہ اور ترکہ میں تباین ہو تو (اصل مسئلہ سے ہر فریق کا جو حصہ تھا اسے) ضرب دو کل ترکہ میں پھر حاصلِ ضرب تقسیم کرو کل مسئلہ پر پس حاصلِ تقسیم اسی فریق کا حصہ ہوگا دونوں صورتوں میں۔"

ترکہ معینہ سے ہر وارث کا معین حصہ معلوم کرنا

تشریح: اب تک مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جتنے اصول و قواعد بیان فرمائے ہیں وہ، وہ ہیں جن سے ہر وارث کا حصہ اجمالاً معلوم ہوتا ہے کہ مثلاً کل مال کو اتنے حصوں پر تقسیم کر کے اس مال میں سے نصف، ربع، ثمن یا ثلث، سدس وغیرہ اس کو یوں دے دو لیکن کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ ترکہ متعین ہوتا ہے کہ مثلاً سو روپیہ یا ہزار روپیہ ہے تو اس کو کس طرح تقسیم کیا جائے گا اور اس میں سے ہر وارث کا حصہ کیسے نکالا جائے گا اس فصل میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس بات کو سمجھئے کہ ترکہ سے وارثوں اور قرض خواہوں کے حصص معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حسبِ سابق مسئلہ کی تصحیح نکالو پھر کل ترکہ کو لفظ میت کے اوپر بائیں طرف لکھ دو اور ترکہ اور تصحیح میں نسبت دیکھو اگر نسبت تماثل ہے تو کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں بلکہ تصحیح سے ہر وارث کو جتنا حصہ ملا ہے کل ترکہ میں سے بھی اسے اتنا ہی ملے گا جیسے:

میت مسئلہ ۶ — کل ترکہ ۶ دینار

زوج	ام	اب
۳	۱	۲

اور اگر ترکہ اور تصحیح میں نسبت تباین ہو تو تصحیح میں سے ہر وارث کا جو حصہ ہے اسے ضرب دو کل ترکہ سے جو حاصلِ ضرب ہو اسے تقسیم کر لو تصحیح پر جو حاصل ہو وہی اس فرد کا حصہ ہے۔ مثلاً متن میں مذکور مثال جیسے دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں تو مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ سدس اور ثلثان جمع ہیں لہٰذا ثلثان یعنی چار دو بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو دو دو اور سدس، سدس یعنی ایک ایک ماں باپ کو ملے گا اب اگر ترکہ سات دینار ہے تو سات اور چھ میں تباین ہے لہٰذا ہر وارث کو تصحیح سے جو حصہ ملا ہے اس کو ضرب دو کل ترکہ میں (یعنی مثلاً ایک بیٹی کے حصے، دو کو ضرب دو سات میں) پھر حاصلِ ضرب (یعنی چودہ) کو تقسیم کرو کل تصحیح (یعنی چھ) پر جو حاصلِ تقسیم ہوگا وہی اس فرد کا حصہ ہے مثلاً بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ — ترکہ ۷ دینار

بنت	بنت	ام	اب
۲	۲	۱	۱
۲×۷=۱۴	۲×۷=۱۴	۱×۷=۷	۱×۷=۷
۶) ۱۴ (۲ ۲/۶	۶) ۱۴ (۲ ۲/۶	۶) ۷ (۱ ۱/۶	۶) ۷ (۱ ۱/۶
۱۲	۱۲	۶	۶
۲	۲	۱	۱

ہر بیٹی کو ۲ ۲/۶ جو مساوی ہے ۲ ۱/۳ کے اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو ۱ ۱/۶ ملیں گے۔

اور اگر ترکہ اور تصحیح میں موافقت (یعنی نسبت توافق) یا تداخل ہو تو ہر وارث کے حصے کو وفق ترکہ میں ضرب دیں پھر حاصلِ ضرب کو وفق تصحیح پر تقسیم کریں۔ مثلاً کسی میت کا شوہر ایک جدہ دو سگی بہنیں اور ایک اخیافی بھائی رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا عول کرے گا نو کی طرف تو تصحیح نو سے ہوگی اس لئے کہ شوہر کو تین، جدہ کو ایک، بہنوں کو چار، اخیافی بھائی کو ایک ملے گا تو کل نو ہوئے۔

اب فرض کرلیں کہ ترکہ بارہ دینار ہے تو ترکہ ۱۲ اور تصحیح ۹ میں توافق بالثلث ہے، لہٰذا نو کا وفق ۳ اور ۱۲ کا وفق ۴ ہوا، اب ہر وارث کے حصے کو پہلے ضرب دو وفق ترکہ یعنی ۴ میں پھر اسے تقسیم کرو وفق مسئلہ ۳ پر۔ جیسے شوہر کے لئے تصحیح سے تین حاصل تھے اسے ضرب دو وفق ترکہ یعنی چار میں تو بارہ ہوئے پھر اسے تقسیم کرو وفق مسئلہ یعنی تین پر تو حاصلِ تقسیم چار ہوئے لہٰذا وہ شوہر کا حصہ ہے اور نانی کا ایک تھا اسے ضرب دو وفق ترکہ چار میں حاصلِ ضرب چار ہوئے اسے وفق مسئلہ تین پر تقسیم کرو حاصل ایک صحیح ایک بٹہ تین ہوا یہ نانی کا حصہ ہے، چونکہ اخیافی بھائی کا حصہ بھی ایک ہے لہٰذا اسی تفصیل کے ساتھ ایک صحیح ایک بٹہ تین اس کا حصہ ہوا اور دو بہنوں میں سے ہر ایک کو دو حاصل تھے دو کو ضرب دیا وفق ترکہ چار میں آٹھ ہوئے اس تقسیم کیا وفق مسئلہ تین پر حاصلِ تقسیم دو صحیح دو بٹہ تین ہوا جو ان میں سے ہر ایک کا حصہ ہے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عـ ۹ — ترکہ ۱۲ دینار

زوج	جدہ	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخ اخیافی
۳	۱	۲	۲	۱
۳×۴=۱۲	۱×۴=۴	۲×۴=۸	۲×۴=۸	۱×۴=۴
۳) ۱۲ (۴	۳) ۴ (۱ ۱/۳	۳) ۸ (۲ ۲/۳	۳) ۸ (۲ ۲/۳	۳) ۴ (۱ ۱/۳
۱۲	۳	۶	۶	۳
	۱	۲	۲	۱
ہر فرد کا حصہ ۴	۱ ۱/۳	۲ ۲/۳	۲ ۲/۳	۱ ۱/۳

یہ تو ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تھا اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو اور اس فریق کے حصے اور ترکہ میں نسبت توافق یا تداخل ہو تو اس فریق کو جو تصحیح سے حاصل ہوا اسے ضرب دو وفق ترکہ سے پھر حاصلِ ضرب کو وفق مسئلہ پر تقسیم کردو۔ جیسے کسی میت کا شوہر، چار سگی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں رہ جائیں تو مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول کرے گا نو کی

طرف اس لئے کہ شوہر کو تین حقیقی بہنوں کو چار اور اخیافی بہنوں کو دو ملیں گے تو مجموعہ نو ہوئے اور فرض کریں کہ ترکہ پندرہ دینار ہے تو تصحیح نو اور ترکہ پندرہ میں توافق بالثلث ہے نو کا وفق ۳ اور ۱۵ کا ۵ ہوا لہٰذا شوہر کے حصے تین کو ضرب دیا وفق ترکہ پانچ میں ۳×۵=۱۵ ہوئے پھر اس پندرہ کو تقسیم کیا وفق تصحیح تین پر تو حاصلِ تقسیم پانچ ہوئے لہٰذا وہ شوہر کا حصہ ہے، حقیقی بہنوں کے لئے تصحیح میں سے چار تھے لہٰذا اس چار کو ضرب دیا وفق ترکہ پانچ میں ۴×۵=۲۰ ہوئے اسے پھر تقسیم کیا وفق تصحیح تین پر تو حاصلِ تقسیم چھ صحیح دو بٹہ تین آئے یہ حصہ ہے حقیقی بہنوں کا، اخیافی بہنوں کے لئے تصحیح میں سے دو تھے اسے ضرب دیا وفق ترکہ پانچ میں ۲×۵=۱۰ پھر اسے تقسیم کیا وفق تصحیح تین پر حاصلِ تقسیم تین صحیح ایک بٹہ تین ہوا یہ دو اخیافی بہنوں کا حصہ ہے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ ع ۹ — ترکہ ۱۵ دینار

	زوج	اربع اخوات اعیانیہ	اختین اخیافیہ
	۳	۴	۲
	۳×۵=۱۵	۴×۵=۲۰	۲×۵=۱۰
	۳) ۱۵ (۵ ۱۵	۳) ۲۰ (۶ ۲/۳ ۱۸ ۲	۳) ۱۰ (۳ ۱/۳ ۹ ۱
ہر فریق کا حصہ	۵	۶ ۲/۳	۳ ۱/۳

اور اگر اسی مسئلہ مذکورہ بالا میں ترکہ بتّیس دینار فرض کر لیا جائے تو مابین تصحیح اور ترکہ نسبت تباین ہوگی لہٰذا ہر فرقے کے حصے کو ضرب دیں گے کل ترکہ میں پھر حاصلِ ضرب کو تقسیم کریں گے کل تصحیح پر جو حاصلِ تقسیم ہو وہی اس فرقے کا حصہ ہوگا مثلاً شوہر کے حصے تین کو ضرب دیں بتّیس میں تو ۳×۳۲=۹۶ ہوئے اسے تقسیم کریں کل تصحیح نو پر تو حاصلِ تقسیم دس صحیح ایک کا دو تہائی ہے اور حقیقی بہنوں کے لئے چار تھے اسے ضرب دیں کل ترکہ بتّیس سے تو ۴×۳۲=۱۲۸ ہوئے اسے تصحیح نو پر تقسیم کریں تو حاصلِ تقسیم چودہ صحیح ایک کے دو نویں ہوئے یہ حقیقی بہنوں کا حصہ ہے اور اخیافی بہنوں کے لئے دو تھے اسے ضرب دیں کل ترکہ بتّیس سے تو ۲×۳۲=۶۴ ہوئے اسے تقسیم کریں کل تصحیح نو پر تو حاصلِ تقسیم سات صحیح ایک کا نواں ہے یہ حصہ ہے دو اخیافی بہنوں کا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ ع ۹ — ترکہ ۳۲ دینار

	زوج	اربع اخوات اعیانیہ	اختین اخیافیہ
	۳	۴	۲
	۳×۳۲=۹۶	۴×۳۲=۱۲۸	۲×۳۲=۶۴
	۹) ۹۶ (۱۰ ۶/۹ ۹۰ ۶	۹) ۱۲۸ (۱۴ ۲/۹ ۱۲۶ ۲	۹) ۶۴ (۷ ۱/۹ ۶۳ ۱
ہر فریق کا حصہ	۱۰ ۶/۹	۱۴ ۲/۹	۷ ۱/۹

C9

"أما في قضاء الديون فدين كل غريم بمنزلة سهام كل وارث في العمل، ومجموع الديون بمنزلة التصحيح، وإن كان في التركة كسور فأبسط التركة والمسألة كلتيهما أي أجعلها من جنس الكسر ثم قدم فيه ما رسمنه."

ترجمہ: "رہا قرضوں کا اداء کرنا تو ہر قرض خواہ کا قرضہ عمل میں بمنزلہ ہر وارث کے حصے کے ہے اور کل قرضہ بمنزلہ تصحیح کے ہے۔ اور اگر ترکہ میں کسر ہو تو ترکہ اور مسئلہ دونوں کو پھیلاؤ یعنی دونوں کو جنسِ کسر سے کردو پھر ان میں وہی طریقہ اختیار کرو جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔"

قرض خواہوں میں تقسیم ترکہ

تشریح: اگر کسی ایسے آدمی کا انتقال ہوا جو کہ مقروض ہے تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ قرض حقوق متقدمه علی الإرث میں سے ہے اس لئے پہلے اس قرض کو ادا کیا جائے گا، اگر قرض اتنا ہو کہ پورے ترکہ کو محیط ہو تو پھر ترکہ کی تقسیم بجائے ورثہ کے غرما (قرض خواہوں) میں کی جائے گی۔ اگر ترکہ اور قرضہ مساوی ہے پھر تو کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ترکہ کم اور قرض زیادہ ہو اور ترکہ سے پورا قرضہ ادا نہ ہو سکتا ہو تو تقسیم اس طرح کریں گے کہ ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کے مناسبت سے حصہ ملے تاکہ کسی کا زیادہ نقصان نہ ہو، پھر ترکہ میں سے قرض خواہوں کے حصے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل قرضہ بمنزلہ تصحیح کے ہوگا اور قرض خواہ بمنزلہ وارث اور مقدارِ قرض بمنزلہ حصص کے ہوگا اور متروکہ مال بمنزلہ کل ترکہ کے۔

مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا اس پر بیس روپے زید کا، سولہ روپے بکر کا اور بارہ روپے عمرو کا قرضہ ہو، تو کل قرضہ اڑتالیس روپے ہوئے یہ ۴۸ بمنزلہ تصحیح کے ہوگا اور اس کا ترکہ مثلاً ۱۷ روپے ہو تو وہ بمنزلہ کل ترکہ کے، لہٰذا پہلے تو ۴۸ اور ۱۷ میں نسبت دیکھیں گے جو تباین کی ہے لہٰذا بطریق اصول سابقہ زید کے قرض بیس کو اس کا حصہ اعتبار کرتے ہوئے ضرب دیں کل ترکہ سترہ میں ۲۰×۱۷=۳۴۰ ہوئے پھر اسے تقسیم کریں مجموعہ قرض اڑتالیس پر جو باعتبار تصحیح کے ہے تو حاصلِ تقسیم سات صحیح ایک کا بارواں حصہ ہے اسی طرح بکر کے سولہ روپوں کو ضرب دیں کل ترکہ سترہ سے ۱۶×۱۷=۲۷۲ ہوئے اسے تقسیم کریں ۴۸ پر تو حاصلِ تقسیم پانچ صحیح اور ایک کے بارہ میں سے آٹھ حصے ہیں پھر عمرو کے بارہ روپوں کو ضرب دیں کل ترکہ سترہ سے حاصلِ ضرب ۱۲×۱۷=۲۰۴ ہوئے پھر اسے اڑتالیس پر تقسیم کریں حاصلِ تقسیم چار صحیح اور ایک کے بارویں میں سے تین حصے ہوئے۔ لہٰذا ہر ایک قرض خواہ کے حصے کے ضرب و تقسیم سے حاصل ہونے والا حصہ اس قرض خواہ کا حصہ ہے بایں صورت۔

میت کل قرضہ ۴۸ — ترکہ ۱۷

	زید	بکر	عمرو
	۲۰	۱۶	۱۲
	۳۴۰=۱۷×۲۰	۲۷۲=۱۷×۱۶	۲۰۴=۱۷×۱۲
	۴۸) ۳۴۰ (۷ ۴/۴۸	۴۸) ۲۷۲ (۵ ۳۲/۴۸	۴۸) ۲۰۴ (۴ ۱۲/۴۸
	۳۳۶	۲۴۰	۱۹۲
	۴	۳۲	۱۲
ہر فرد کا حصہ	۷ ۴/۴۸	۵ ۳۲/۴۸	۴ ۱۲/۴۸
جو مساوی ہے	۷ ۱/۱۲	۵ ۲/۳	۴ ۱/۱ کے

ترکہ سے کسر ختم کرنا:

اور اگر ترکہ میں عدد صحیح و کسر ہو تو پہلے اس کسر کو ختم کرنا ہوگا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو اس کسر کے مخارج میں ضرب دیں پھر حاصلِ ضرب کے ساتھ کسر سے اوپر والے عدد کو ملالیں تو صحیح عدد نکل آئے گا اس کے بعد تصحیح کو بھی اس کسر کے مخرج میں ضرب دیں پھر اس کے حاصلِ ضرب میں اور پہلے والے حاصلِ ضرب جو کسر کو ختم کرنے کے لئے کیا تھا میں نسبت دیکھیں اور بدستور عمل کریں مثلاً ماں، شوہر اور دو حقیقی بہنیں رہیں اور ترکہ ۲۵ ⅓ ہے تو مسئلہ چھ سے ہوگا عول کرے گا آٹھ کی طرف بایں طور کے شوہر کو تین، بہنوں کو چار اور ماں کو ایک ملے گا۔ اب ترکہ ۲۵ ⅓ میں کسر ہے اور پہلے اس کسر کو ختم کرنا ہے لہٰذا اس میں سے عدد صحیح ۲۵ کو ضرب دیں گے کسر کے مخرج ۳ میں ۲۵×۳=۷۵ ہوئے اب کسر کے اوپر والے ایک کو اس حاصلِ ضرب میں ملایا تو ۷۶ ہوئے کسر ختم ہوئی۔ پھر تصحیح آٹھ کو ضرب دیا کسر کے مخرج تین میں تو ۸×۳=۲۴ ہوئے اب ۷۶ اور ۲۴ میں نسبت دیکھی ان میں نسبت توافق بالنصف کی ہے لہٰذا ہر ایک کا نصف یعنی ۷۶ میں سے ۳۸ اور ۲۴ میں سے ۱۲ محفوظ کر لئے۔

اب حصص معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک فریق کے حصے کو ترکہ چھہتر کے وفق ۳۸ سے ضرب دے کر ۱۲ پر تقسیم کریں جو حاصلِ تقسیم ہوگا وہی اس فریق کا حصہ ہوگا مثلاً ماں کو ایک حصہ ملا تھا اسے ۳۸ سے ضرب دینے سے ۳۸ ہی ہوئے اسے تقسیم کیا ۱۲ پر تین صحیح ایک کا چھٹا حصہ جواب آیا یہ حصہ ہے ماں کا، اس طرح شوہر کو تین ملے تھے تین کو ضرب دیا ۳۸ سے تو حاصلِ ضرب ۳×۳۸=۱۱۴ ہوئے اسے ۱۲ پر تقسیم کیا تو نو صحیح اور ایک کا آدھا جواب آیا یہی شوہر کا حصہ ہے اور بہنوں میں سے ہر ایک کو دو تھے ۳۸ سے ضرب دینے سے ۲×۳۸=۷۶ ہوئے اسے ۱۲ پر تقسیم کرنے سے چھ صحیح ایک کا آٹھواں بنا یہ ہر ایک بہن کا حصہ ہے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ ع ۸ — ترکہ ۲۵ ۱/۳

زوج	ام	اخت	اخت
۳	۱	۲	۲
۹ ۱/۳	۳ ۱/۶	۶ ۱/۳	۶ ۱/۳

فصل فی التخارج

”من صالح علىٰ شيء من التركة فأطرح سهامه من التصحيح ثم أقسم ما بقي من التركة علىٰ سهام الباقين، كزوج وأم وعم فصالح الزوج علىٰ ما في ذمته من المهر وخرج من البين فتقسم باقي التركة بين الأم والعم أثلاثاً بقدر سهامهما سهمان للأم وسهم للعم، أو زوجة و أربعة بنين فصالح أحد البنين علىٰ شئٍ وخرج من البين فيقسم باقي التركة علىٰ خمسة وعشرين سهماً للمرأة أربعة أسهم ولكل إبن سبعة.“

یہ فصل تخارج کے بیان میں ہے

ترجمہ: ”جس شخص نے مصالحت کر لی کسی چیز پر (یعنی کوئی چیز لے کر اپنے حصے سے دست بردار ہوا) تو اس کا حصہ تصحیح سے الگ کر دو پھر باقی ترکہ باقی ورثہ کے حصوں پر تقسیم کرو جیسے (کسی میت کا) شوہر، ماں اور چچا رہ گئے پھر شوہر نے اس مہر کے عوض جو اس کے ذمہ واجب تھا مصالحت کر لی اور درمیان سے نکل گیا تو باقی ترکہ ماں اور چچا میں بقدر ان دونوں کے حصوں کے اثلاثاً تقسیم ہوگا دو حصے ماں کو اور ایک حصہ چچا کو ملے گا۔ یا مثلاً (کسی میت کی) ایک بیوی اور چار بیٹے رہ جائیں اور ایک بیٹا کسی چیز پر مصالحت کر کے درمیان سے نکل جائے تو باقی ترکہ پچیس حصے ہو کر باقی ورثہ پر تقسیم ہوگا چار حصے بیوی کے لئے اور سات سات حصے ہر بیٹے کے لئے۔“

تشریح: تخارج باب تفاعل کا مصدر ہے، جس کے معنی ہے نکلنا اور علماء میراث کی اصطلاح میں ورثہ کا بعض ورثہ کے اخراج پر کسی معین چیز کے عوض میں خواہ وہ معین چیز ترکہ میں سے ہو یا اس کے علاوہ آپس میں مصالحت کر لینے کو تخارج کہتے ہیں۔ اور اس طرح کی مصالحت جائز ہے، جب تک کہ اس صلح کو بیع، اجارہ ابراء وغیرہ عقود میں سے جس عقد پر بھی ممکن ہو محمول کیا جا سکے لیکن اگر ایسے کسی عقد پر بھی محمول نہ ہو سکے تو پھر یہ صلح جائز نہیں ہوگی، اور اس کی دلیل مصنف عبد الرزاق، مسند واقدی اور مبسوط سرخسی میں مذکور ایک اثر ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی تماضر بنت الاصبغ الکلبیہ کو اپنے مرض وفات میں طلاق دی پھر اس کے دوران عدت ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس وقت خلیفہ تھے اس بیوی (تماضر) کو ان کی

دیگر تین بیویوں کے ساتھ وارث گردانا، جس پر اس تماضر نے اپنے حصہ ربع ثمن (آٹھویں کے چوتھائی) سے تیراسی ہزار دینار یا درہم کے عوض میں مصالحت کر دی تھی اور یہ واقعہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کی موجودگی میں ہوا تھا اور کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں کیا تھا تو معلوم ہوا کہ جواز پر اجماع ہے۔

لہٰذا اب اگر کوئی شخص مصالحت کر کے درمیان سے نکل جائے تو ایسی صورت میں تمام ورثہ کو بشمول مصالح کے حسب سابق لفظ میت کی لکیر کے نیچے لکھئے اور اصولِ سابقہ کے مطابق مسئلہ کی تصحیح نکالیں پھر ہر وارث کا حصہ اس کے نام کے نیچے لکھیں اس کے بعد مصالحت کرنے والے کے حصہ کو کاٹ کر ترکہ کو باقی تصحیح سے باقی ورثہ کے درمیان ان کے حصص کے مطابق تقسیم کریں۔

مثلاً مسئلہ مذکورہ فی المتن کہ شوہر، ماں اور چچا رہ جائیں پھر شوہر مہر کے عوض مصالحت کر کے درمیان سے نکل جائے تو مسئلہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شوہر کو وارث گردانتے ہوئے مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ شوہر کے لئے نصف (تین) اور ماں کے لئے ثلث (دو) اور چچا کے لئے ایک ہے اب چونکہ شوہر دینِ مہر پر مصالحت کر کے نکل گیا لہٰذا اس کے تین حصوں کو کاٹ کر بقیہ تین کے عدد کو ورثہ کی تصحیح مانا جائے گا یعنی کل مال کے اب تین حصے ہوں گے اور ترکہ تین پر تقسیم ہوگا ماں کے لئے چونکہ اصل مسئلہ میں دو اور چچا کے لئے ایک تھا لہٰذا یہاں بھی مسئلہ تین سے ہو کر ماں کو دو اور چچا کو ایک ملے گا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ حل مسئلہ ۳

زوج	ام	عم
صالح علی دین المهر	۲	۱

② اگر میت کی بیوی اور چار بیٹے رہ جائیں اور ان میں سے ایک بیٹا کسی چیز مثلاً دوکان پر مصالحت کر کے درمیان سے نکل جائے تو باقی ترکہ پچیس حصوں میں تقسیم ہو کر ان پر تقسیم ہوگا اس لئے کہ مسئلہ مذکورہ میں چونکہ فرض صرف ایک ہے یعنی ثمن لہٰذا مسئلہ آٹھ سے ہوگا۔ ایک بیوی کو ملے گا اور باقی سات چار بیٹوں کو چار اور سات میں نسبت تباین ہے لہٰذا چار کو ضرب دیا اصل مسئلہ آٹھ میں بتیس ہوئے اس میں سے ثمن چار بیوی کو اور سات سات ہر بیٹے کو ملیں گے۔ جب ایک بیٹا مصالحت کر کے نکل گیا تو اس کا حصہ بھی تصحیح یعنی بتیس سے خارج کر دیا جائے گا اور ۳۲ میں سے ۷ نکلنے کے بعد ۲۵ باقی بچتے ہیں لہٰذا مسئلہ پچیس سے ہوگا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۸ تصـــ ۳۲ حل مسئلہ ۲۵

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن
۴	۷	۷	۷	صالح علی الدکان

باب الردّ

"الرد ضد العول، ما فضل عن فرض ذوي الفروض ولا مستحق له يرد على ذوي الفروض بقدر حقوقهم إلا على الزوجين وهو قول عامة الصحابة رضي الله تعالى عنهم وبه أخذ أصحابنا رحمهم الله تعالى، وقال زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه ألفاضل لبيت المال وبه أخذ مالك والشافعي رحمهما الله تعالى، ثم مسائل الباب على أقسام أربعة، أحدها أن يكون في المسألة جنس واحد ممن يرد عليه عند عدم من لا يرد عليه فأجعل المسئلة من رؤسهم، كما لو ترك بنتين أو أختين أو جدتين فأجعل المسئله من إثنين، والثاني إذا أجتمع في المسئلة جنسان أو ثلثة أجناس ممن يرد عليه عند عدم من لا يرد عليه فأجعل المسألة من سهامهم، أعني من إثنين إذا كان في المسئلة سدسان أو من ثلثة إذا كان فيها ثلث وسدس أو من أربعة إذا كان فيها نصف وسدس أو من خمسة إذا كان فيها ثلثان وسدس أو نصف وسدسان أو نصف وثلث."

یہ باب ہے رد کے بیان میں

ترجمہ: ''ردعول کی ضد ہے جو مال ذوی الفروض کی حصص سے زائد ہو جائے اور اس کے لئے کوئی مستحق نہ ہو تو اس مال کو ذوی الفروض پر بقدر ان کے حقوق کے لوٹایا جائے گا، سوائے زوجین (میاں بیوی کے اس لئے کہ ان پر رد نہ ہوگا) یہی قول ہے اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اور اسی قول کو احناف لیتے ہیں۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فاضل مال بیت المال کے لئے ہوگا اور اسی قول کو امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ لیتے ہیں۔ (لیکن متاخرین مالکیہ اور متاخرین شوافع کا بھی مفتی بہ قول یہ ہے کہ بیت المال کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ذوی الفروض نسبیہ پر رد ہوگا اگر وہ موجود نہ ہوں تو ذوی الارحام پر) پھر مسائل باب چار قسم پر ہے۔

❶ کہ مسئلہ میں من یرد علیہ کی صرف ایک جنس ہو، اور من لا یرد علیہ نہ ہوں تو مسئلہ من یرد علیہ کے عدد رؤس سے ہوگا جیسے دو بیٹیاں یا دو بہنیں یا دو جدات چھوڑیں تو مسئلہ دو سے بناؤ۔

❷ دوسرا یہ کہ مسئلہ میں من یرد علیھم کی دو یا تین جنس اکٹھے ہو جائیں اور من لا یرد علیہ نہ ہوں تو مسئلہ ان کی حصوں سے بناؤ جیسے اگر مسئلے میں دو سدس ہو تو مسئلہ دو سے اور تین سے جب کہ مسئلہ میں ثلث اور سدس جمع ہو اور چار سے جب کہ مسئلہ میں نصف اور سدس ہو اور پانچ سے جب کہ مسئلہ میں ثلثان اور سدس ہو یا نصف اور سدسان یا

نصف اور ثلث ہو۔"

رد کا بیان

تشریح: رد لغت میں رجوع اور اصطلاح شرع میں باقی مال کا لوٹانا ہے ذوی الفروض نسبیہ کے طرف بالفاظ دیگر ورثہ کے حصص مقررہ پوری طرح سے ادا کرنے کے بعد کچھ مال بچ جائے اور کوئی عصبہ نہ ہو جو اسے لے لے تو ایسی صورت میں اس باقی مال کو بھی انہی ذوی الفروض نسبیہ کو دیا جائے گا۔ یہ ضد ہے عول کی کہ اُس میں تو مخرج تنگ ہوتا ہے اور اِس میں بڑھ گیا۔

رد کے چار اصول ہیں لیکن ان اصولوں کو جاننے سے پہلے اس بات کو سمجھ لیں کہ اس باب میں من یرد علیه سے زوجین کے علاوہ تمام ذوی الفروض اور من لا یرد علیه سے صرف زوجین مراد ہیں اس لئے کہ جیسا ابھی تعریف میں بیان ہوا کہ رد صرف ذوی الفروض نسبیہ پر ہوتا ہے نہ کہ سببیہ پر اور زوجین ذوی الفروض سببیہ ہیں۔ پھر چار اصول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یا تو من یرد علیه اور من لا یرد علیه ایک ساتھ جمع ہوں گے یا نہیں دونوں صورتوں میں (جمع ہو تب بھی، جمع نہ ہو تب بھی) من یرد علیه ایک صنف سے ہوں گے یا کئی صنفوں سے اگر من لا یرد علیه موجود نہ ہو اور من یرد علیه ایک ہی صنف سے ہو تو اس کے لئے۔

اصول ①: ہے اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ مسئلہ کو اس کے عدد رؤس سے بناؤ مثلاً صرف دو بیٹیاں یا دو حقیقی بہنیں یا دو جدات ہوں تو ہر صورت میں مسئلہ دو ہی سے ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲

بنت	بنت
۱	۱
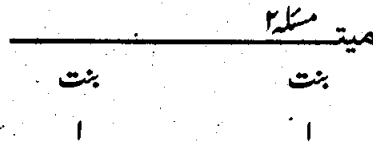
اصول ②: اگر مسئلہ میں من یرد علیهم کے ایک سے زائد اصناف آجائیں اور من لا یرد علیه میں سے کوئی موجود نہ ہو تو مسئلہ ورثہ کے سہام کے مجموعہ سے ہوگا مثلاً سدسان جمع ہو جائیں جیسے جدہ اور اخت اخیافیہ تو مسئلہ چھ سے ہوگا لیکن دو کی طرف رد ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۲

جدہ	اخت اخیافیہ
۱	۱
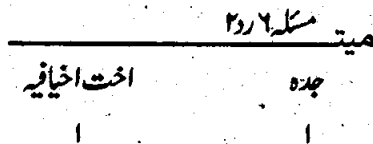
یا سدس اور ثلث جمع ہو جائے جیسے ماں اور دو ماں شریک بھائی رہ جائیں تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا لیکن رد ہوگا تین کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۳

ام	اخ لام	اخ لام
۱	۱	۱

یا نصف اور سدس جمع ہو جائے۔ جیسے میت کی پوتی اور ایک بیٹی رہ جائے یا جیسے بیٹی اور ماں رہ جائے تو مسئلہ چھ سے ہوکر رد ہوگا چار کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۴

بنت	ام
۳	۱

اگر مسئلہ میں ثلثان اور سدس آجائے مثلاً دو بیٹیاں اور ماں رہ جائے تو اصل مسئلہ چھ سے ہوکر رد ہوگا پانچ کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۵

بنتین	ام
۴	۱

اگر مسئلہ میں نصف اور سدسان آجائیں مثلاً ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک ماں رہ جائے تو اصل مسئلہ چھ سے ہوکر رد ہوگا پانچ کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۵

بنت	بنت الابن	ام
۳	۱	۱

اگر مسئلہ میں نصف اور ثلث آجائے مثلاً اخت عیانیہ اور ماں رہ جائے تو تب بھی مسئلہ چھ سے ہوکر رد ہوگا پانچ کی طرف بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ رد ۵

اخت عیانیہ	ام
۳	۲

"والثالث أن يكون مع الأول من لا يرد عليه فأعط فرض من لا يرد عليه من أقلّ مخارجه فإن استقام الباقى على رؤس من يرد عليه فبها، كزوج وثلث بنات، وإن لم يستقم فاضرب وفق رؤسهم فى مخرج فرض من لا يرد عليه إن وافق رؤسهم الباقى، كزوج وست بنات وإلا فاضرب كل رؤسهم فى مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ تصحيح المسألة،

كزوج وخمس بنات، والرابع أن يكون مع الثانی من لا يرد عليه فأقسم ما بقی من مخرج فرض من لا يرد عليه علٰى مسئلة من يرد عليه فإن إستقام فبها، وهذا فی صورة واحدة وهی أن يكون للزوجات الربع والباقی بين أهل الرد أثلاثاً، كزوجة وأربع جدات وست أخوات لأم، وإن لم يستقم فأضرب جميع مسئلة من يرد عليه فی مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ مخرج فروض الفريقين، كأربع زوجات وتسع بنات وست جدات ثم أضرب سهام من لا يرد عليه فی مسئلة من يرد عليه وسهام من يرد عليه فيما بقی من مخرج فرض من لا يرد عليه وإن إنكسر على البعض فتصحيح المسائل بالأصول المذكوره."

ترجمہ: "❸ تیسرا مسئلہ یہ کہ مسئلہ میں من يرد عليه کی (ایک جنس) کے ساتھ من لا يرد عليه بھی ہوں تو من لا يرد عليه کے حصے کو اس کے اقل مخرج سے دے کر (باقی ان پر تقسیم کر دو جن پر رد ہے) اگر ان کے رؤس پر استقامت ہو تو ٹھیک، مثلاً شوہر اور تین بیٹیاں اور اگر استقامت نہ ہو اور مابقیہ اور عدد رؤس میں توافق ہو تو جن پر رد ہے ان کے رؤس کے وفق کو (اس فریق کے) جن پر رد نہیں کے حصے کے مخرج میں ضرب دو جیسے شوہر اور چھ بیٹیاں، ورنہ (اگر تباین ہے تو) کل رؤس من يرد عليهم کو من لا يرد عليه کے حصے کے مخرج میں ضرب دو پس جو حاصلِ ضرب ہو وہی تصحیح ہوگی جیسے شوہر اور پانچ بیٹیاں۔

❹ چوتھا مسئلہ یہ کہ جن پر رد ہے ان کی کئی اجناس کے ساتھ وہ بھی ہوں جن پر رد نہیں تو جن پر رد نہیں کے مخرج سے ان کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی رہے اسے ان ورثہ پر جن پر رد ہوتا ہے تقسیم کیا جائے گا اگر استقامت ہو تو بہتر اور یہ صرف ایک صورت میں ممکن ہوگا اور وہ یہ کہ بیویوں کے لئے ربع ہو اور باقی اہل رد میں اثلاثاً تقسیم ہو۔ جیسے بیوی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنیں ہوں، اور اگر استقامت نہ ہو تو جن پر رد ہے ان کے کل حصے کو جن پر رد نہیں کہ مخرج فرض میں ضرب دو حاصلِ ضرب دونوں فریق کے حصوں کا مخرج ہوگا۔ جیسے چار بیویاں، نو بیٹیاں اور چھ جدات ہوں پھر جن پر رد نہیں کے حصے کو جن پر رد ہے کہ مسئلہ میں ضرب دو اور جن پر رد ہے کے حصے کو جن پر رد نہیں کے مخرج کے مابقیہ میں ضرب دو اور اگر بعض پر کسر آجائے تو تصحیح مسائل ان ہی اصول مذکورہ سے ہوگی جو پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔"

تشریح: مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ کے بیان فرمودہ رد کے چار اصولوں میں سے۔

اصول ③: اگر مسئلہ میں من يرد عليه ایک صنف سے ہو اور ان کے ساتھ من لا يرد عليه (زوجین) میں سے بھی کوئی ہو تو مسئلہ من لا يرد عليه (زوجین) کے اقل مخرج سے ہوگا اور اس سے من لا يرد عليه کا حصہ دینے کے بعد مابقیہ من يرد عليهم کے رؤس پر برابر برابر تقسیم ہوگا اگر ان کے رؤس اور حصص میں استقامت ہو تو کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں مثلاً شوہر اور تین بیٹیاں رہ جائیں تو چونکہ اولاد کی موجودگی میں شوہر کا ربع ہے اس

لئے مسئلہ چار سے ہوگا اور اس سے شوہر کو ایک دے کر باقی تین بیٹیوں پر تقسیم ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴

زوج	ثلث بنات
۱	۳

اگر استقامت نہ ہو اور رؤس باقیہ اور حصص میں نسبت توافق یا تداخل ہو تو وفق عدد رؤس من یرد علیھم کو اصل مسئلہ سے ضرب دو مثلاً شوہر اور چھ بیٹیاں رہ جائیں تو اصل مسئلہ چار ہی سے ہوگا کیونکہ وہی مخرج ہے فرض من لا یرد علیہ کا اس میں سے ایک حصہ شوہر کو دے کر باقی تین، چھ بیٹوں کو ملیں گے مگر وہ ان پر برابر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور ان کے حصے اور رؤس بنات میں نسبت توافق بالثلث ہے (واضح رہے کہ یہاں توافق نہیں ہوسکتا اور اگرچہ ۳ اور ۶ میں توافق نہیں بلکہ تداخل ہے اور یہاں توافق کہا گیا ہے یہ اس لئے کہ تداخل اور توافق کا ایک حکم ہے لہٰذا تداخل کو توافق شمار کیا جاتا ہے تو جہاں تداخل ہوگا اس پر توافق کا حکم جاری ہوگا) لہٰذا ثلث عدد رؤس دو کو ضرب دیا اصل مسئلہ چار سے تو تصحیح آٹھ ہوئی آٹھ میں سے دو شوہر کے لئے اور چھ بیٹیوں کے لئے ہوں گے ہر ایک کو ایک ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴ (۴×۲=۸) تصحیح ۸

	زوج	ستہ بنات
اصل مسئلہ سے	۱	۳
تصحیح مسئلہ سے	۲	۶

اور اگر ان کے رؤس اور مابقیہ میں تباین ہو تو کل رؤس من یرد علیھم کو ضرب دو اصل مسئلہ میں مثلاً شوہر اور پانچ بیٹیاں رہ جائیں تو اصل مسئلہ چار سے ہوگا ایک شوہر کو اور باقی تین بیٹیوں کو، ان کے حصہ اور رؤس میں نسبت تباین ہے لہٰذا کل رؤس بنات پانچ کو ضرب دیا اصل مسئلہ چار میں ۵×۴=۲۰ ہوئے تو تصحیح بیس ہوگی چونکہ شوہر کے لئے ایک تھا لہٰذا شوہر کو پانچ ملیں گے باقی پندرہ پانچ بیٹیوں کو ملیں گے ہر ایک کو تین تین بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴ (۵×۴=۲۰) تصحیح ۲۰

	زوج	خمسہ بنات
اصل مسئلہ سے	۱	۳
تصحیح مسئلہ سے	۵	۱۵

اصول ④: اگر مسئلہ میں من یرد علیھم کئی صنف ہوں اور ان کے ساتھ من لا یرد علیہ (زوجین) بھی ہو تو من لا یرد علیہ کے اقل مخرج سے اس کا حصہ دینے کے بعد جو وارث من یرد علیہ ہیں ان کا الگ مسئلہ بنا کر مابقیہ کو ان پر تقسیم کر دو اگر ان پر استقامت ہو تو کسی ضرب اور تقسیم کی ضرورت نہیں جیسے ایک بیوی ایک جدہ اور دو

اخیافی بہنیں ہوں تو صرف بیوی پر رد نہیں ہوگا باقی دونوں پر رد ہوگا تو من لا یرد علیہ یعنی بیوی کے اقل مخرج یعنی ۴ سے مسئلہ بنے گا ایک بیوی کو ملے گا، باقی تین رہے لہٰذا جدہ اور دونوں بہنوں کا الگ مسئلہ بنایا مسئلہ بنا ۶ سے مگر یہاں رد ہو رہا ہے اور پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ اگر ثلث اور سدس جمع ہو تو باب الرد میں مسئلہ ۳ سے بنے گا اس لئے یہاں بھی مسئلہ ۳ سے بنا اور جدہ واختین میں سے ہر ایک کو ایک ایک ملے گا جیسے:

میت مسئلہ ۴/۶ رد ۳

زوجہ	جدہ	اختین لام
۱	۱	۲

لیکن کبھی من یرد علیہ اور ان کے حصص میں کسر پڑتا ہے تو پھر تصحیح کی ضرورت ہوگی۔

مثلاً ایک بیوی چار جدات اور چھ اخیافی بہنیں رہ جائیں تو مسئلہ چار سے ہوگا اور بیوی کا حصہ اقل مخرج ۴ سے نکالنے کے بعد مابقیہ سے من یرد علیہ کا مسئلہ علیحدہ بنایا جو مستقیم ہے کیونکہ سدس وثلث جمع ہے جس کی وجہ سے مسئلہ ۶ سے ہوا مگر رد ہوا ۳ کی طرف اور وہ دادیوں اور بہنوں پر اثلاثا تقسیم کیا جائے گا لہٰذا کسی ضرب وتقسیم کی ضرورت نہیں۔ ایک دادیوں کو اور دو بہنوں کو ملیں گے۔ پھر چونکہ دونوں فریق کے افراد اور ان کے حصص میں کسر ہے چار دادیوں اور ان کے حصے ایک میں نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل عدد رؤس چار کو محفوظ کیا اور چھ بہنوں اور ان کے حصے دو میں توافق بالنصف ہے لہٰذا ان کے نصف عدد رؤس یعنی تین کو محفوظ کیا پھر بقاعدہ مذکورہ سابقہ نسبت دیکھی رؤس و رؤس میں تو تین اور چار میں نسبت تباین ہے لہٰذا ایک کو ضرب دیا دوسرے سے ۳×۴=۱۲ ہوئے اس حاصل ضرب بارہ کو ضرب دیا اصل مسئلہ چار میں تو ۱۲×۴=۴۸ ہوئے یہی تصحیح ہے چونکہ اصل مسئلہ میں بیوی کے لئے ایک تھا لہٰذا ایک کو بارہ سے ضرب دینے سے بارہ ہوئے وہ بیوی کا حصہ ہے اسی طرح چار دادیوں کو ایک تھا بارہ سے ضرب دینے سے بارہ ہوئے ہر ایک کو تین تین باقی چوبیس حصے بہنوں کو ملیں گے ہر ایک کو چار چار بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴ (۳×۴=۱۲) (۱۲×۴=۴۸) تص ۴۸

	زوجہ	اربع جدات	ستہ اخوات لام
اصل مسئلہ سے	۱	۱	۲
تصحیح مسئلہ سے	۱۲	۱۲	۲۴

اور اگر ان پر استقامت نہ ہو تو جمیع حصص من یرد علیھم کو ضرب دیں گے مخرج من لا یرد علیہ میں مثلاً چار بیویاں نو بیٹیاں اور چھ دادیاں رہ جائیں تو اولاً مسئلہ آٹھ سے ہوگا آٹھ میں سے ایک بیویوں کو دیا پھر بنات اور جدات کا الگ سے مسئلہ بنایا اور جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب ثلثان اور سدس جمع ہو تو مسئلہ ۵ سے ہوگا لہٰذا پانچ سے مسئلہ بنایا اور دو ثلث یعنی چار، نو بیٹیوں کو اور سدس یعنی ایک دادیوں کو ملا ان سب پر کسر ہے کیونکہ مسئلہ ۵ سے

ہے اور مابقیہ از زوجات ۷ ہے اور پانچ اور سات میں نسبت تباین ہے لہٰذا اس پانچ کو ضرب دیا اصل مسئلہ آٹھ میں ۸×۵=۴۰ ہوئے پھر زوجات کو آٹھ میں سے جو ایک ملا تھا اس کو ضرب دیا مخرج من یرد علیہ ۵ میں تو ۵ ہوئے ان کے رؤس اور حصے میں تباین ہے لہٰذا کل رؤس محفوظ اور بیٹیوں کے لئے اصل مسئلہ میں چار تھے اور اسے مابقیہ از حصص من لا یرد علیہ ۷ سے ضرب دینے سے ۷×۴=۲۸ ہوئے وہ حصہ ہے بنات کا بنات کے عدد رؤس ۹ اور حصے ۲۸ میں بھی نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے کل رؤس کو محفوظ کر لیا، چھ دادیوں کا حصہ اصل مسئلہ سے ایک تھا ایک کو مابقیہ سات میں ضرب دینے سے ۷ حاصل ہوئے وہ حصہ ہے چھ دادیوں کا اور چھ اور سات میں بھی نسبت تباین ہے لہٰذا اس کے بھی کل عدد رؤس محفوظ کر لئے اب کل رؤس محفوظہ یہ ہیں ۴، ۶ اور ۹ پھر نسبت دیکھی رؤس در رؤس میں تو چار اور چھ میں موافقت بالنصف ہے لہٰذا کسی ایک کے نصف کو ضرب دیا دوسرے کے کل میں ۳×۴=۱۲ ہوئے پھر نسبت دیکھی اس بارہ اور نو میں تو توافق بالثلث ہے لہٰذا ایک کے ثلث کو ضرب دیا دوسرے کے کل میں ۳×۱۲=۳۶ ہوئے اس حاصل ۳۶ کو ضرب دیا اصل مسئلہ ۴۰ میں ۳۶×۴۰=۱۴۴۰ ہوئے یہی تصحیح ہے چونکہ بیویوں کے لئے پانچ تھا اس لئے اسے ضرب دیا مضروب مسئلہ ۳۶ سے ۳۶×۵=۱۸۰ ہوئے ہر ایک کو پینتالیس ملیں گے بیٹیوں کے لئے اٹھائیس تھے اسے مضروب مسئلہ ۳۶ میں ضرب دینے سے ۳۶×۲۸=۱۰۰۸ ہوئے ہر ایک کو ایک سو بارہ ملیں گے چھ دادیوں کے لئے سات تھے اسے مضروب مسئلہ ۳۶ میں ضرب دینے سے ۳۶×۷=۲۵۲ ہوئے ہر ایک کو بیالیس ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۸ تص ۴۰ تص ۱۴۴۰

	اربع زوجات	تسعہ بنات	ستہ جدات
اصل مسئلہ سے	۱	۴	۱
مسئلہ رد سے	۵	۲۸	۷
تصحیح ثانی سے	۱۸۰	۱۰۰۸	۲۵۲
ہر فرد کا حصہ	۴۰	۱۱۲	۴۲

باب مقاسمة الجد

قال أبوبكر الصديق رضى الله تعالى عنه ومن تابعه من الصحابة رضى الله عنهم بنو الأعيان وبنو العلات لا يرثون مع الجد وهذا قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وبه يفتى، وقال زيد بن ثابت رضى الله تعالى عنه يرثون مع الجد وهو قولهما وقول مالك والشافعي رحمهم الله تعالى، وعند زيد بن ثابت رضى الله تعالى عنه للجد مع بني الأعيان وبني العلات أفضل الأمرين من المقاسمة ومن ثلث جميع المال، وتفسير المقاسمة أن يجعل الجد في

القسمة كأحد الإخوة، وبنو العلات يدخلون فى القسمة مع بنى الأعيان إضراراً للجد فإذا أخذ الجد نصيبه فبنو العلات يخرجون من البين خائبين بغير شىء والباقى لبنى الأعيان إلا إذا كانت من بنى الأعيان أخت واحدة فإنها إذا أخذت فرضها نصف الكل بعد نصيب الجد فإن بقى شىء فلبنى العلات وإلا فلا شىء لهم، كجد وأخت لإب وأم وأختين لإب فبقى للأختين لإب عشر المال وتصح من عشرين، ولو كانت فى هذه المسئلة أخت لإب لم يبق لها شىء، وإن إختلط بهم ذوسهم فللجدهنا أفضل الأمور الثلثة بعد فرض ذى سهم إما المقاسمة كزوج وجد واخ، وإما ثلث ما بقى كجد وجدة وأخوين وإخت، وامّا سدس جميع المال كجد وجدة وبنت وأخوين، وإذا كان ثلث الباقى خيراً للجد وليس للباقى ثلث صحيحٌ فأضرب مخرج الثلث فى أصل المسئلة، فإن تركت جدا و زوجاً وبنتا وأمًّا وأختاًلإب وأم أولإب فالسدس خيرٌ للجد وتعول المسئله إلى ثلثة عشر ولا شىء للأخت.“

یہ باب ہے مقاسمت الجد کے بیان میں

ترجمہ: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے متبعین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا ہے کہ حقیقی بہن بھائی اور علاتی بہن بھائی دادا کے ساتھ وارث نہیں بنتے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (مذکورہ افراد) دادا کے ساتھ وارث بنتے ہیں اور یہی صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور (پھر) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں دادا کے لئے حقیقی اور سوتیلے بہن بھائیوں کی موجودگی میں افضل الامرین ہوگا مقاسمت اور ثلث جمیع مال میں سے۔ اور مقاسمت کا مطلب یہ ہے کہ تقسیم (مال) میں دادا کو ایک بھائی کے مساوی شمار کرلیں، اور سوتیلے بہن بھائی حقیقی بہن بھائیوں کے ساتھ تقسیم میں شمار کئے جائیں گے دادا کا حصہ گھٹانے کے لئے پس جب دادا اپنا حصہ لے لے تو سوتیلے بہن بھائی درمیان سے نکل جائیں گے بغیر کچھ لئے ہوئے اور باقی مال حقیقی بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا ہاں اگر بنوالاعیان میں سے صرف ایک بہن ہو تو جب وہ اپنا حصہ نصف الکل (کل مال کا آدھا) لے لے دادا کے حصے کے بعد تو اگر مال بچا تو سوتیلے بہن بھائیوں کو ملے گا اور اگر کچھ نہ بچا تو یہ محروم ہوں گے مثلاً دادا اور ایک حقیقی بہن اور دو سوتیلی بہنیں ہوں تو دو سوتیلی بہنوں کا دسواں حصہ ہے مال کا اور مسئلہ بیس سے صحیح ہوگا، اور اگر اسی مسئلہ میں صرف ایک سوتیلی بہن ہو تو اس کے لئے کچھ نہیں بچتا، اور اگر دادا اور بہنوں کے ساتھ کوئی دوسرا صاحب فرض شامل ہو جائے تو اس صورت میں دادا کے لئے افضل امور تین چیزیں اس ذی فرض کے حصے کے بعد ہوں گی یا تو مقاسمت جیسے شوہر، دادا اور ایک بھائی ہو، یا ثلث مابقیہ جیسے دادا، دادی اور دو بھائی اور ایک بہن، یا سدس جمیع مال جیسے دادا، دادی، بیٹی اور دو

بھائی ہوں۔ اور جب ثلث مابقیہ بہتر ہو دادا کے لئے لیکن باقی ورثہ کے لئے ثلث صحیح نہ ہو تو مخرج ثلث کو ضرب دو اصل مسئلہ میں، پس اگر کوئی میت دادا، شوہر، بیٹی، ماں اور حقیقی بہن یا علاتی بہن چھوڑے تو سدس افضل ہے دادا کے لئے اور مسئلہ (بارہ سے ہو کر) تیرہ کی طرف عول کرے گا اور بہن کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔"

مقاسمت الجد کا بیان

تشریح: صحابہ کرام کا اس میں اختلاف رہا ہے کہ دادا کے ہوتے ہوئے حقیقی بہن بھائی اور سوتیلے بہن بھائی کو میراث ملے گی یا نہیں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عبداللہ ابن عباس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے یہ ہے کہ یہ محروم رہیں گے اور یہی قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ جب کہ حضرت زید بن ثابت، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رائے کے مطابق دادا کے ہوتے ہوئے بنو الاعیان اور بنو العلات کو میراث ملے گی البتہ پھر تقسیم میراث میں ان حضرات کی رائے ایک دوسرے سے مختلف ہے جو مطولات سے معلوم ہوگی یہاں خوف طوالت سے ہم بیان نہیں کرتے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا ہے۔ چونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق یہ مسئلہ نہایت آسان اور بالکل واضح ہے اس لئے اس کی تفصیلات کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان نہیں کیا اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول چونکہ تفصیل طلب ہے اس لئے اس قول کی تشریح مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر تک فرمائی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ:

دادا دو حالتوں سے خالی نہیں ہوگا۔

1. یا اس کے ساتھ صرف بنو الاعیان یا صرف بنو العلات علی الانفراد اکٹھے ہوں گے۔
2. یا دونوں فریق بنو الاعیان و بنو العلات معاً اکٹھے ہوں گے۔ دونوں صورتوں میں یا کوئی دوسرا حصہ دار ساتھ ہوگا یا نہیں۔ اس طرح یہ کل چھ مسائل بنے ہر ایک کی مثال مصنف نے اجمالاً بیان کی ہے جس کو إِنْ شَاءَ اللهُ ہم پوری وضاحت سے بیان کریں گے۔

لیکن اس سے پہلے یہ یاد رکھئے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اگرچہ بنو الاعیان اور بنو العلات دادا کی موجودگی میں وارث بنتے ہیں مگر جب دادا بنو الاعیان یا بنو العلات کے ساتھ آجائے تو دادا کے لئے مقاسمت اور ثلث جمیع مال میں سے جو افضل اور بہتر ہو وہی ملے گا۔ مقاسمت کا مطلب یہ ہے کہ دادا کو ایک بھائی تصور کر لیا جائے اور اس کے مطابق اس کو ترکہ میں سے حصہ دیا جائے جو مساوی ہوتا ہے دو بہنوں کے، یہاں ایک بات یہ یاد رکھئے کہ بنو الاعیان کی موجودگی میں کبھی بنو العلات میراث پاتے ہیں کبھی نہیں لیکن چاہے یہ وارث بنے یا نہ بنے مگر دادا کا حصہ

گھٹانے کے لئے اولاً ان کو شمار کیا جائے گا اور جب رؤس کے مطابق مسئلہ بنا کر دادا کو اس کا حصہ دے دیا گیا پھر جن صورتوں میں یہ محروم ہیں ان میں یہ محروم ہو کر نکل جائیں گے اور مابقیہ مال بنوالاعیان کا ہوگا۔

جیسے دادا ایک اعیانی بہن دو علاتی بہنیں رہ جائیں تو اس صورت میں دادا کے لئے دیکھیں گے کہ کیا افضل ہے ثلث الکل یا مقاسمت جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کے لئے ثلث سے مقاسمت بہتر ہے کیونکہ ثلث کی صورت میں چونکہ نصف جمع ہوا ثلث کے ساتھ اس لئے مسئلہ چھ سے ہوگا جس میں سے صرف ۲ دادا کو ملیں گے جب کہ مقاسمت کی صورت میں دادا چونکہ بمنزلہ دو بہنوں کے ہے لہٰذا کل عدد رؤس پانچ ہوئے اب ان کو ۵ کا ۲ ملتا ہے جو زیادہ ہے ۶ کے ۲ سے اس لئے مقاسمت کا طریقہ اختیار کیا گیا۔

اب دادا کو دو ملیں گے اور حقیقی بہن کو کل مال کا نصف ملے گا جو ڈھائی ہے تو باقی بچا آدھا یعنی ½ وہ علاتی بہنوں کو ملے گا تو دونوں جگہ کسر ہے اور کسر کا مخرج ۲ ہے لہٰذا اس ۲ کو ضرب دیں گے اصل مسئلہ ۵ سے ۲×۵=۱۰ ہوئے اس دس سے پانچ حقیقی بہن کے لئے ہیں اور چار دادا کے لئے ہوں گے اور ایک دو علاتی بہنوں کے لئے اور ان کے حصے اور رؤس میں تباین ہے لہٰذا ان کے عدد رؤس دو کو دس میں ضرب دیں گے ۲×۱۰=۲۰ ہوئے اور یہی تصحیح ہے اب دادا کو آٹھ اور حقیقی بہن کو دس اور علاتی بہنوں کو دو ملیں گے ہر ایک کو ایک ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۵ (۲×۵=۱۰) (۲×۱۰=۲۰) تصحیح ۲۰

	جد	اخت عینی	اختین لاب
اصل مسئلہ سے	۲	۲ ½	½
تصحیح اول سے	۴	۵	۱
تصحیح ثانی سے	۸	۱۰	۲

اگر اسی مسئلہ مذکورہ میں علاتی بہن ایک ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا اور مسئلہ چار سے ہوگا باعتبار ان کے رؤس اعتبار یہ کے (کیونکہ دادا کو دو بہنوں کے برابر مانا گیا ہے تو دو ان کے اور دو بہنوں کے رؤس کل چار ہوئے) دو حصے دادا کو ملیں گے اور نصف یعنی دو حقیقی بہن کو اور علاتی بہن محروم رہے گی بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴

جد	اخت عینی	اخت علاتی
۲	۲	محروم

اگر مسئلہ میں دوسرا کوئی حصہ دار موجود ہو تو دادا کے لئے اس صاحبِ حصہ کے حصہ لینے کے بعد تین چیزوں میں سے افضل چیز ہوگی وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) مقاسمہ (۲) ثلث مابقیہ (۳) سدس جمیع مال۔

مقاسمت کی مثال: مثلاً شوہر دادا اور بھائی رہ جائے تو اس صورت میں دادا کے لئے مقاسمت بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں دادا کو ¼ ملتا ہے جو ثلث مابقیہ اور سدس الکل دونوں سے زائد ہے جیسا کہ ظاہر ہے اس لئے اس صورت

میں مسئلہ دو سے ہوگا کیونکہ مسئلہ میں صرف ایک فرض نصف آیا ہے اور نصف کا مخرج دو ہے اس میں سے نصف یعنی ایک شوہر کو ملے گا اور ایک دادا اور بھائی کو ملے گا ان پر کسر ہے مابین رؤس وسہم نسبت تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس دو کو اصل مسئلہ دو میں ضرب دیں گے چار ہوئے، اس میں سے نصف یعنی دو شوہر کو ملے اور بقایا دو دادا اور بھائی کو ایک ایک کر کے اور یہی دادا کے حق میں بہتر ہے۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ (۲×۲=۴) تص ۴

	زوج	جد	اخ
اصل مسئلہ سے	۱	۱	
تصحیح مسئلہ سے	۲	۱	۱

ثلث مابقیہ کی مثال: اگر دادا، دادی اور دو بھائی اور ایک بہن رہ جائے تو اس صورت میں دادا کے حق میں ثلث مابقیہ بہتر ہے اس لئے اصل مسئلہ چھ سے ہوگا دادی کے لئے سدس ہے جب دادی اپنا حصہ سدس لے لے تو باقی پانچ رہتے ہیں اور پانچ کا ثلث صحیح نہیں آتا اس لئے ثلث کے مخرج تین کو ضرب دیا اصل مسئلہ چھ میں ۳×۶=۱۸ ہوئے جس میں سے دادی کو سدس یعنی تین ملیں گے باقی رہے پندرہ اس کا ایک ثلث پانچ دادا کو ملے گا اور باقی ۱۰ کو بہن بھائیوں میں للذكر مثل حظ الأنثيين کے طور پر تقسیم کر دیا جائے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۳×۶=۱۸) تص ۱۸

جد	جدہ	اخوین	اخت
۵	۳	۸	۲

سدس الکل کی پہلی مثال: اگر دادا، دادی، بیٹی اور دو بھائی رہ جائیں تو اس صورت میں دادا کے لئے کل مال کا سدس بہتر ہے اس لئے اصل مسئلہ چھ سے ہوگا کیونکہ نصف اور سدس جمع ہے چھ میں سے تین بیٹی کو ملیں گے ایک دادی کو اور ایک یعنی سدس دادا کو اور ایک دو بھائیوں کو ملے گا ان کے عدد رؤس اور حصے میں تباین ہے لہٰذا کل عدد رؤس ۲ کو ضرب دیں گے اصل مسئلہ چھ سے حاصل ضرب بارہ ہوئے اس میں سے نصف یعنی چھ بیٹی کو سدس یعنی دو دادی کو سدس یعنی دو دادا کو اور باقی ماندہ دو بھائیوں کو ملیں گے ہر ایک کو ایک ایک۔

اگر دادا کو مقاسمہ کے طور پر ملتا تو ۲/۳ ملتے اور اگر ثلث باقی ملتا تو بھی ۲/۳ ملتا اس لئے سدس دادا کو دیا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ (۲×۶=۱۲) تص ۱۲

	بنت	جد	جدہ	اخ	اخ
اصل مسئلہ سے	۳	۱	۱	۱	
تصحیح مسئلہ سے	۶	۲	۲	۱	۱

سدس کی دوسری مثال: اگر دادا، شوہر، بیٹی، ماں اور ایک بہن رہ جائیں تو اس صورت میں بھی دادا کے لئے سدس بہتر ہے لہٰذا اصل مسئلہ بارہ سے ہوگا اور عول کرے گا تیرہ کی طرف ربع یعنی تین شوہر کو اور نصف یعنی چھ بیٹی کو ملے گا جب کہ سدس یعنی دو دادا کو اور سدس یعنی دو ماں کو ملیں گے اور بہن محروم ہوگی اس لئے کہ بہن عصبہ بنتی ہے دادا کے ساتھ اور عول کی صورت میں کچھ بچہ ہی نہیں اس لئے محروم، بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۲ ع ۱۳

زوج	بنت	جد	ام	اخت
۳	۶	۲	۲	محروم

اسی مسئلہ مذکورہ میں اگر دادا کے لئے بجائے سدس کے مقاسمت ہوتی تو دادا کو ۲/۳ اور ثلث باقی کی صورت میں ۲/۱ ملتے اس لئے سدس جو بہتر ہے وہی دیا۔

"وإعلم ان زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه لا يجعل الأخت لإب وأم أولإب صاحبة فرض مع الجد إلا فى المسئلة الأكدرية وهى زوج وأم وجد وأخت لإب وأم أولإب فللزوج النصف وللأم الثلث وللجد السدس وللأخت النصف ثم يضم الجد نصيبه إلىٰ نصيب الأخت فيقسمان للذكر مثل حظ الأنثيين لان المقاسمة خيرٌ للجد أصلها من ستة وتعول إلىٰ تسعة وتصح من سبعة وعشرين وسميت أكدريةً لأنها واقعة إمرأة من بنى أكدر، وقال بعضهم سميت أكدرية لأنها كدرت علىٰ زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه مذهبه، ولو كان مكان الأخت أخ أو أختان فلا عول ولا أكدرية."

ترجمہ: "اور جان لو کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقی اور سوتیلی بہن کو دادا کی موجودگی میں صاحب فرض نہیں مانتے مگر مسئلہ اکدریہ میں اور وہ یہ ہے کہ شوہر اور ماں اور دادا اور حقیقی یا سوتیلی بہن ہوں تو شوہر کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو سدس اور بہن کو نصف ملے گا پھر دادا کے حصے کو بہن کے حصے کے ساتھ ملا دیں گے اور ان دونوں میں تقسیم ہوگا للذكر مثل حظ الأنثيين کے طور پر اس لئے کہ (یہاں) دادا کے لئے مقاسمت بہتر ہے تو یہ مسئلہ پہلے چھ سے ہوگا اور عول کرے گا نو تک اور ستائیں سے صحیح ہوگا۔ اور اس مسئلہ کو مسئلہ اکدریہ کہتے ہیں اس لئے کہ یہ بنی اکدر کی ایک عورت کا واقعہ ہے، اور بعض علماء نے کہا کہ اسے اکدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مسلک کے بارے میں شبہ پڑا تھا۔ اور اگر بہن کی جگہ ایک بھائی یا دو بہنیں ہو تو نہ عول ہے اور نہ اکدریت۔"

تشریح: یاد رکھئے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دادا کی موجودگی میں دادا کے ذریعے حقیقی اور علاتی بہن کو عصبہ مانتے ہیں البتہ مسئلہ اکدریہ میں وہ انہیں ذی فرض مانتے ہیں۔

مسئلہ اکدریہ

مسئلہ اکدریہ یہ ہے کہ شوہر، ماں، دادا اور ایک بہن رہ جائے خواہ حقیقی ہو یا علاتی تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح تقسیم فرماتے ہیں۔ کہ شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ثلث دادا کے لئے سدس اور بہن کے لئے نصف پھر بہن اور دادا کا حصہ ملا کر دو ثلث ہوئے اسے دادا اور بہن میں للذکر مثل حظ الأنثيين کے طور پر تقسیم فرماتے ہیں۔ اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول کرے گا نو کی طرف اور تصحیح ستائیس سے ہوگی اس لئے کہ تین شوہر کو دو ماں کو ایک دادا کو اور تین بہن کو ملیں گے کل نو ہوئے پھر دادا کے حصے ایک اور بہن کے حصے تین کو ملا کر چار کو للذکر مثل حظ الأنثيين کے طریق سے تقسیم کریں گے چار تعداد حصص اور تین تعداد رؤس اعتبار یہ میں نسبت تباین ہے لہٰذا تین کو ضرب دیا عول میں ۳×۹=۲۷ ہوئے اس میں سے شوہر کو نو ماں کو چھ اور دادا اور بہن کو بارہ ملیں گے دادا کو آٹھ بہن کو چار بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عـ ۹ (۳×۹=۲۷) تصـ ۲۷

اخت	جد	ام	زوج	
۳	۱	۲	۳	اصل مسئلہ سے
۴	۸	۶	۹	تصحیح مسئلہ سے

لیکن اگر اسی مسئلہ میں بہن کے بجائے بھائی ہو یا دو بہنیں ہوں تو نہ عول ہوگا نہ اکدریت اس لئے کہ اگر بجائے بہن کے بھائی ہو تو وہ یقیناً عصبہ ہے اور عصبہ کو تب ملتا ہے جب کچھ بچے جب بچا ہی نہیں تو کیا لے گا لہٰذا کوئی عول اور اکدریت نہیں جیسے:

میت مسئلہ ۶

اخ	جد	ام	زوج
محروم	۱	۲	۳

اور دو بہنوں کی موجودگی کی صورت میں ماں کو بجائے ثلث کے سدس ملتا ہے لہٰذا مسئلہ چھ سے ہوگا اور تصحیح بارہ سے ہوگی نہ عول ہوگا نہ اکدریت۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ (۲×۶=۱۲) تصـ ۱۲

اختین	جد	ام	زوج	
۱	۱	۱	۳	اصل مسئلہ سے
۲	۲	۲	۶	تصحیح مسئلہ سے

باب المناسخة

"ولو صار بعض الأنصباء ميراثاً قبل القسمة كزوج وبنت وأم فمات الزوج قبل القسمة عن إمرأة وأبوين ثم ماتت البنت عن إبنين وبنت وجدة ثم ماتت الجدة عن زوج وأخوين

فالأصل فيه أن تصحح مسألة الميت الأول وتعطى سهام كل وارث من التصحيح ثم تصحح مسألة الميت الثانى وتنظر بين ما فى يده من التصحيح الأول وبين التصحيح الثانى ثلثة أحوال فإن إستقام ما فى يده من التصحيح الأول على الثانى فلا حاجة إلى الضرب وإن لم يستقم فأنظر إن كان بينهما موافقة فأضرب وفق التصحيح الثانى فى التصحيح الأول وإن كان بينهما مباينة فأضرب كل التصحيح الثانى فى كل التصحيح الأول فالمبلغ مخرج المسألتين فسهام ورثة الميت الأول تضرب فى المضروب أعنى فى التصحيح الثانى أو فى وفقه وسهام ورثة الميت الثانى تضرب فى كل ما فى يده أو فى وفقه وإن مات ثالث أو رابع أو خامس فأجعل المبلغ مقام الأولٰى والثالثة مقام الثانية فى العمل ثم فى الرابعة والخامسة كذٰلك إلٰى غير النهاية.''

یہ باب ہے مناسخہ کے بیان میں

ترجمہ: ''اور اگر بعض حصص تقسیم سے پہلے ترکہ بن جائیں جیسے شوہر اور ایک بیٹی اور ماں رہ جائیں پھر تقسیم سے پہلے شوہر کا انتقال ہو جائے اور بیوی اور والدین چھوڑے پھر بیٹی کا انتقال ہو جائے اور دو بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک دادی چھوڑے پھر دادی کا (جو کہ میت اوّل کی ماں ہے) انتقال ہو جائے اور شوہر اور دو بھائی چھوڑے تو اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ پہلے میت اوّل کے مسئلہ کی تصحیح نکالیں اور اس تصحیح سے ہر وارث کا حصہ دے دیں پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح نکالیں اور پھر دیکھے کہ تصحیح اوّل میں سے جو اسے ملا تھا اس میں اور اس تصحیح ثانی کے درمیان تین حالتوں میں سے کون سی حالت ہے ① پس اگر تصحیح اوّل کا مافی الید تصحیح ثانی پر پورا تقسیم ہو تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں اور ② اگر پورا تقسیم نہ ہو تو دیکھو اگر دونوں کے درمیان نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اوّل میں ضرب دے دو اور ③ اگر دونوں کے درمیان نسبت تباین ہو تو تصحیح ثانی کے کل کو تصحیح اوّل میں ضرب دو پس حاصلِ ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر میت اوّل کے وارثوں کے حصوں کو مضروب یعنی کل تصحیح ثانی یا اس کے وفق میں ضرب دو اور میت ثانی کے ورثہ کے حصوں کو مافی الید (جو اس وقت ہاتھ میں ہے) کے کل یا اس کے وفق میں ضرب دو۔ اور اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں وارث بھی مر جائے تو (میت اوّل کی تصحیح کے) حاصلِ ضرب کو میت اوّل کا قائم مقام اور میت ثالث کے حاصلِ ضرب کو میت ثانی کا قائم مقام بنا دو عمل کرنے میں پھر چوتھے اور پانچویں میں بھی اسی طرح کرو غیر متناہی تک۔''

تشریح: مناسخہ باب مفاعلہ ہے نسخ سے ماخوذ ہے لغت میں نقل اور تحویل کو اور اصطلاح علماء میراث میں بعض ورثہ کا حصہ تقسیم سے پہلے اس کے موت کی وجہ سے اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جانے کو مناسخہ کہتے ہیں۔ چاہے یہ تقسیم

سے پہلے مرنے والا کوئی ایک وارث ہو یا یکے بعد دیگرے کئی وارث تقسیم سے پہلے مر جائیں، سب سے پہلا میت جس سے تقسیم شروع کیا جائے اسے "مورث اعلیٰ" کہتے ہیں اور اس کے فرائض کو بطن اوّل پھر جس قدر اموات بڑھتے جائیں گے اس قدر بطون بھی بڑھتے جائیں گے متن میں مذکور مثال میں میت اوّل کے بعد چونکہ یکے بعد دیگر تین اشخاص انتقال کر گئے ہیں اس لئے اسے چار بطنی فرائض کہا جاتا ہے۔

مناسخہ کی تخریج: کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالیں لیکن خیال رہے کہ صرف لفظ میت اور اس کے نیچے فقط رشتوں کو لکھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اوپر اس مورث کا نام اور نیچے اس کے وفات کے وقت زندہ وارثوں کے نام مع رشتہ لکھیں تا کہ دوسرے بطون کے رشتوں سے اشتباہ نہ ہو پھر اس کے نیچے کچھ فاصلہ چھوڑ کر اس وارث کے لئے لفظ میت کی لکیر لگائیں جو اس مورث اعلیٰ کے بعد باقی سب سے پہلے انتقال کر گیا اور اس پر بھی حسبِ سابق ثانی لکھ کر اس کا نام اور نیچے اس کے انتقال کے وقت اس کے زندہ وارث بمع نام اور رشتہ لکھیں اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ترتیب وار ہر میت کے لئے لفظ میت کی لکیر کھینچ کر اوپر اس کا درجہ مثلاً ثالث، رابع، خامس اور نام اور نیچے اس کے موت کے وقت موجود ورثہ کے نام مع رشتہ لکھیں پھر اولاً میت اوّل یعنی مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالیں اور جو سہام میت ثانی کے بنتے ہیں وہ اس کے نام کے ساتھ "معہ" کی علامت بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں۔ یہ میت ثانی کو میت اوّل سے جو حصہ ملا ہے وہ ہے اور اسے ما فی الید کہا جاتا ہے۔

پھر میت ثانی کا مسئلہ مثل سابق نکالیں اور اس کے مخرج اور ما فی الید کے درمیان نسبت دیکھیں اگر نسبت تماثل ہو تو کسی ضرب و تقسیم کی حاجت نہیں اور اگر تداخل یا توافق ہے تو مسئلہ ثانی کی وفق کو اور اگر تباین ہو تو مسئلہ ثانی کی کل کو مسئلہ اوّل کی کل میں اور میت اوّل کے ورثہ میں سے ہر ایک کے حصہ میں ضرب دیں۔ مسئلہ اولیٰ میں ضرب دینے سے جو حاصل ضرب ہو وہ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا اس کو مسئلہ اولیٰ کے اوپر لکھ دیں پھر میت ثانی کے ورثہ میں سے ہر وارث کے حصے اور ما فی الید میں نسبت دیکھیں بصورت تداخل یا توافق کے ما فی الید کے وفق میں اور بصورت تباین کے اس کے کل میں ضرب دیں۔

پھر میت ثالث کو جس جس جگہ سے حصے ملے ہیں اس کو جمع کر کے اس کے نام کے ساتھ میت کے لکیر کے اوپر معہ کے علامت پر لکھیں پھر اس کا مسئلہ نکالیں اور مسئلہ اور ما فی الید میں نسبت دیکھیں تماثل ہو تو کسی ضرب و تقسیم کی ضرورت نہیں اور تداخل یا توافق ہو تو اس کے وفق کو اور تباین ہو تو اس کے کل کو مسئلہ اوّل کے مخرج اور میت اوّل و ثانی کے وارثوں کے سہام میں ضرب دیں اور میت ثالث کے وارثوں کے حصوں کو اس کے ما فی الید کے وفق یا کل میں ضرب دیں۔

پھر میت رابع اور خامس میں اگر مسئلہ میں وہ موجود ہیں یہی عمل کرتے جائیں **إلى آخر الصورة المسئوله عنها۔**

مسئلہ مکمل ہو جانے کے بعد الاحیاء لمبا کھینچ کر لکھیں اور اس کے اوپر المبلغ لکھ کر اس کے اوپر آخری مخرج کا عدد لکھیں اور لفظ الاحیاء کے نیچے تمام میتوں کے زندہ ورثہ کو بمع نام لکھ کر ہر ایک کو جہاں جہاں سے جو حصہ ملا ہے اسے جمع کر کے ان کے نیچے لکھ دیں اور پھر حسب سابق عبارت اور الفاظ میں اس کی تصریح کر دیں۔ واللہ اعلم

مثلاً متن میں مذکور مثال، جس کو ہم مذکورہ طریقے سے حل کرتے ہیں تاکہ بات خوب سمجھ میں آ جائے۔

سلیمہ نامی ایک عورت کا انتقال ہوا اور شوہر مسمّٰی بذید اور ایک بیٹی کریمہ اور ماں عظیمہ چھوڑی پھر سلیمہ کی میراث تقسیم ہونے سے پہلے زید کا انتقال ہوا اور ایک بیوی حلیمہ باپ عمرو اور ماں رحیمہ چھوڑی پھر سلیمہ اور زید دونوں کے میراث تقسیم ہونے سے پہلے کریمہ کا انتقال ہوا اور اس نے دو بیٹے خالد اور عبداللہ اور ایک بیٹی رقیہ اور ایک دادی عظیمہ جو میت اوّل کی ماں تھی چھوڑی۔ پھر ان تینوں (سلیمہ، زید، کریمہ) کی میراث تقسیم ہونے سے پہلے عظیمہ کا انتقال ہوا اور شوہر عبدالرحمٰن اور دو بھائی عبدالرحیم اور عبدالکریم چھوڑے اب میت اوّل کا کوئی وارث زندہ نہیں البتہ دیگر میتوں کے زندہ ورثہ یہ ہیں میت ثانی کے، حلیمہ، عمرو، رحیمہ، میت ثالث کے، رقیہ، خالد، عبداللہ میت رابع کے، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالکریم۔ جیسا کہ ہم بتا چکے اس مسئلہ کے استخراج کا قاعدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے میت اوّل سلیمہ کے ورثہ کی تصحیح نکالی جائے لہٰذا جب نکالی تو مسئلہ بارہ سے ہوا مگر چونکہ اس میں رد ہے اس لئے حسب اصول سابقہ اقل مخرج من لا یرد علیہ چار سے مسئلہ بنا کر اس میں سے شوہر کو ایک دیا باقی بچے تین پھر اس سے الگ سے اہل رد کا مسئلہ بنایا تو وہ بنا چار ہے اس لئے کہ نصف اور سدس جمع ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس صورت میں مسئلہ چار سے بنے گا مگر مابقیہ تین اور اہل رد کے حصہ چار میں تباین ہے اس لئے اس چار کو اصل مسئلہ چار میں ضرب دیا ۴×۴=۱۶ ہوئے اس میں سے شوہر کو چار اور بیٹی کو نو اور ماں کو تین ملے بایں صورت۔

میت — مسئلہ ۴ ردیہ (۴×۴=۱۶) تصـ ۱۶ — سلیمہ

زوج زید	بنت کریمہ	ام عظیمہ
۴	۹	۳

پھر میت ثانی شوہر مسمّٰی زید کے مسئلہ کی تصحیح نکالی جائے تو یہاں مسئلہ چار سے ہوگا اور زید کو جو میت اوّل سے ملے ہیں وہ بھی چار ہیں لہٰذا ایک بیوی حلیمہ کو ملے گا اور تین کا ثلث یعنی ایک ماں کو اور باپ عصبہ لہٰذا کسی ضرب کی ضرورت نہیں بایں صورت۔

میت — مسئلہ ۴ معـ ۴ — ثانی زید

زوجہ حلیمہ	ام رحیمہ	اب عمرو
۱	۱	۲

پھر میت ثالث کریمہ کے مسئلہ کی تصحیح نکالیں گے تو اصل مسئلہ چھ سے ہے اور وہی تصحیح ہے ایک دادی کو اور باقی پانچ دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں للذکر مثل حظ الأنثيين کے طریق سے تقسیم ہوں گے مگر مافی الید کریمہ نو تھے اور

نو اور اس تصحیح ثالث چھ میں موافقت بالثلث ہے لہٰذا اس تصحیح ثالث کے ثلث کو ضرب دیں کل تصحیح اوّل ۱۶ میں ۲×۱۶=۳۲ ہوئے یہی دونوں مسئلوں کا مخرج ہے لہٰذا میت اوّل کے ورثہ میں سے جو کریمہ کے انتقال کے وقت زندہ ہیں ان کے حصے کو ضرب دیا مضروب مسئلہ کے وفق میں (یعنی مسئلہ ثالثہ کے وفق میں) تو عظیمہ کو چھ۔ اسی طرح میت ثانی کے اُس وقت موجود ورثہ کے حصوں کو بھی ضرب دیا مضروب مسئلہ میں تو حلیمہ کو دو اور عمرو کو چار اور رحیمہ کو دو ملے۔ پھر میت ثالث کے ورثہ کے حصوں کو مافی ید الکریمہ کے وفق میں ضرب دیا تو رقیہ بنت کریمہ کو تین اور کریمہ کے دو بیٹوں خالد اور عبداللہ کو چھ چھ اور دادی عظیمہ کو تین ملے۔ پھر عظیمہ کا انتقال ہوا اس نے شوہر اور دو بھائی چھوڑے تو مسئلہ دو سے ہوگا ایک شوہر عبدالرحمٰن کو اور ایک دونوں بھائیوں عبدالرحیم اور عبدالکریم کو ملے گا ان پر کسر ہے مابین حصہ و رؤس نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے رؤس کو ضرب دیا اصل مسئلہ دو میں تو حاصلِ ضرب چار آئے چار میں سے ایک ایک بھائیوں کو اور دو شوہر کو ملیں گے۔ اب جب مافی ید العظیمہ اور اس تصحیح رابع میں نسبت دیکھی تو تباین ہے اس لئے کہ ما فی الید نو تھے چھ میت اوّل کے ترکہ سے اور تین میت ثالث کے ترکہ سے اور نو اور چار میں نسبت تباین ہے لہٰذا کل تصحیح رابع یعنی چار کو ضرب دیں گے پہلے مسئلہ بتّیس میں ۴×۳۲=۱۲۸ ہوئے اب سب سے پہلے مسئلہ اوّل کے ورثہ کے حصے کو کل مضروب مسئلہ رابع میں ضرب دیں گے جو حاصلِ ضرب ہو وہی اس کا حصہ ہوگا مگر چونکہ ان میں سے کوئی زندہ نہیں لہٰذا اس کی ضرورت نہیں۔ پھر آئیے میت ثانی کے ورثہ کی طرف حلیمہ (زید کی بیوی) کو دو ملے تھے اسے مضروب مسئلہ رابع میں ضرب دینے سے آٹھ بنے وہ اس بیوی کا حصہ ہے زید کے باپ عمرو کو مسئلہ اوّل میں چار حاصل تھے اسے مضروب مسئلہ رابع میں ضرب دینے سے سولہ بنے جو عمرو کا حصہ ہے زید کی ماں رحیمہ کو دو ملے تھے اسے مضروب مسئلہ رابع میں ضرب دینے سے آٹھ بنے جو رحیمہ کا حصہ ہے۔ اس طرح تصحیح ثالث میں رقیہ بنت کریمہ کو تین ملے تھے اس کو مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے بارہ بنے جو رقیہ کا حصہ ہے اور خالد ابن کریمہ کو چھ حاصل تھے مضروب مسئلہ میں ضرب دینے سے چوبیس بنے اور اس طرح دوسرے بیٹے عبداللہ کے حصے کو بھی ضرب دینے سے چوبیس بنے چونکہ اب عظیمہ کا بھی انتقال ہو چکا ہے اس لئے اس کے حصے کو ضرب نہیں دیں گے۔ اب آئیے تصحیح رابع کی طرف اور میت رابع کے ورثہ کے حصص کو جمیع مافی ید المیت میں ضرب دیں جو نو ہے لہٰذا اس کے شوہر عبدالرحمٰن کے حصے دو کو اس سے ضرب دینے سے اٹھارہ بنے وہ اسے ملیں گے اور بھائیوں کے ہاتھ میں دو تھے اسے بھی ضرب دینے سے اٹھارہ بنے ہر ایک کو نو نو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴ رذیہ تصـ ۱۶ تصـ ۳۲ (۳۲×۴=۱۲۸) تصـ ۱۲۸ اوّل سلیمہ

زوج زید	بنت کریمہ	ام عظیمہ
۱/۴	۹	۳/۶
میت	میت	میت

میت معـ۴ مسئلہ۴ — ثانی زید

زوجہ حلیمہ	اب عمرو	ام رحیمہ
۱	۲	۱
۲	۴	۲
۸	۱۶	۸

میت معـ۹ مسئلہ۶ تصـ۳۲ — ثالث کریمہ

جدہ عظیمہ	بنت رقیہ	ابن خالد	ابن عبداللہ
۱	۱	۲	۲
۳	۳	۶	۶
میت	۱۲	۲۴	۲۴

میت معـ۹ مسئلہ۲ تصـ۴ — رابع عظیمہ

زوج عبدالرحمٰن	اخ عبدالرحیم	اخ عبدالکریم
۱	۱	
۲	۱	۱
۱۸	۹	۹

المبلغ ۱۲۸

الاحیـــــاء

حلیمہ	عمرو	رحیمہ	رقیہ	خالد	عبداللہ	عبدالرحمٰن	عبدالرحیم	عبدالکریم
۸	۱۶	۸	۱۲	۲۴	۲۴	۱۸	۹	۹

نوٹ: علم فرائض والے عول کو عـ تصحیح کو تصـ اور مافی الید کو معـ لکھتے ہیں اور ختم فرائض کے بعد المبلغ لکھ کر اس پر میت اوّل کی تصحیح کا آخری عدد لکھ دیتے ہیں اور الاحیاء لکھ کر اس کے نیچے زندہ وارث اور ان کا حصہ لکھ دیتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے تفصیل سے بتا چکے ہیں اور اوپر کی مثال سے ظاہر ہے۔
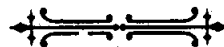
باب ذوی الأرحام

"ذوالرحم هو كل قريب ليس بذى سهم ولا عصبة وكانت عامة الصحابة رضى الله تعالٰى عنهم يرون توريث ذوى الأرحام وبه قال أصحابنا رحمهم الله تعالٰى، وقال زيد بن ثابت رضى الله تعالٰى عنه لا ميراث لذوى الأرحام ويوضع المال فى بيت المال وبه قال مالك والشافعى رحمهما الله تعالٰى، وذوالأرحام أصناف أربعة الصنف الأول ينتمى إلَى الميت وهم أولاد البنات وأولاد بنات الإبن، والصنف الثانى ينتمى إليهم الميت وهم الاجداد الساقطون والجدات الساقطات، والصنف الثالث ينتمى إلٰى أبوى الميت وهم أولاد الأخوات وبنات الإخوة وبنو الإخوة لأم، والصنّفُ الرابع ينتمى إلٰى جدّى الميت أو جدّتيه وهم العمات والأعمام والأخوال والخالات، فهؤلاء وكل من يدلٰى بهم من ذوى الأرحام، روى أبو سليمان عن محمد بن الحسن عن أبى حنيفة رحمهم الله تعالٰى أن أقرب الأصناف ألصنف الثانى وإن علوا ثم الأول وإن سفلوا ثم الثالث وإن نزلوا ثم الرابع وإن بعدوا، وروى أبويوسف والحسن بن زياد عن أبى حنيفة وإبن سماعة عن محمد بن الحسن عن أبى حنيفة رحمهم الله تعالٰى أن أقرب الأصناف الصنف الأول ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع كترتيب العصبات وهو الماخوذ به، وعندهما الصنف الثالث مقدم علٰى الجدّ أب الأم لأن عندهما كل واحد منهم أولٰى من فرعه، وفرعُه وإن سفل أولٰى من أصله."

یہ باب ہے ذوی الارحام کے بیان میں

ترجمہ: "ذوالرحم ہر وہ رشتہ دار ہے کہ نہ وہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ ہو، عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم توریث ذوالارحام کے قائل تھے اور یہی احناف کا مذہب ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدم توریث ذوی الارحام کے قائل ہیں، ان کے ہاں مال بیت المال میں رکھا جائے گا اور یہی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: جو میت کے طرف منسوب ہوتے ہیں اور وہ بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد ہے۔

دوسری قسم: کہ ان کی طرف میت منسوب ہو اور وہ اجداد فاسد اور جدات فاسدہ ہیں۔

تیسری قسم: کہ میت کے والدین کی طرف منسوب ہو اور وہ بھانجے، بھانجیاں اور بھتیجیاں اور اخیافی بھائیوں کی اولاد ہے اور۔

چوتھی قسم: کہ جو میت کے دادا، نانا اور دادی، نانی میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو اور وہ پھوپھیاں اور چچا اور ماموں اور خالائیں ہیں۔

پس یہ مذکورہ لوگ اور ہر وہ رشتہ دار جو ان کی وجہ سے میت کے قریب ہو ذوی الارحام ہیں۔ ابوسلیمان جوز جانی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے روایت کی ہے کہ ان اقسام مذکورہ میں سے اقرب الی المیت قسم ثانی ہے اگرچہ عالی (اوپر تک) ہو پھر قسم اوّل ہے اگرچہ نیچے تک ہو پھر قسم ثالث ہے اگرچہ نیچے تک ہو پھر قسم رابع ہے اگرچہ بعید (دور تک) ہو اور امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اور حسن ابن زیاد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے اور ابن سماعۃ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے محمد بن حسن رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ اقرب الی المیت قسم اوّل پھر قسم دوم پھر قسم ثالث پھر قسم رابع ہے جیسا کہ عصبات کی ترتیب ہے اور یہی قول معمول بہ ہے اور صاحبین رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے نزدیک قسم ثالث مقدم ہے نانا کے اجداد پر (یعنی قسم ثانی پر) اس لئے کہ ان کے ہاں ہر واحد قسم ثالث میں سے اپنے فرع سے اولیٰ ہے اور نانا (یعنی قسم ثانی) کی فرع اگرچہ نیچے ہو اپنے اصل سے اولیٰ ہے۔"

ذوی الارحام کی تعریف واحکام

تشریح: ذوی الارحام جمع ہے ذوالرحم کی اور ذوالرحم لغت میں مطلقاً نسب کو کہتے ہیں اور اصطلاح علماء میراث میں اس رشتہ دار کو کہتے ہیں جو نہ ذی فرض ہو اور نہ عصبہ۔

ان کی چار قسمیں ہیں وجہ حصر یہ ہے کہ وہ رشتہ دار دو حال سے خالی نہیں ہوں گے یا وہ میت کی طرف منسوب ہوں گے یا میت ان کی طرف منسوب ہوگی اگر وہ میت کے طرف منسوب تو یہ قسم اوّل ہے جیسے اولاد البنات (نواسے نواسیاں وغیرہ) اور اگر میت ان کے طرف منسوب ہو تو یہ قسم ثانی ہے جیسے جد فاسد جدہ فاسدہ وان علوا اور اگر میت ان رشتہ داروں کے طرف منسوب نہ ہو اور نہ یہ میت کی طرف منسوب ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ لوگ میت کے اصل قریب (یعنی ماں باپ) کی طرف منسوب ہوں گے یا پھر اصل بعید (اجداد وجدات) کی طرف اگر اصل قریب کی طرف منسوب ہیں تو یہ قسم ثالث ہے جیسے اولاد الاخوات یا بنات الاخوۃ وغیرہ اور اگر اصل بعید کی طرف منسوب ہیں تو یہ قسم رابع ہے جیسے عمات، اخوال، خالات اور بنات العم وغیرہ۔

توریث ذوی الارحام میں صحابہ کرام کا اختلاف رہا ہے بعض صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ اس کے قائل نہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوی الفروض اور عصبات سب کو ذکر فرمایا مگر ذوی الارحام کا میراث میں کوئی ذکر نہیں فرمایا اگر یہ وارث ہوتے تو ان کا تذکرہ ضرور فرماتے۔ اسی طرح رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پھوپھی اور خالہ کے میراث کے متعلق جب پوچھا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"أخبرني جبريل أن لا شيء لهما." (مراسیل، ابوداؤد صفحہ ۱۶)

ترجمہ: ''یعنی مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ان دونوں کے لئے میراث میں سے کچھ نہیں۔''

لیکن اکثر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم توریث ذوی الارحام کے قائل ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے متبعین کا مذہب ہے ان کی دلیل اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (سورة الانفال: آیت ۷۵)

ترجمہ: ''اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں۔''

اور حضرت مقدام کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ألخال وارث من لا وراث له يعقل عنه ويرثه.'' (ابوداؤد: جلد۲ صفحہ۴۰۱)

ترجمہ: ''ماموں وارث ہے اس کا جس کا کوئی اور وارث نہ ہو لہٰذا یہ عاقلہ بنے گا اس (بھانجے) سے اور میراث پائے گا اس سے۔''

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''إبن الأخت القوم منهم.'' (صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۱۰۰۰)

ترجمہ: ''کسی قوم کا بھانجا انہی میں سے ہوتا ہے۔''

اس آیت اور احادیث سے توریث ذوی الارحام ثابت ہوتی ہے لیکن یاد رکھئے کہ یہ صرف اس صورت میں ہوگا جب ذوی الفروض میں سے من یرد علیھم اور عصبہ موجود نہ ہو ورنہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں ترکہ سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جائیں گے پھر عصبات کو وارث بنایا جائے گا اگر عصبہ نہ ہو تو من یرد علیھم یعنی زوجین کے علاوہ باقی ذوی الفروض پر رد کیا جائے گا لیکن اگر مذکورہ بالا وارث نہ ہوں تو تب ذوی الارحام کو وارث بنایا جائے گا۔

اور اس آیت سے جس طرح وراثت ثابت ہوتی ہے اسی طرح بعض کا بعض سے اولیٰ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے لہٰذا ان کی وراثت بھی علی الترتیب ہوگی، پھر اس ترتیب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دو قول منقول ہے پہلا قول موسیٰ بن سلیمان ابوسلیمان جوزجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ ذوی الارحام میں سب سے اولیٰ بالمیراث قسم ثانی ہے پھر قسم اوّل پھر قسم ثالث پھر قسم رابع، جبکہ دوسرا قول امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور حسن بن زیاد اللولوی رحمہ اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور اسی طرح محمد بن سلمۃ بن عبداللہ بن ہلال رحمہ اللہ تعالیٰ امام محمد ابن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ اقرب الی المیت قسم اوّل ہے پھر قسم ثانی پھر قسم ثالث پھر قسم رابع ہے (جیسے کہ عصبات کی ترتیب میں کہ سب سے مقدم فرع میت پھر اصل میت پھر فرع اصل قریب پھر فرع اصل بعید) اور یہی قول مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولیٰ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

البتہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم ثالث ''فرع اب و م'' (یعنی بھتیجیاں اور بھانجے، بھانجیاں اور اخیافی بھائیوں کی اولاد وغیرہ) مقدم ہے قسم ثانی یعنی جدات فاسدہ اور اجداد فاسد پر۔ اس لئے کہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تقدم کے لئے ایک قاعدہ ہے اور ذوی الارحام کی مذکورہ اقسام میں سے جو قسم اس قاعدے پر پوری اترے گی وہ دوسروں سے اولیٰ ہوگی اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر اصل اپنی فرع سے اولیٰ ہوتا ہے یعنی ہر اصل کا رشتہ میت کے ساتھ اپنے فرع کے میت کے ساتھ رشتہ سے زیادہ قریب اور اولیٰ ہوتا ہے اب جب ہم نے غور کیا ان دونوں اقسام یعنی قسم ثانی اور قسم ثالث پر تو معلوم ہوا کہ قسم ثالث تو اس قاعدے پر پوری اترتی ہے کیونکہ بھانجے اور بھانجیاں رشتہ میں زیادہ قریب ہیں بھانجے اور بھانجیوں کی اولاد سے لیکن قسم ثانی اس قاعدے پر پوری نہیں اترتی کیونکہ اس میں بالکل الٹ ہے کہ فرع اپنے اصل سے رشتہ میں اولیٰ اور قریب ہے جیسے نانا جو کہ فرع ہے پرنانا کا وہ اولیٰ ہے اور قریب ہے پرنانا سے، اسی بات کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے كل واحد منهم أولى من فرعه، وفرعه وإن سفل أولى من اصله سے بیان کیا ہے۔ لہٰذا صاحبین فرماتے ہیں کہ قسم ثالث مقدم ہوگی قسم ثانی پر لیکن صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس دلیل پر دو اشکالات ہوتے ہیں پہلا یہ کہ آپ کے اس قاعدہ کے رو سے تو قسم رابع بھی قسم ثانی پر مقدم ہونا چاہئے اس لئے کہ قسم رابع بھی اس اصول اور قاعدے پر پوری اترتی ہے حالانکہ آپ کے ہاں بھی قسم رابع مقدم نہیں دوسرا یہ کہ یہ اصول اگر کلی ہے تو پھر تو عصبات میں بھی جاری ہونا چاہئے جب کہ ایسا نہیں بلکہ وہاں بالاتفاق قسم ثانی مقدم ہے قسم ثالث اور رابع پر۔ والله أعلم.

فصل في الصنف الأول

''أولٰهم بالميراث إقربهم إلى الميت كبنت البنت فإنها أولٰى من بنت بنت الإبن، وإن إستووا في الدرجة فولد الوارث أولٰى من ولد ذوي الأرحام كبنت بنت الإبن فإنها أولٰى من إبن بنت البنت، وإن إستوت درجاتهم ولم يكن فيهم ولد الوارث أو كان كلهم يدلون بوارث فعند أبي يوسف رحمه الله تعالٰى والحسن بن زياد يعتبر أبدان الفروع ويقسم المال عليهم سواء إتفقت صفة الأصول في الذكورة والأنوثة أو إختلفت ومحمد رحمه الله تعالٰى يعتبر أبدان الفروع إن إتفقت صفة الأصول موافقا لهما ويعتبر الأصول إن إختلفت صفاتهم ويعطي الفروع ميراث الأصول مخالفاً لهما كما إذا ترك إبن بنت وبنت بنت عندهما يكون المال بينهما للذكر مثل حظ الأنثيين بإعتبار الأبدان وعند محمد رحمه الله كذٰلك لأن صفة الأصول متفقة ولو ترك بنت إبن بنت وإبن بنت بنت عندهما المال بين الفروع أثلاثاً بإعتبار الأبدان ثلثاه للذكر وثلثه للأنثى وعند محمد رحمه الله المال بين الأصول أعني في البطن الثاني أثلاثا ثلثاه لبنت إبن

البنت نصيب أبيها وثلثه لإبن بنت البنت نصيب أمه، وكذٰلك عند محمد رحمه الله تعالٰى إذا كان في أولاد البنات بطون مختلفة يقسم المال علٰى أول بطن أختلف في الأصول ثم يجعل الذكور طائفة والإناث طائفة بعد القسمة فما أصاب الذكور يجمع ويقسم علٰى أعلٰى الخلاف الذي وقع في أولادهم وكذٰلك ما أصاب الإناث وهكذا يعمل إلٰى أن ينتهي بهٰذه الصورة"

ميت مسئله ١٥ عند ابی یوسفؒ — مسئله ١٥ تصح ٦٠ عند محمدؒ — زید

	طائفة البنات									طائفة الابناء		
بطن اول	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت		بنت	ابن	ابن	ابن
					٩						٦	
بطن ثانی	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
					٩						٦	
بطن ثالث	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
	(٤×١٥=٦٠)			١٨				١٨		١٢		١٢
بطن رابع	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
		٦			١٢		٩		٩	١٢		١٢
بطن خامس	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
	٣		٣		٦	٦	٩		٩	٤	٨	١٢
بطن سادس	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
اسماء	سلیمه	خالد	نعیمه	ولید	عظیمه	جسیمه	سعیده	سلیم	حمیده	رحیمه	کریمه	حلیمه
عند امام محمدؒ	١	٢	٣	٤	٢	٦	٣	٦	٩	٤	٨	١٢
عند ابی یوسفؒ	١	٢	١	٢	١	١	١	٢	١	١	١	١

یہ فصل ہے قسمِ اوّل کے بیان میں

ترجمہ: ”ترکہ کا زیادہ حق دار ذوی الارحام میں سے وہ ہے جو میت کے زیادہ قریب ہو جیسے نواسی پس یہ زیادہ حق دار ہے پوتی کی بیٹی سے (اس لئے کہ پہلی لڑکی ایک واسطے سے میت کی رشتہ دار ہے اور دوسری دو واسطوں سے) اور اگر ذوی الارحام درجہ میں برابر ہوں تو وارث کی اولاد زیادہ حق دار ہے ذوی الارحام کی اولاد سے جیسے پوتی کی بیٹی زیادہ حق دار ہے نواسی کے بیٹے سے، اور اگر ذوی الارحام کے درجے برابر ہوں اور ان میں کوئی وارث کی اولاد نہ ہو یا سب ہی وارث کے واسطے سے میت کے رشتہ دار ہوں تو امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور حسن بن زیاد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک ابدان (رؤس) فروع کا اعتبار ہوگا اور مال متر کہ ان پر برابر برابر تقسیم ہوگا خواہ ان فروع کے اصول صفتِ ذکورت اور انوثت میں متفق ہوں یا مختلف اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ابدان (رؤس) فروع کا اعتبار

اس وقت کرتے ہیں جب کہ اصول متفق ہو (صفتِ ذکورت وانوثت میں)۔

اور اصول کا اعتبار کرتے ہیں اگر اصول مختلف ہوں صفات (ذکورت و انوثت) میں اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے برخلاف اصول کا حصہ میراث فروع کو دیتے ہیں۔ جیسے میت ایک نواسا اور نواسی کو چھوڑ کر مرے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کل مال دونوں کے درمیان للذکر مثل حظ الأنثیین کے طور پر تقسیم ہوگا باعتبار ابدان (رؤس) کے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اسی طرح تقسیم ہوگا اس لئے کہ اس صورت میں دونوں کے اصول کی صفت متفق ہے (کہ دونوں میت کی بیٹی کی اولاد ہے) اور اگر نواسے کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا چھوڑ جائے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں کل مال نواسے کی بیٹی اور نواسی کے بیٹے کے درمیان باعتبار ابدان تین تہائی کے حساب سے تقسیم ہوگا دو تہائی نواسی کے بیٹے کو اور ایک تہائی نواسے کی بیٹی کو اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کل مال اصول کے درمیان یعنی بطن ثانی (نواسے اور نواسی) میں تین تہائی کے حساب سے تقسیم ہوگا نواسے کی بیٹی کو اس کے باپ کا حصہ دو ثلث اور نواسی کے بیٹے کو اس کی ماں کا حصہ ایک ثلث مل جائے گا اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جب بیٹیوں کی اولاد میں مختلف بطون ہوں تو سب سے پہلے مال تقسیم ہوگا اس بطن پر جس میں اصول مختلف ہوئے ہیں پھر تقسیم کے بعد مردوں کو ایک طائفہ بنایا جائے گا اور عورتوں کو دوسرا طائفہ، تو مردوں کو جو ملا ہے اسے جمع کیا جائے گا اور ان کے اولاد پر پہلے اختلاف پر تقسیم ہوگا اور اسی طرح عمل کیا جائے گا اس مال کے ساتھ جو عورتوں کو ملا اخری بطن تک بایں صورت (جو متن میں مذکور ہے)۔"

ذوی الارحام کی قسم اوّل کے احکام

تشریح: یہ بات تو ظاہر ہے کہ ذوی الارحام کی تمام قسمیں بیک وقت وارث نہیں بن سکتیں لہٰذا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ان میں بعض کو بعض پر فوقیت اور ترجیح ہوگی اب اس فوقیت اور ترجیح دینے کو جاننے اور سمجھنے کے لئے کچھ اصول اور ضوابط ہیں لہٰذا مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ یہاں ان ضوابط اور اصول کو بیان فرماتے ہیں:

پہلا ضابطہ: تو وہی ہے جو ہم پہلے بھی کئی بار بیان کر چکے ہیں "الأقرب فالأقرب" جو رشتہ میں جتنا قریب وہ میراث میں اتنا مقدم لہٰذا جو دو نسبتوں سے میت کا رشتہ دار ہے وہ ایک نسبت والے سے زیادہ قریب ہے اس لئے میراث میں بھی وہ اس سے اولیٰ اور مقدم ہے۔

دوسرا ضابطہ: یہ ہے کہ اگر ذوی الارحام قرب درجہ میں برابر ہیں مگر ان میں ایک طرف تو کسی وارث کی اولاد اور دوسری طرف کسی ذوالرحم کی اولاد ہو تو وارث کی اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کی اولاد سے۔

مثلاً ایک پوتی کی بیٹی ہو اور دوسرا نواسی کا بیٹا تو اگرچہ قرب درجہ میں دونوں برابر ہیں مگر ایک وارث کی اولاد ہے

اور دوسرا ذی رحم کا لہٰذا پورا ترکہ وارث کے اولاد یعنی پوتی کی بیٹی کو ملے گا اور ذی الرحم کی اولاد یعنی نواسی کا بیٹا محروم ہوگا۔

تیسرا ضابطہ: یہ ہے کہ اگر ذوی الارحام قرب درجہ اور نسبت بواسطہ وارث یا غیر وارث ہونے میں مساوی ہوں یعنی یا تو سب کے سب وارث کی اولاد ہو جیسے پوتی کی بیٹی اور پوتی کا بیٹا یا سب کے سب ذوالارحام کی اولاد ہو اور ان کے اصول صفتِ ذکورت وانوثت میں متفق ہوں جیسے نواسی کی بیٹی اور نواسی کا بیٹا ہو تو امام ابو یوسف، امام حسن بن زیاد اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں حضرات کا اتفاق ہے کہ ترکہ اثلاثاً تقسیم ہوگا لڑکے کو دو تہائی اور لڑکی کو ایک تہائی بایں صورت۔

جب اصول متفق ہوں۔

میت مسئلہ ۳

البنت	البنت
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

اور اگر ان کے اصول میں باعتبار ذکورت وانوثت فرق ہو تو امام ابو یوسف اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان فروع کے ابدان یعنی رؤس کا اعتبار ہوگا اور ترکہ ان میں للذکر مثل حظ الأنثيين کے طرز پر تقسیم ہوگا جیسے نواسی کا بیٹا اور نواسے کی بیٹی رہ جائے تو مسئلہ بایں صورت ہوگا۔

میت عند ابی یوسف والحسن بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ مسئلہ ۳

البنت	البنت
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مسئلہ میں ان کے اصول کے ذکورت اور انوثت کا اعتبار ہوگا اور جہاں سب سے پہلے اختلاف ہو وہاں للذکر مثل حظ الأنثيين تقسیم کر کے ذکور واناث کو الگ الگ کر دیں گے پھر اگر فروع تک اتفاق ہو تو ہر طائفہ (ذکور اور اناث) کے فروع کو اس کے اصل والا حصہ دے دیں گے اور اگر مزید اختلاف ہو تو جہاں اختلاف ہو وہاں ذکور اور اناث کو الگ الگ کر کے تقسیم کرتے چلے جائیں اس کو "قاعدہ رعایت صفتِ اصول وعدد فروع" کہتے ہیں اس لئے کہ اس تقسیم میں صفت اصول کی اور عدد سب سے آخری فرع کا معتبر ہوتا ہے لہٰذا اس مسئلہ مذکورہ میں پہلے ان اصول پر مال اثلاثاً تقسیم ہوگا لڑکے (نواسے) کو "دو" اور لڑکی (نواسی) کو "ایک" پھر ہر ایک کی اولاد کو اپنے اپنے اصل (باپ یا ماں) کا حصہ ملے گا بایں صورت۔

میت عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ مسئلہ ۳

البنت	البنت
بنت	ابن
ابن	بنت
۱	۲

اسی طرح اگر بیٹیوں کی اولاد میں مختلف بطون ہوں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قاعدے پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو یوسف و امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے قاعدے پر جو اوپر کی صورت مسئلہ میں بیان ہوئے اس لئے متن میں دیئے ہوئے نقشے میں اگر زید کے انتقال کے وقت صرف بطن سادس کے ذوی الارحام زندہ رہے تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقسیم آسان ہے، کیونکہ ذوی الارحام سب کے سب ایک درجہ کے ہیں اور جیسا کہ ابھی بیان ہوا کہ جب سب ذوی الارحام درجہ میں مساوی ہوں تو ان کے نزدیک تقسیم میں ابدان کا اعتبار ہوگا اور للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطہ پر ان زندہ ذوی الارحام کے مابین کل ترکہ منقسم ہوگا لہٰذا مسئلہ پندرہ سے ہوگا اور ہر لڑکی کو ایک جب کہ ہر لڑکے کو دو ملیں گے۔

لیکن چونکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اختلافِ اصول کی صورت میں اصل کا حصہ فرع کو مل جاتا ہے لہٰذا بمطابق ضابطہ مذکورہ کے چھ بطنوں میں اولاً دیکھا جائے گا کہ مرد و عورت ہونے کا اختلاف کس بطن میں ہوا ہے اور اسی بطن میں عورتوں کے تمام حصوں کو الگ اور مردوں کے تمام حصوں کو الگ لکھا جائے گا چنانچہ دیئے ہوئے نقشہ میں بطن اوّل میں نو عورتوں کو نو اور تین مردوں کو چھ مل گئے ہیں اور بطن ثانی میں بارہ عورتیں ہیں کوئی مرد نہیں۔ لہٰذا شروع کے نو عورتوں کو ان کے اصول کا حصہ یعنی ایک ایک اور آخری تینوں عورتوں کو ان کے اصول کا حصہ یعنی دو دو مل جائے گا اور تیسرے بطن میں اولاً طائفہ اناث میں چھ عورتیں پھر تین مرد ہیں چونکہ للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطہ سے کل بارہ ہو جاتے ہیں جب کہ ان کو اپنے اصول سے ملا ہوا حصہ نو ہے جو بارہ پر منقسم نہیں اور نو اور بارہ میں نسبت توافق بالثلث ہے لہٰذا چار محفوظ کیے اسی طرح طائفہ ذکور کے فروع کا عدد رؤس اعتبار یہ ۴ اور ان کا حصہ ۶ ہے جن میں نسبت توافق بالثلث ہے لہٰذا اس کا وفق ۲ محفوظ اب جب نسبت دیکھی رؤس محفوظہ ۴ اور ۲ میں تو وہ تداخل ہے لہٰذا بڑے عدد چار کو اصل مسئلہ پندرہ میں ضرب دینے کے بعد ساٹھ ہو جائے گا اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

پھر چونکہ طائفہ اناث کا حصہ اصل مسئلہ سے ۹ تھا اسے جب ضرب دیا مضروب مسئلہ ۴ سے تو چھتیس ہوئے جو اس طائفہ کا حصہ ہے اور طائفہ ذکور کا حصہ اصل مسئلہ سے ۶ تھا اسے جب ضرب دیا مضروب مسئلہ ۴ سے تو ۲۴ ہوئے جو اس طائفہ ذکور کا حصہ ہے۔

اب اس کو ان طائفوں کے فروع کی طرف منتقل کرتے جائیں جہاں مذکر، ومؤنث کا اختلاف ہو تو وہاں بمطابق

قاعدہ للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم کرکے طائفہ ذکور کو الگ اور طائفہ اناث کو الگ کردیں اسی طرح آخر تک کریں۔

لیکن ایک بات یاد رکھئے کہ آخری بطن یعنی موجود افراد سے پہلے والے جتنے بطن ہیں ان پر تقسیم بمطابق فی طائفہ ہوگی اور آخری بطن یعنی موجود افراد میں تقسیم باعتبار فی فرد ہوگی بالفاظ دیگر موجود افراد میں سے ہر ہر فرد کا حصہ الگ کرکے اسے دیا جائے گا جب کہ ان سے اوپر کے افراد کو الگ الگ کرکے حصہ دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کے پورے طائفہ کا جو حصہ بنتا ہے وہی ان کے نیچے لکھ دینا کافی ہوگا۔

لہٰذا اس مذکورہ مسئلہ میں اب تقسیم اس طرح ہوگی کہ طائفہ اناث کے حصہ چھتیس میں سے ۱۸ بطن ثالث کے ابتدائی ۶ عورتوں کو اور ۱۸ تین درمیانی مردوں کو دیئے جائیں گے اور طائفہ ذکور کے ۲۴ میں سے ۱۲ بطن ثالث کے آخری ۲ عورتوں اور ۱۲ آخری ایک مرد کو دیئے جائیں گے پھر آیئے بطن رابع کی طرف لہٰذا بطن ثالث کے ابتدائی ۶ عورتوں کا حصہ ۱۸ اس بطن رابع کے ابتدائی تین عورتوں اور تین مردوں میں بمطابق للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا تین عورتوں کو ۶ اور تین مردوں کو ۱۲ ملیں گے جبکہ بطن ثالث کے درمیانی تین مردوں کا حصہ ۱۸ بطن رابع کے درمیانی دو عورتوں اور ایک مرد کو بمطابق للذکر مثل حظ الأنثیین کے ملے گا دو عورتوں کو ۹ اور ایک مرد کو ۹ اسی طرح بطن ثالث کے آخری دو عورتوں کا حصہ ۱۲ بطن رابع کے طائفہ ذکور کے ابتدائی دو عورتوں کو ملے گا اور بطن ثالث کے آخری مرد کا حصہ ۱۲ بطن رابع کے آخری لڑکی کو ملے گا۔

پھر آیئے بطن خامس کی طرف تو بطن رابع کے ابتدائی تین عورتوں کا حصہ ۶ بطن خامس کے ابتدائی دو عورتوں اور ایک مرد میں بطور للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا دو عورتوں کو ۳ اور ایک مرد کو ۳ ملیں گے اور بطن رابع کے ابتدائی تین مردوں کا حصہ ۱۲ بطن خامس میں ان کے فروع دو عورتوں اور ایک مرد میں بطور للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا دو عورتوں کو ۶ اور ایک مرد کو ۶ ملیں گے اسی طرح بطن رابع کے درمیانی دو عورتوں کا حصہ ۹ بطن خامس کے درمیانی دو عورتوں کو اور بطن رابع کے درمیانی مرد کا حصہ ۹ بطن خامس میں اس کی فرع عورت کو ملے گا۔ اسی طرح بطن رابع کے طائفہ ذکور کی پہلی دو عورتوں کا حصہ ۱۲ بطن خامس کے طائفہ ذکور کی پہلی عورت اور مرد میں بطور للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا عورت کو ۴ مرد کو ۸ ملیں گے اور بطن رابع کی آخری لڑکی کا حصہ ۱۲ بطن خامس کے آخری لڑکی کو ملے گا۔

بعد ازیں بطن خامس کی طائفہ اناث کی پہلی دو عورتوں کا حصہ تین ان کے فروع یعنی بطن سادس کی سلیمہ اور خالد پر للذکر مثل حظ الأنثیین کے ضابطہ سے منقسم ہوگا۔ اور بطن خامس کے طائفہ اناث کے ابتدائی مرد کا حصہ تین اس کی فرع بطن سادس کی نعیمہ کو ملے گا اور بطن خامس کی درمیانی عورتوں کا حصہ چھ بطن سادس میں ان کے فروع

عظیمہ اور ولید کو للذکر مثل حظ الأنثیین کے ضابطہ سے تقسیم ہوکر مرد کو چار اور عورت کو دو ملے گا پھر بطن خامس کے طائفہ اناث کے آخری مرد کا حصہ چھ بطن سادس میں اس کی فرع جسیمہ کو ملے گا، اور بطن خامس کی دو عورتوں کا حصہ نو بطن سادس میں ان کے فروع سعیدہ اور سلیم پر للذکر مثل حظ الأنثیین کے ضابطہ پر منقسم ہوگا، پھر بطن خامس کی طائفہ اناث کی آخری ایک عورت کا حصہ نو بطن سادس میں اس کی فرع حمیدہ کو ملے گا۔ جبکہ بطن خامس کے طائفہ ذکور میں سے پہلی ایک عورت کا حصہ چار اس کے فرع یعنی بطن سادس کی رحیمہ کو اور بطن خامس کے طائفہ ذکور کے ایک مرد کا حصہ آٹھ اس کی فرع یعنی بطن سادس کی کریمہ کو ملے گا اسی طرح بطن خامس کی آخری عورت کا حصہ بارہ اس کی فرع یعنی بطن سادس کی حلیمہ کو ملے گا۔ پس اسی حساب سے سلیمہ کا حصہ ایک اور خالد کا دو اور نعیمہ کا تین اور ولید کا چار اور عظیمہ کا دو اور جسیمہ کا چھ اور سلیم کا چھ اور سعیدہ کا تین اور حمیدہ کا نو اور رحیمہ کا چار اور کریمہ کا آٹھ اور حلیمہ کا بارہ یہ کل ملا کر ساٹھ ہو جائے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ١٥ عند ابی یوسفؒ — مسئلہ ١٥ تصح ٦٠ عند محمدؒ — زید

	طائفة البنات									طائفة الابناء		
بطن اول	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت		بنت	ابن	ابن	ابن
					٩						٦	
بطن ثانی	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
					٩						٦	
بطن ثالث	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
	(٦٠=١٥×٤)			١٨				١٨			١٢	١٢
بطن رابع	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
		٦			١٢		٩		٩		١٢	١٢
بطن خامس	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
	٣		٣	٦		٦	٩		٩	٤	٨	١٢
بطن سادس	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت
اسماء	سلیمه	خالد	نعیمه	ولید	عظیمه	جسیمه	سعیده	سلیم	حمیده	رحیمه	کریمه	حلیمه
عند امام محمدؒ	١	٢	٣	٤	٢	٦	٣	٦	٩	٤	٨	١٢
عند ابی یوسفؒ	١	٢	١	٢	١	١	١	٢	١	١	١	١

”وكذٰلك محمد رحمه الله تعالىٰ يأخذ الصفة من الأصل حال القسمة عليه والعدد من الفروع، كما إذا ترك إبني بنت بنت وبنت إبن بنت وبنتي بنت إبن بنت بهٰذه الصورة:

C11

ميتة

بنت	بنت	بنت	(البطن الاول)
بنت	بنت	ابن	(البطن الثانی)
بنت	ابن	بنت	(البطن الثالث)
ابنی	بنت	بنتی	(البطن الرابع)

عند أبی یوسف رحمه اللّٰه تعالٰی یقسم المال بین الفروع أسباعاً بإعتبار أبدانهم وعند محمد رحمه اللّٰه تعالٰی یقسم المال علٰی أعلٰی الخلاف أعنی فی البطن الثانی أسباعاً بإعتبار عدد الفروع فی الأصول، أربعة أسباعه لبنتی بنت إبن البنت نصیب جدهما وثلٰثة أسباعه وهو نصیب البنتین یقسم علٰی ولدیهما أعنی فی البطن الثالث أنصافاً نصفه لبنت إبن بنت البنت نصیب أبیها والنصف الأخر لإبنی بنت بنت البنت نصیب أمهما وتصح المسألة من ثمانیة وعشرین وقول محمد رحمه اللّٰه تعالٰی أشهر الروایتین عن أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالٰی فی جمیع ذوی الأرحام وعلیه الفتوٰی."

ترجمہ: "اسی طرح امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی تقسیم کرتے وقت صفت تو اصل سے لیتے ہیں اور عدد فروع سے جیسے کسی شخص نے (ایک) نواسی کے دو نواسے اور (دوسری) نواسی کی ایک پوتی اور (تیسرے) نواسے کی دو نواسیاں چھوڑیں تو (اس صورت میں) امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک فروع میں ان کے ابدان کے اعتبار سے ترکہ اسباعاً (سات حصوں میں بٹ کر) تقسیم ہوگا اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ہاں مال تقسیم کیا جائے گا پہلے والے بطن کے خلاف پر یعنی بطن ثانی میں فروع کے عدد کا اصول میں اعتبار کرتے ہوئے مال اسباعاً تقسیم ہوگا، چار (ساتویں) حصے نواسے کے دو نواسیوں کو ملیں گے ان کے نانا کا حصہ اور تین (ساتویں) حصے جو (بطن ثانی کے) دونوں لڑکیوں کا حصہ ہے بطن ثالث میں ان کے اولاد میں آدھا آدھا تقسیم ہوں گے آدھا (ایک) نواسی کی پوتی کو اس کے باپ کا حصہ ہے اور باقی آدھا (دوسری) نواسی کے دو نواسوں کے لئے ہوگا جو ان کی ماں کا حصہ ہے اور مسئلہ اٹھائیس سے صحیح ہوتا ہے۔ اور ذوی الارحام (کے باب) میں امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کا قول امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی دو روایات میں سے مشہور روایت ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔"

صفتِ اصول وعددِ فروع کا لحاظ

تشریح: جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی تقسیم ترکہ کے وقت فروع میں اصول کی

صفت ذکورت اور انوثت کا لحاظ رکھتے ہیں اسی طرح وہ اصول میں فروع کے عدد کا لحاظ رکھتے ہیں یعنی ہر اصل میں اس کے آخری بطن کی تعداد ملحوظ ہوگی لہٰذا جس مذکر اصل کے آخری بطن میں کئی لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو مذکر اصل کو اتنے ہی لڑکے فرض کر کے حصے دیئے جائیں گے ایسے ہی کسی مؤنث اصل میں کئی لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو مؤنث اصل کو اتنی لڑکیاں فرض کر کے اتنے حصے دیئے جائیں گے مثلاً کسی شخص نے ایک نواسی کے دو نواسے سعید و حمید اور دوسری نواسی کی ایک پوتی سلیمہ اور تیسرے نواسے کی دو نواسیاں رحیمہ و کریمہ چھوڑیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ترکہ ان فروع پر باعتبار ان کے ابدان کے اسباعاً تقسیم ہوگا چار حصے دو لڑکوں سعید اور حمید کو دو، دو کر کے اور تین حصے لڑکیوں سلیمہ حلیمہ اور کریمہ کو ایک ایک کر کے ملیں گے۔

لیکن امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جس بطن میں سب سے پہلے ذکورت و انوثت کا اختلاف ہوا ہے یعنی بطن ثانی میں اس میں مال اسباعاً تقسیم ہوگا چونکہ اس بطن میں جو پہلی لڑکی ہے اس کے فروع میں دو لڑکے (سعید، حمید) ہیں لہٰذا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قاعدہ مذکورہ کے مطابق اصل کی انوثت کو لیں اور فروع کے تعداد کو تو دو لڑکیاں ہوئیں اسی طرح دوسرے نمبر پر جو لڑکی ہے اس کی فرع ایک لڑکی (سلیمہ) ہے لہٰذا اصل کی انوثت کو لیا اور فروع کے عدد کو تو ایک ہی لڑکی ہوئی اور تیسرے نمبر پر جو لڑکا ہے اس کی فروع دو لڑکیاں (رحیمہ، کریمہ) ہیں لہٰذا یہاں بھی اصل کی ذکورت اور فروع کے عدد کو لیا تو دو لڑکے فرض کئے گئے اور چونکہ ایک لڑکا دو لڑکیوں کے برابر ہوتا ہے اس لئے ان سب کا مجموعہ ےلڑکیاں ہوئیں۔

جس میں سے اس بطن ثانی کے ایک لڑکے کو چار اور تین لڑکیوں کو تین ملیں گے اب بطن ثانی کے حصے بطن ثالث کی طرف منتقل کریں گے یہاں طائفہ بنات کے فروع میں اختلاف ہے لہٰذا اصل کی صفت اور فرع کی تعداد کو لیا تو دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے لڑکے کو چونکہ دو گنا ملتا ہے اس لئے اس کو دو لڑکیاں فرض کیا تو کل چار ہوئے لہٰذا بطن ثانی کی ان دو لڑکیوں کا حصہ تیسرے بطن میں ارباعاً (یعنی چار حصے ہو کر) تقسیم ہوگا چونکہ حصے تین ہیں اور رؤس اعتبار یہ چار اور چار اور تین میں تباین ہے لہٰذا ان کے رؤس اعتبار یہ چار کو ضرب دیا اصل مخرج سات میں ۴×۷=۲۸ ہوئے یہی تصحیح مسئلہ ہے پھر جس کے لئے اصل مسئلہ سے جو حاصل تھا اسے ضرب دیا مضروب مسئلہ سے تو حاصلِ ضرب اس وارث کا حصہ بنا چونکہ بطن ثانی میں لڑکیوں کے سہام تین تھے مضروب مسئلہ چار سے ضرب دینے سے بارہ بنے وہ ان کے اولاد میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا چھ سعید اور حمید کو اور چھ سلیمہ کو ملیں گے بطن ثانی میں اصل کی ذکورت اور فرع کی تعداد کا لحاظ کرتے ہوئے لڑکے دو فرض کئے گئے تھے جو برابر ہے چار لڑکیوں کے اور چار کو چار سے ضرب دینے سے سولہ حاصل ہوئے وہ دو بیٹیوں رحیمہ اور کریمہ کو ملیں گے ہر ایک کو آٹھ آٹھ بایں صورت۔

میت مسئلہ ٧ (٤×٧=٢٨) تصحیح ٢٨

بطن اول	بنت		بنت	بنت	
بطن ثانی	بنت		بنت	ابن	
	٣			٤	
بطن ثالث	بنت		ابن	بنت	
	١٢			١٦	
بطن رابع	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
موجودہ ورثہ	سعید	اور حمید	سلیمہ	رحیمہ	کریمہ
	٣	٣	٦	٨	٨
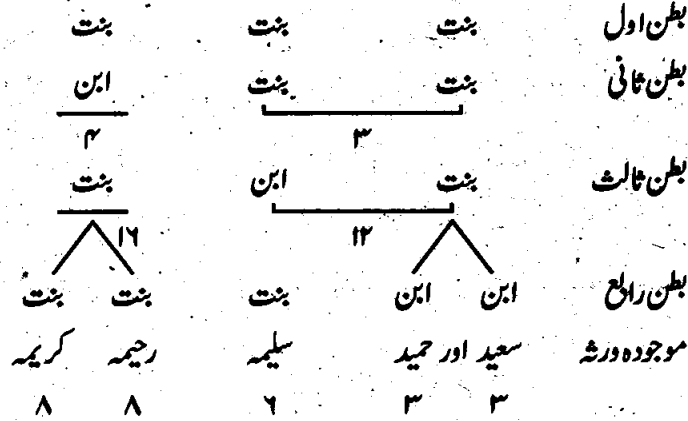
نوٹ: ہم نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک پر مسائل کو بیان تو کر دیا ہے اس لئے کہ مشائخ بخارا نے مفتی کی سہولت کی خاطر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو اختیار فرمایا ہے لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے جمہور احناف کے ہاں فتویٰ طرفین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب پر ہے۔

فصل

"علماؤنا رحمهم الله تعالىٰ يعتبرون الجهات في التوريث غير أنّ أبا يوسف رحمه الله تعالىٰ يعتبر الجهات في أبدان الفروع ومحمد رحمه الله تعالىٰ يعتبر الجهات في الأصول كما إذا ترك بنتي بنت بنت وهما أيضاً بنتا إبن بنت وإبن بنت بنت بهٰذه الصورة.

میت

بطن أول	بنت	بنت	بنت
بطن ثاني	بنت	إبن	بنت
بطن ثالث	بنتي		إبن
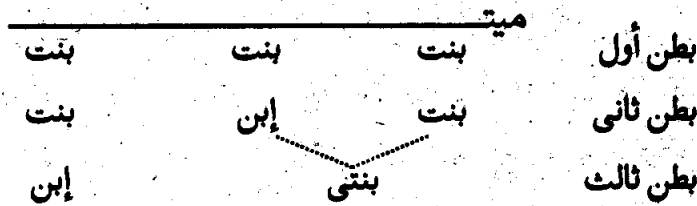
عند أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ يكون المال بينهم أثلاثاً وصار كأنه ترك أربع بنات وإبنا ثلثاه للبنتين وثلثه للإبن وعند محمد رحمه الله تعالىٰ يقسم المال بينهم علىٰ ثمانية وعشرين سهمًا للبنتين إثنان وعشرون سهمًا ستة عشر سهمًا من قبل أبيهما وستة أسهم من قبل أمهما وللإبن ستة أسهم من قبل أمه."

فصل

ترجمہ: "ہمارے (تمام) علمائے احناف رحمہم اللہ تعالیٰ وراثت میں (رشتوں کے) جہات کا اعتبار کرتے ہیں

لیکن (پھر اعتبار جہات میں اختلاف ہے) امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ابدان فروع میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اصول میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں جیسے کسی نے نواسی کی دو بیٹیاں جو کہ نواسے کی بھی بیٹیاں ہوں اور دوسری نواسی کا ایک بیٹا چھوڑا (بصورت مذکورہ فی المتن) تو امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں ترکہ ان کے مابین اثلاثاً تقسیم ہوگا اور یوں ہوگا گویا اس نے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا ہے دو ثلث بیٹیوں کو اور ایک ثلث بیٹے کو ملے گا اور امام محمد کے ہاں ان میں ترکہ اٹھائیس حصوں میں بٹ کر تقسیم ہوگا بائیس حصے بیٹیوں کو ملیں گے سولہ حصے باپ کے طرف سے اور چھ حصے ماں کی طرف سے اور بیٹے کو چھ حصے ملیں گے اس کے ماں کی جانب سے۔"

اعتبار جہات کا بیان

تشریح: احناف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے نزدیک بالاتفاق ذوی الارحام کی وراثت میں جہات کا اعتبار ہے لیکن طریقہ تقسیم میں اختلاف ہے امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ابدانِ فروع میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں جب کہ امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ابدانِ اصول میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں مثلاً زید کے نواسے صدیق کا نکاح زید ہی کی نواسی حمیرہ سے ہوا ان کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں عابدہ اور زاہدہ اور زید کی ایک دوسری نواسی زبیدہ کا لڑکا عمیر بھی موجود ہے اب زید کا انتقال ہوا اور اس کے ورثہ میں سے صرف یہی مذکورہ افراد ہیں یعنی نواسے صدیق کی دو بیٹیاں عابدہ اور زاہدہ جو کہ نواسی حمیرہ کی بھی بیٹیاں ہیں اور ایک دوسری نواسی کا بیٹا عمیر، اب دیکھئے ان میں سے عابدہ اور زاہدہ کے ساتھ زید کا رشتہ ماں اور باپ دونوں جہات سے ہے جب کہ عمیر کے ساتھ صرف ایک جہت یعنی ماں کی طرف سے، لہٰذا حسب تفصیل سابقہ جس بطن میں اختلاف ہے اس میں اصول کی صفت ذکورت وانوثت اور فروع کے تعداد کا لحاظ کر کے سہام تقسیم ہوں گے اور پھر ہر ایک کا سہم ان کے فروع کی طرف منتقل ہوگا جس کی وجہ سے جس کی جتنی قرابت ہے اتنی جہات سے اس کو سہام خود بخود مل جائیں گے لہٰذا مسئلہ مذکورہ میں امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں مال اثلاثاً تقسیم ہوگا (یعنی مسئلہ تین سے ہوگا) دو بیٹیوں کو ملیں گے اور ایک بیٹے کو اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں اصل مسئلہ سات سے ہے اور تصحیح اٹھائیس سے ہوگی اس لئے کہ دوسرے بطن میں لڑکا (صدیق) بمنزلہ دو لڑکوں کے ہے اور لڑکی (حمیرہ) بمنزلہ دو لڑکیوں کے ہے اور ایک تیسری لڑکی (زبیدہ) بھی ہے لہٰذا ان کے رؤس اعتبار یہ سات ہوں گے جس کے لحاظ سے مسئلہ سات سے ہوا اب جب ہم نے اس بطن میں مردوں کو الگ طائفہ اور اناث کو الگ طائفہ بنایا تو سات میں سے تین حصے طائفہ اناث یعنی حمیرہ اور زبیدہ کو ملے اور چار حصے طائفہ ذکور یعنی صدیق کو ملے اب یہ سہام جب ہم بطن ثالث میں ان کے فروع کی طرف منتقل کرتے ہیں تو دونوں لڑکیوں عابدہ اور زاہدہ کو طائفہ ذکور یعنی باپ کی طرف سے چار ملے جو ان پر دو دو کر کے برابر تقسیم ہوئے لیکن طائفہ اناث کا حصہ جب ہم نے ان کے فروع کی طرف منتقل کیا تو وہ ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ حصہ تین اسباع ہے اور ان کے فروع دو لڑکیاں

اور ایک لڑکا ہے جن کے رؤس اعتبار چار ہیں اور چار اور تین میں نسبت تباین ہے لہٰذا رؤس اعتبار یہ چار کو اصل مسئلہ سات میں ضرب دیا ۴×۷=۲۸ ہوئے یہی تصحیح ہے۔ بطن ثانی میں چونکہ طائفہ ذکور کو ۴ ملے تھے اسے جب ضرب دیا مضروب مسئلہ ۴ سے تو ۱٦ ہوئے جو ملیں گے ان کے فروع یعنی عابدہ اور زاہدہ کو اور طائفہ اناث کو بطن ثانی میں تین ملے تھے اسے جب ضرب دیا مضروب مسئلہ ۴ میں تو ۱۲ ہوئے جو ملیں گے ان کے فروع یعنی ایک لڑکے عمیر اور دو لڑکیوں عابدہ اور زاہدہ کو جو ان پر للذكر مثل حظ الأنثيين کے ضابطہ سے تقسیم ہوں گے ٦ لڑکے کو اور ٦ دو لڑکیوں کو اب جب تمام حصوں کو جمع کیا تو عابدہ اور زاہدہ کو کل ۲۲ ملے چھ ملیں گے ان کے ماں حمیرہ کا حصہ اور سولہ ملیں گے باپ صدیق کی طرف سے اور لڑکے عمیر کو صرف چھ ملیں گے اس کی ماں زبیدہ کا حصہ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۷ تصـ ۲۸ عند محمدؒ مسئلہ ۳ عند ابی یوسفؒ

بنت	بنت	بنت
ابن (صدیق)	بنت (حمیرہ)	بنت (زبیدہ)
۴	۳	
بنتین (عابدہ وزاہدہ)		ابن (عمیر)
۱٦	٦ / ۲۲	٦
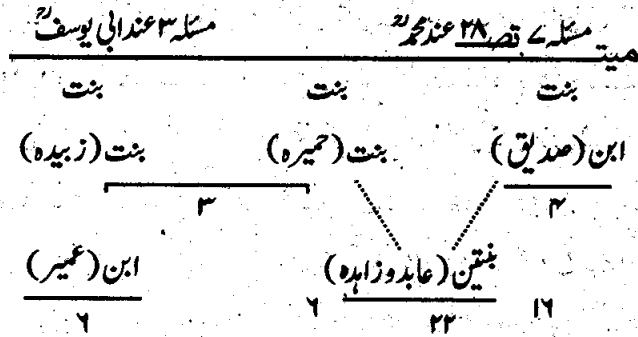
فصل فی الصنف الثانی

"أولٰهم بالميراث أقربهم إلى الميت من أيّ جهة كان، وعند الإستواء فمن كان يدلى بوارث فهو أولى كأب أم الأم أولى من أب أب الأم عند أبى سهيل الفرائضى وأبى فضل الخصاف وعلى بن عيسى البصرى ولا تفضيل له عند أبى سليمان الجرجانى وأبى على البستى، وإن إستوت منازلهم وليس فيهم من يدلى بوارثٍ أو كان كلهم يدلون بوارث وإتفقت صفة من يدلون بهم وإتحدت قرابتهم فالقسمة حينئذ على أبدانهم، وإن إختلفت صفة من يدلون بهم يقسم المال على أول بطن إختلف كما فى الصنف الأول، وإن إختلفت قرابتهم فالثلثان لقرابة الأب وهو نصيب الاب والثلث لقرابة الأم وهو نصيب الأم ثم ما أصاب لكل فريق يقسم بينهم كما لو إتحدت قرابتهم."

یہ فصل (ذوی الارحام کی) دوسری قسم کے بیان میں ہے

ترجمہ: "ان میں سے ترکہ کا زیادہ حقدار وہ ہے جو (رشتہ کے لحاظ سے) میت کے زیادہ قریب ہو خواہ ماں کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے اور برابری کی صورت میں جو ذی رحم کسی وارث کے واسطے سے میت کی طرف

منسوب ہو وہ ترکہ کا زیادہ حق دار ہے (اس ذی رحم سے جو غیر وارث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہے) جیسے نانی کا باپ زیادہ حق دار ہے نانا کے باپ سے امام ابی سہیل فرائضی اور ابی فضل خصاف اور علی بن عیسی بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں اور ابو سلیمان جرجانی اور ابو علی بستی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو کوئی فضیلت حاصل نہیں، اور اگر سب ذوی الارحام درجات میں برابر ہوں اور ان میں کوئی وارث کے واسطے سے میت کا رشتہ دار نہ ہو یا سب وارث کے توسط سے میت کے رشتہ دار ہوں اور اس درمیانی واسطوں کی صفت اور رشتہ داری ایک ہی طرح کی ہو تو اس وقت تقسیم ترکہ ذوی الارحام کے ابدان پر ہوگی (للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطے پر) اور اگر ان درمیانی واسطوں کی صفت مرد و عورت ہونے میں مختلف ہو تو ترکہ اس اوّل بطن پر جس میں اختلاف ہوا ہے (للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطے سے) تقسیم ہوگا جیسے کہ قسم اوّل میں بیان ہوا ہے اور اگر ان کی رشتہ داری مختلف ہو (یعنی کچھ ابوی ہیں اور کچھ اموی) تو دو ثلث باپ کے رشتہ داروں کے لئے ہے جو باپ کا حصہ ہے اور ایک ثلث ماں کے رشتہ داروں کو ملے گا جو ماں کا حصہ ہے۔ پھر ہر فریق کو جتنا مل چکا ہے وہ ان میں آپس میں اس طرح تقسیم ہوگا جس طرح کہ قرابت میں متحد ہونے کی صورت میں تقسیم ہوتا ہے (یعنی جب سب اموی ہوں یا سب ابوی ہوں تو اصل کی صفت کو دیکھا جاتا ہے اگر اصول صفت ذکورت و انوثت میں متفق ہیں تو ابدان فروع کے اعتبار سے اور اگر اصول صفت میں متفق نہیں تو جس بطن میں صفت کا پہلا اختلاف ہوا ہے ان پر تقسیم ہو کر ان کا حصہ ان کے فروع کو ملتا ہے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ دو ثلث باپ کے رشتہ داروں کو اور ایک ثلث ماں کے رشتہ داروں کو)۔"

ذوی الارحام کی دوسری قسم

تشریح: اگر ذوی الارحام کے قسم اوّل میں سے کوئی نہ ہو تو قسم دوم کو وارث بنایا جائے گا۔

اس قسم ثانی کی جو درحقیقت چار جدات واجداد فاسدہ یعنی ① نانا ② دادی کا باپ ③ نانا کی ماں ④ دادی کے باپ کی ماں، اور ان کے اصول پر مشتمل ہے، کی چار حالتیں ہیں۔

❶ پہلی حالت یہ ہے کہ سب ذوی الارحام درجات میں مختلف ہوں اس صورت میں اقرب کو میراث ملے گی اور ابعد محروم رہے گا خواہ کسی بھی طرف سے ہو (ماں کی جانب سے یا باپ کی جانب) برابر ہے کہ جن کے واسطے سے ذوی الارحام کا میت سے رشتہ ہے وارث ہو یا نہیں۔ جیسے:

میت مسئلہ ۱

ام	ام
اب	ام
۱	اب
	محروم

❷ دوسری حالت یہ ہے کہ سب درجے میں مساوی ہوں لیکن بعض کا رشتہ میت کے ساتھ بواسطہ وارث کے ہو اور بعض کا بواسطہ ذی رحم کے ہو تو امام ابو سہیل فرائضی اور ابوالفضل احمد بن عمر بن مہیر خصاف اور علی بن عیسیٰ البصری رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جس کا رشتہ کسی وارث کے واسطے سے ہے وہ اولیٰ ہے اس سے جس کا رشتہ بواسطہ ذی رحم ہو مثلاً نانی کا باپ جس کا رشتہ میت کے ساتھ جدہ صحیحہ (نانی جو وارث ہیں) کے واسطے سے ہے اولیٰ ہے نانا کے باپ سے جس کا رشتہ میت سے بواسطہ جد فاسد (نانا جو ذی رحم ہے) کے ہے باوجودیکہ درجے میں دونوں مساوی ہیں لہٰذا کل مال نانی کے باپ کو ملے گا اور نانا کا باپ محروم رہے گا۔ بایں صورت:

میت مسئلہ ۱

ام	ام
ام	اب
اب	اب
۱	محروم

لیکن ابوسلیمان جوزجانی اور ابوعلی البستی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان میں کسی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں بلکہ ان کے ہاں قواعد سابقہ کے مطابق مال اثلاثا تقسیم ہوگا دو تہائی نانا کے باپ کو اور ایک تہائی نانی کے باپ کو ملے گا۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

ام	ام
اب	ام
اب	اب
۲	۱

❸ تیسری حالت یہ ہے کہ تمام ذوی الارحام درجے میں مساوی ہوں اور سب کا رشتہ میت کے ساتھ بواسطہ وارث کے ہو یا سب کا رشتہ میت سے بواسطہ غیر وارث کے ہو اور وہ واسطہ صفت ذکورت اور انوثت میں بھی برابر ہو اور جہت قرابت بھی ایک ہو یعنی سب اموی ہوں یا سب ابوی ہوں تو یہ سب وارث ہوں گے اور فروع کے ابدان کا لحاظ کرتے ہوئے للذکر مثل حظ الأنثيين کے اصول سے ترکہ تقسیم ہوگا مثلاً ان کی مثال جو بواسطہ وارث کے رشتہ دار ہیں اور سب ابوی ہیں کہ پردادا کا نانا اور پردادی کا نانا رہ جائیں تو ترکہ ان کے ابدان کے اعتبار سے تقسیم ہوگا دو ثلث پردادا کے نانا کو اور ایک ثلث پردادی کے نانا کو ملے گا۔ بایں صورت

میت مسئلہ ۳

اب	اب
اب	ام
اب	ام
ام	ام
اب	اب
۲	۱

❹ چوتھی حالت یہ ہے کہ سب وارث یا غیر وارث کے واسطے سے قرابت دار ہوں اور درجے بھی مساوی ہوں جہت قرابت بھی ایک ہو مگر اصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہو تو اس صورت میں توریث کا طریقہ وہی ہوگا جو قسم اوّل میں امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے ہم بیان کر چکے ہیں یعنی جس بطن میں پہلا اختلاف ہو پہلے وہاں حسب تفصیل سابقہ ترکہ تقسیم کیا جائے گا اور پھر ان کے فروع کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ لیکن واضح رہے کہ قسم اوّل اور قسم ثانی میں معمولی سا فرق ہے وہ یہ کہ قسم اوّل میں اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت وانوثت اصول کی اور عدد فروع کا معتبر ہوتا ہے مگر قسم ثانی میں ایسا نہیں بلکہ اس میں تقسیم کرتے ہوئے فروع کی تعداد کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

اور اگر سب وارث کے واسطے سے قرابت دار ہیں اور درجہ بھی مساوی ہے مگر جہت قرابت میں فرق ہو تو اس صورت میں مال اثلاثا تقسیم ہوگا ثلثان قرابت اب والوں کو اور ایک ثلث قرابت ام والوں کو ملے گا پھر ہر فریق کو جو حصہ ملا ہے وہ اصول سابقہ کے مطابق ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔ مثلاً بایں صورت:

میت مسئلہ ۳ تصـ ۹ تصـ ۲۷

ام		اب	
اب	ام	ام	اب
ام	ام	اب	ام
اب	اب	اب	اب
۶	۳	۶	۱۲
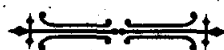
فصل فى الصنف الثالث

"ألحكم فيهم كالحكم فى الصنف الأول أعنى أولٰهم بالميراث أقربهم إلى الميت، وإن إستووا فى القرب فولد العصبة أولٰى من ولد ذوى الأرحام كبنت إبن الأخ وابن بنت الأخت كلاهما لأب وأم أولأب أو أحدهما لأب وأم والآخر لأب، ألمال كله لبنت إبن الأخ لأنها ولد العصبة، ولو كأنا لأمّ، ألمال بينهما للذكر مثل حظ الأنثيين عند أبى يوسف رحمه الله تعالٰى بإعتبار الأبدان وعند محمد رحمه الله تعالٰى ألمال بينهما أنصافاً بإعتبار الأصول بهٰذه الصورة.

المسئله من ٣ عند ابى يوسفؒ و عند محمدؒ من ٢

ميت

الأخ لأم	الأخت لأم
إبن	بنت
بنت	إبن

وإن إستووا فى القرب وليس فيهم ولد عصبة أو كان كلهم أولاد العصبات أو كان بعضهم أولاد العصبات وبعضهم أولاد أصحاب الفرائض فأبو يوسف رحمه الله تعالٰى يعتبر الأقوىٰ ومحمد رحمه الله تعالٰى يقسم المال على الإخوة والأخوات مع إعتبار عدد الفروع والجهات فى الأصول فما أصاب كل فريق يقسم بين فروعهم كما فى الصنف الأول كما إذا ترك ثلاث بنات إخوة متفرّقين وثلٰثة بنين وثلٰث بنات أخوات متفرقات بهٰذه الصورة.

ميت

أخ لأب وأم	أخ لأب	أخ لأم	أخت لأب وأم		أخت لأب		أخت لأم	
بنت	بنت	بنت	إبن	بنت	إبن	بنت	إبن	بنت
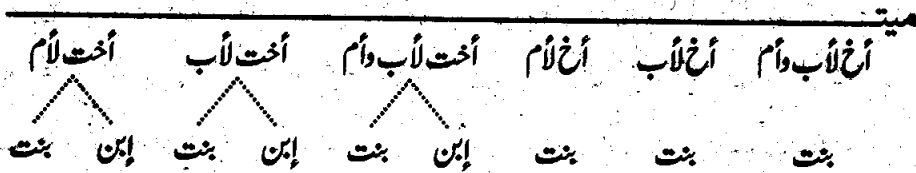
عند أبى يوسف رحمه الله تعالٰى يقسم كل المال بين فروع بنى الأعيان، ثم بين فروع بنى العلات ثم بين فروع بنى الأخياف للذكر مثل حظ الأنثيين أرباعاً بإعتبار الأبدان وعند محمد رحمه الله تعالٰى يقسم ثلث المال بين فروع بنى الأخياف على السويّة أثلاثاً لإستواء أصولهم فى القسمة والباقى بين فروع بنى الأعيان أنصافاً لإعتبار عدد الفروع فى الأصول نصفه لبنت الأخ نصيب أبيها والنصف الأخر بين ولدى الأخت للذكر مثل حظ الأنثيين

بإعتبار الأبدان وتصح من تسعة، ولو ترك ثلث بنات بنى إخوة متفرقين بهذه الصورة

ميت

الأخ لأم	الأخ لأب	الأخ لأب وأم
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت

ألمال كله لبنت ابن الأخ لأب وأم بالأتفاق لأنها ولد العصبة ولها أيضا قوة القرابة."

یہ فصل ہے ذوی الارحام کی "تیسری قسم" کے بیان میں

ترجمہ: "اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے یعنی أولى بالميراث أقرب إلى الميت ہے اور اگر (یہ سب) درجہ میں مساوی ہو تو پھر عصبہ کی اولاد اولیٰ ہے ذوی الارحام کی اولاد سے جیسے بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا خواہ دونوں حقیقی ہوں یا دونوں علاتی ہوں یا ایک حقیقی اور ایک علاتی ہو تو مال پورا کا پورا بھتیجے کی بیٹی کو ملے گا اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے اور اگر دونوں اخیافی ہوں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ترکہ ان میں باعتبار ابدان کے للذكر مثل حظ الأنثيين (کے ضابطے پر) تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اصول کا اعتبار کرتے ہوئے مال آدھا آدھا تقسیم ہوگا بصورت مذکورہ فی المتن۔ اور اگر (یہ سب ذوی الارحام) قربِ رشتہ میں برابر ہوں اور ان میں سے کوئی عصبہ کی اولاد نہ ہو یا سب کے سب عصبات کی اولاد ہوں یا بعض عصبہ کی اولاد ہو اور بعض ذوی الفروض کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ قوت قرابت کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اصول میں جہات رشتہ اور عدد فروع کا لحاظ فرماتے ہوئے (پہلے بہن بھائیوں پر ترکہ تقسیم کرتے ہیں پھر) ہر فریق کو جو حصہ ملتا ہے اسے اس فریق کے فروع پر تقسیم فرماتے ہیں جیسے کہ قسم اوّل میں (گزر چکا ہے) مثلاً میت متفرق بھائیوں کی تین بیٹیاں اور متفرق بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں (متن میں) دیئے ہوئے نقشہ کے مطابق چھوڑ جائے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کل ترکہ حقیقی بہن بھائی کی اولاد (اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں) پھر علاتی بہن بھائی کی اولاد میں (اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں) پھر اخیافی بہن بھائی کی اولاد میں باعتبار ابدان کے چار حصے ہو کر بضابطہ للذكر مثل حظ الأنثيين تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ثلث مال تین حصے ہو کر اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد میں برابر برابر تقسیم ہوگا اس لئے کہ ان (فروع) کے اصول تقسیم ترکہ میں برابر ہیں اور باقی (دو ثلث مال) حقیقی بہن بھائی کی اولاد کے مابین آدھا آدھا تقسیم ہوگا اصول میں عدد فروع کا لحاظ کرتے ہوئے لہٰذا مابقیہ (دو ثلث کا) نصف بھتیجی کو ملے گا جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور باقی نصف بہن کی اولاد کے مابین ابدان کا

لحاظ کر کے بضابطہ للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا اور اس کی تصحیح ہوتی ہے نو سے۔ اور اگر (متن میں مذکور صورت پر) متفرق بھتیجوں کی تین بیٹیاں چھوڑ مرے تو پورا ترکہ حقیقی بھتیجے کی بیٹی کا ہے بالاتفاق اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے اور اس کے لئے قوت قرابت بھی ہے۔"

تشریح: ذوی الارحام کی تیسری قسم بھانجے بھانجیاں اور بھتیجیاں اور اخیافی بہن بھائیوں کی اولادیں ہیں جو درحقیقت دس اشخاص ہیں اگرچہ درجے میں کتنے ہی دور ہوں ① حقیقی بھتیجی ② علاتی بھتیجی ③ حقیقی بھانجا ④ حقیقی بھانجی ⑤ علاتی بھانجا ⑥ علاتی بھانجی ⑦ اخیافی بھتیجا ⑧ اخیافی بھتیجی ⑨ اخیافی بھانجا ⑩ اخیافی بھانجی، ان تمام افراد کی پانچ حالتیں ہیں:

❶ کہ ان کے درجات میں فرق ہو، کوئی قریب ہو کوئی بعید تو ان میں اقرب اولیٰ بالمیراث ہوں گے اور ابعد ساقط ہوں گے اگرچہ وہ اقرب عورت ہو اور ابعد مرد ہو۔ جیسے:

میت مسئلہ ۱

اخت	اخ
بنت	بنت
۱	ابن
	محروم

❷ درجات میں سب مساوی ہوں لیکن بعض اولاد عصبہ ہو اور بعض اولاد ذوی الارحام تو پورا مال اولاد عصبہ کو ملے گا ان کی قوت قرابت کی وجہ سے اور اولاد ذوی الارحام ساقط ہوں گے اگرچہ وہ مرد ہوں اور اولاد عصبہ عورت ہو مثلاً حقیقی بھتیجی میراث میں مقدم اور اولیٰ ہے حقیقی بھانجے سے لہٰذا مال اسے ملے گا اور بھانجا محروم رہے گا۔ بایں صورت:

میت مسئلہ ۱

اخ	اخت
ابن	بنت
بنت	ابن
۱	م

❸ یہ ہے کہ ان کے درجات مساوی ہوں اور اصول بھی متحد ہوں ذکورت اور انوثت میں تو یہ سب وارث ہوں گے، پھر اگر اصول عینی یا علاتی ہوں تو موجودہ ذوی الارحام میں ترکہ للذکر مثل حظ الأنثیین کے ضابطہ سے تقسیم ہوگا اور اگر اصول خیفی ہوں تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے ہاں ان بنو الاخیاف میں بھی باعتبار ابدان کے مال للذکر مثل حظ الأنثیین کے ضابطے پر تقسیم ہوگا مثلاً ایک اخیافی بھتیجے کی بیٹی اور ایک اخیافی

بھانجی کا بیٹا چھوڑا تو دوتہائی لڑکے کو اور ایک تہائی لڑکی کو ملے گا بایں صورت۔

مسئلہ ۳ عند ابی یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ
میت

الاخ لام	الاخت لام
ابن	بنت
بنت	ابن
۱	۲

اور امام محمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے ہاں ان میں مال مذکر ومؤنث پر علی السویہ آدھا آدھا تقسیم ہوگا باعتبار اصول کے اس لئے کہ ان کے اصول (یعنی اخیافی بہن اور اخیافی بھائی) تقسیم میں برابر ہیں لہٰذا ہر ایک کو اپنے اصل کا حصہ ملے گا بایں صورت۔

مسئلہ ۲ عند محمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ
میت

الاخ لام	الاخت لام
ابن	بنت
بنت	ابن
۱	۱

❹ یہ کہ اگر ان ذوی الارحام کے درجات مساوی ہوں لیکن اصول کی جہت مختلف ہو تو امام ابویوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ قوت قرابت کا لحاظ فرماتے ہیں اور اسی کے اعتبار سے ان پر تقسیم کرتے ہیں یعنی عینی کی اولاد کی وجہ سے علاتی اور خیفی کی اولاد محروم ہوگی اور علاتی کی اولاد کی وجہ سے خیفی کی اولاد محروم ہوگی اور امام محمد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سب سے پہلے اصول یعنی بھائی بہنوں میں ذوی الفروض اور عصبات کے ذکر شدہ احکام وحالات کے مطابق تقسیم کرتے ہیں البتہ حصہ دیتے ہوئے اصول میں عدد فروع کا اور صفت اصول کی معتبر مانتے ہیں اور پھر عینی، علاتی اور خیفی کے الگ الگ طائفے بنا کر ہر ایک کا حصہ ان کی اولاد کو دیتے ہیں عینی اور علاتی کے سہام ان کے فروع پر ذوی الارحام کی قسم اوّل کی طرح تقسیم کرتے ہیں اور خیفی کے سہام ان کے فروع پر مرد وعورت کا حصہ برابر رکھ کر تقسیم کرتے ہیں مثلاً کسی میت نے تین متفرق اعیانی، علاتی اور اخیافی بھائیوں کی تین لڑکیاں اور تین مختلف اعیانی، علاتی، اخیافی بہنوں کی تین لڑکیاں اور تین لڑکے چھوڑے تو امام ابویوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے ہاں ترکہ سب سے پہلے بنو الاعیان پر بضابطہ للذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا اور باقی محروم ہوں گے اگر وہ نہ ہوں تو بنو العلات میں تقسیم ہوگا اور بنو الاخیاف محروم ہوں گے لیکن اگر یہ بھی نہ ہوں تو بنو الاخیاف میں اسی طرح تقسیم ہوگا اور تصحیح چار سے ہوگی بایں صورت۔

میت — مسئلہ ۴ عند ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

اخ عینی	اخ علاتی	اخ خیفی	اخت عیانیہ		اخت علاتیہ		اخت اخیافیہ	
بنت	بنت	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت
۱	م	م	۲	۱	م	م	م	م
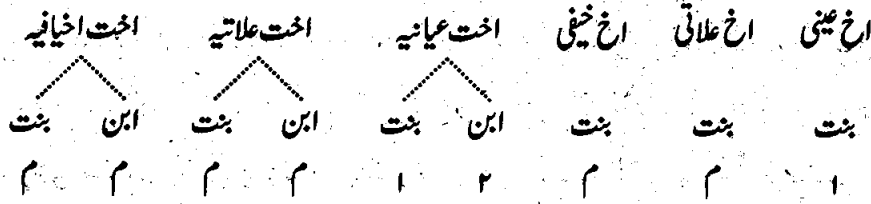
اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئلہ ۳ سے ہوگا اور تصحیح نو سے ہوگی بنو الاخیاف کو ثلث ملے گا جو ان کے فروع میں برابر برابر تقسیم ہوگا جبکہ باقی چھ بنو الاعیان کو ملیں گے جو ان کے فروع میں مثل قسم اوّل کے تقسیم ہوں گے اور بنو العلات بنو الاعیان کی وجہ سے ساقط ہوں گے بایں صورت۔

میت — مسئلہ ۳ تصحیح ۹ عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

اخ عینی	اخت عیانیہ		اخ علاتی	اخت علاتیہ		اخ خیفی	اخت اخیافیہ	
بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت
۳	۲	۱	م	م	م	۱	۱	۱
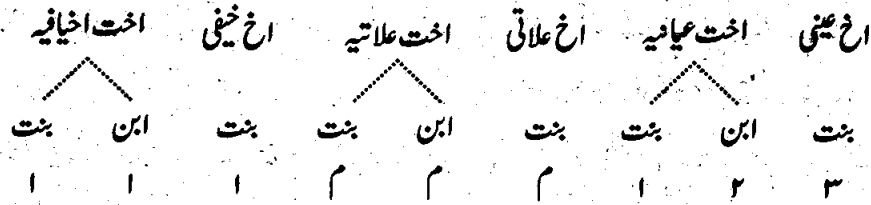
❺ کہ درجے میں سب مساوی ہوں اور سب ذوی الفروض یا عصبات کی اولاد ہو مگر ایک میں ایسی قوت ہو جو دوسرے میں نہ ہو تو ترکہ قوت قرابت والے کو ملے گا جیسے ایک حقیقی بھتیجے کی بیٹی ہو اور دوسری علاتی بھتیجے کی بیٹی ہو تو ترکہ حقیقی بھتیجی کی بیٹی کو ملے گا اور علاتی بھتیجے کی بیٹی محروم رہے گی بایں صورت۔

میت — مسئلہ ۱

اخ عینی	اخ علاتی
ابن	ابن
بنت	بنت
۱	م
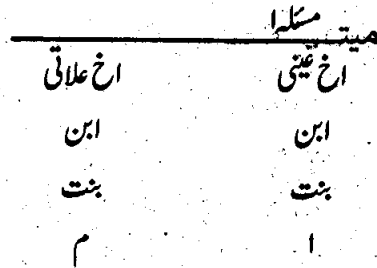
فصل فی الصّنف الرّابع

"ألحكم فيهم أنه إذا إنفرد واحد منهم إستحقّ المال كله لعدم المزاحم، وإن إجتمعوا وكان حيز قرابتهم متحدا كالعمات والأعمام لأم أو الأخوال والخالات فالأقوىٰ منهم أولىٰ بالإجماع أعني من كان لأب وأم أولىٰ ممن كان لأب ومن كان لأب أولىٰ ممن كان لأمّ

ذكورا كانوا أو إناثا، وإن كانوا ذكورا أو إناثا وإستوت قرابتهم فللذكر مثل حظ الأنثيين كعم وعمة كلاهما لأمّ أو خال وخالة كلاهما لأب وأمّ أولأب أولأمّ، وإن كان حيّز قرابتهم مختلفاً فلا إعتبار لقوة القرابة كعمة لأب وأم وخالة لأم أو خالة لأب وأم وعمة لأم فالثلثان لقرابة الأب وهو نصيب الأب والثلث لقرابة الأم وهو نصيب الأم ثم ما أصاب كل فريق يقسم بينهم كما لو إتحد حيز قرابتهم."

یہ فصل چوتھی قسم کے بیان میں ہے

ترجمہ: "ان کا حکم یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی منفرد ہو تو وہ پورے مال کا مستحق ہوگا مقابل نہ ہونے کی وجہ سے اور اگر (ان میں سے) کئی افراد جمع ہو جائیں اور ان کی جہت قرابت ایک ہو جیسے اخیافی چچا اور پھوپھیاں یا ماموں اور خالائیں ہوئیں تو بالاجماع ان میں سے جو قوی ہو وہی اولیٰ بالمیراث ہوگا یعنی جو ماں باپ دونوں سے ہو وہ اولیٰ ہوگا اس سے جو صرف باپ سے ہو اور جو صرف باپ سے ہو وہ اولیٰ ہوگا اس سے جو صرف ماں سے ہو خواہ یہ مرد ہوں یا عورت اور اگر مذکر و مؤنث دونوں ہوں اور جہت قرابت بھی برابر ہو تو (مال ان میں) بضابطہ للذکر مثل حظ الأنثيين تقسیم ہوگا جیسے ماں کا چچا اور پھوپھی اور ماں کا ماموں اور خالہ ہوئی جب کہ دونوں حقیقی ہوں یا دونوں علاتی ہوں یا دونوں اخیافی ہوں اور اگر جہت قرابت مختلف ہو تو پھر قوت قرابت کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا جیسے ایک حقیقی پھوپھی اور ایک اخیافی خالہ ہو یا ایک حقیقی خالہ اور ایک اخیافی پھوپھی ہو تو دو ثلث قرابت اب کے لئے ہوں گے جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور ایک ثلث ماں کے رشتہ دار کے لئے جو اس کی ماں کا حصہ ہے پھر جس فریق کو جتنا مال ملا وہ ان کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا جیسے کہ ان کی جہت قرابت ایک ہو"

ذوی الارحام کی چوتھی قسم

تشریح: ذوی الارحام کی چوتھی قسم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو میت کے دادا اور نانا یا دادی اور نانی میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو چاہے یہ دادا، نانا یا دادی، نانی قریب کے ہوں یا دور کے اور ان کی تعداد دس ہے ① حقیقی پھوپھی ② علاتی پھوپھی ③ اخیافی پھوپھی ④ اخیافی چچا ⑤ حقیقی ماموں ⑥ علاتی ماموں ⑦ اخیافی ماموں ⑧ حقیقی خالہ ⑨ علاتی خالہ ⑩ اخیافی خالہ۔

ان کی پانچ حالتیں یا پانچ قواعد ہیں۔

قاعدہ ①: ان دس میں سے صرف ایک فریق ہو تو اس صورت میں پورا مال اسی فریق کو ملے گا اس لئے کہ ان کا کوئی

مقابل موجود نہیں جس کے ساتھ مال تقسیم ہو۔

قاعدہ (۲): کئی فریق جمع ہوں تو سب سے پہلے ترجیح قرب درجہ سے ہوگی جیسے پھوپھی کی وجہ سے چچا کی لڑکی محروم ہوگی۔

قاعدہ (۳): اگر قرب درجہ میں سب برابر ہیں اور سب کی جہت قرابت ایک ہو تو جس کی جہت قرابت قوی ہو پورا مال وہی لے گا اگرچہ وہ قوت قرابت والی عورت ہی کیوں نہ ہو مثلاً بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱

عمہ عینیہ	عمہ علاتیہ	عم خیفی	عمہ خیفیہ
۱	م	م	م

یا جیسے مثلاً:

میت مسئلہ ۱

خالہ عینیہ	خال علاتی	خالہ علاتیہ
۱	م	م

قاعدہ (۴): قوت قرابت بھی مساوی ہو اور بطونِ اصول میں صفت ذکورت وانوثت کا فرق بھی نہ ہو تو موجود ورثہ میں ترکہ للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطے سے تقسیم ہوگا مثلاً بایں صورت۔

میت مسئلہ ۵

عم عینی	عم عینی	عم عینی
بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	ابن
۲	۱	۲

اس لئے کہ تینوں جہت قرابت اور قوت قرابت اور ادلاء میں مساوی ہیں کہ تینوں ابوی اور عینی ہیں اور تینوں کے اصول کی صفت ایک ہے اور سب ایک درجہ میں ہیں لہٰذا عورت کو ایک اور مرد کو دو ملے گا۔

یا مثلاً بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

خال علاتی	خال علاتی
ابن	ابن
بنت	ابن
۱	۲

کیونکہ دونوں ماں کی جانب سے ہے اور قوت قرابت اور ادلاء میں برابر ہیں اس لئے ترکہ بمطابق لذکر مثل حظ الأنثیین تقسیم ہوگا۔

قاعدہ ⑤: اگر درجہ قرابت وادلاء مساوی ہو لیکن جہت قرابت میں صفت ذکورت وانوثت کا فرق ہو تو اس صورت میں قوت قرابت کا لحاظ نہیں ہوگا بلکہ جو ورثہ باپ کی جانب سے ہیں ان کا الگ طائفہ بنالیا جائے اور جو ماں کی جانب سے ہے ان کا الگ طائفہ بنایا جائے اور ترکہ پہلے ان کے اصول (ماں باپ) پر اثلاثا تقسیم ہو کر ان طائفوں کی طرف منتقل ہوگا اور والد کے رشتہ داروں کو دو تہائی اور والدہ کے رشتہ داروں کو ایک تہائی ملے گا پھر ہر طائفے کا حصہ ان کے فروع پر تقسیم ہوگا مگر اس میں درج ذیل امور کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

❶ طائفہ "اب" اور طائفہ "ام" دونوں کو بالکل الگ الگ سمجھا جائے گا اور ایک طائفہ کا دوسرے طائفہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا حتیٰ کہ ایک طائفہ کے قوی کی وجہ سے دوسرے طائفہ کا ضعیف محروم نہ ہوگا اسی طرح ایک طائفہ کے ولدِ وارث کی وجہ سے دوسرے طائفہ کا ولدِ غیر وارث محروم نہ ہوگا۔

❷ ہر طائفہ کے حصص فروع کی طرف منتقل کرتے ہوئے ان میں آپس میں قوت قرابت کی وجہ سے بعض کو بعض پر ترجیح ہوگی یعنی ایک طائفہ کا عینی اسی طائفہ کے علاتی اور اخیافی کو محروم کرے گا یا ولد وارث ولد غیر وارث کو محروم کرے گا۔

❸ پہلے ہر طائفہ کے حصص کو تقسیم کرتے وقت بطونِ اصول میں اصول کی صفت ذکورت اور انوثت اور فروع کی تعداد کا اعتبار ہوگا مثل قسم اوّل کے۔

مثلاً ایک علاتی پھوپھی کا نواسا اور ایک علاتی چچا کی دو نواسیاں جو ایک تیسری علاتی پھوپھی کی پوتیاں بھی ہیں رہ جائیں اور ساتھ ایک حقیقی خالہ کی دو نواسیاں اور ایک حقیقی ماموں کے دو نواسے جو ایک تیسری حقیقی خالہ کے پوتے ہیں رہ جائیں اور ایک علاتی خالہ کا نواسا ہو تو پہلے ان کے اصول پر مال اثلاثا تقسیم کر کے قرابت اب والوں کو الگ اور قرابت ام والوں کو الگ طائفہ بنادیں گے اور پھر مثل قسم اوّل کے ترکہ تقسیم کریں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳ تصـ ۱۲ تصـ ۳۶
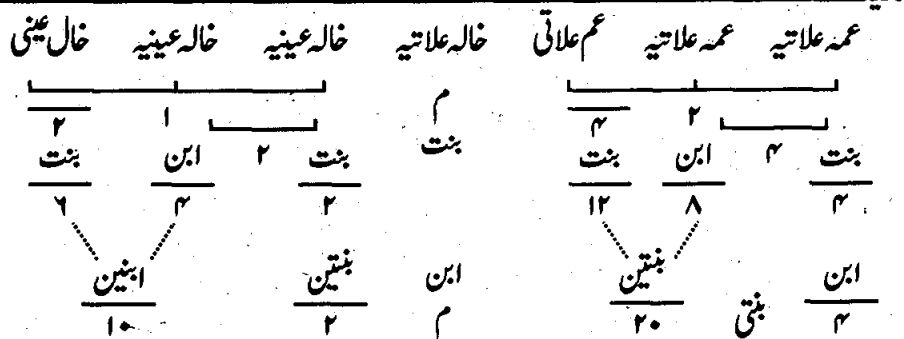
عمہ علاتیہ	عمہ علاتیہ	عم علاتی	خالہ علاتیہ	خالہ عینیہ	خالہ عینیہ	خال عینی
	۲		م		۱	
۴		۴		۲		۲
بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
۴	۸	۱۲		۲	۴	۶
ابن	بنتی	بنتین	ابن	بنتین		ابنین
۴		۲۰	م	۲		۱۰

C12

فصل فى اولادهم

”ألحكم فيهم كالحكم فى الصنف الأوّل أعنى أولٰهم بالميراث أقربهم إلٰى الميّت من أىّ جهة كان، وإن إستووا فى القرب وكان حيز قرابتهم متحداً فمن كانت له قوة القرابة فهو أولٰى بالإجماع، وإن إستووا فى القرب والقرابة وكان حيّز قرابتهم متحداً فولد العصبة أولٰى كبنت العم وإبن العمة كلاهما لأب وأم أولأب، ألمال كلّه لبنت العم لأنها ولد العصبة وإن كان أحدهما لأب وأم والأخر لأب، ألمال كله لمن كان له قوة القرابة فى ظاهر الرواية قياسا علٰى خالة لأب مع كونها ولد ذى رحم هى أولٰى بقوة القرابة من الخالة لأم مع كونها ولد الوارثة لأن الترجيح لمعنى فيه وهو قوة القرابة أولٰى من الترجيح لمعنى فى غيره وهو الإدلاء بالوارث، وقال بعضهم ألمال كله لبنت العم لأب لأنها ولد العصبة، وإن إستووا فى القرب ولٰكن إختلف حيّز قرابتهم فلا إعتبار لقوة القرابة ولا لولد العصبة فى ظاهر الرواية قياسا علٰى عمة لأب وأم مع كونها ذات القرابتين وولد الوارث من الجهتين هى ليست بأولٰى من الخالة لأب أو لأم لٰكن الثُلثين لمن يدلٰى بقرابة الأب فيعتبر فيهم قوة القرابة ثم ولد العصبة والثلثُ لمن يُدلٰى بقرابة الأم وتعتبر فيهم قوة القرابة، ثم عند أبى يوسف رحمه اللّٰه تعالٰى ما أصاب كل فريق يقسم علٰى أبدان فروعهم مع إعتبار عدد الجهات فى الفروع وعند محمّد رحمه اللّٰه تعالٰى يقسم المال علٰى أوّل بطن إختلف مع إعتبار عدد الفروع والجهات فى الأصول كما فى الصنف الأول ثم ينتقل هذا الحكم إلٰى جهة عمومة أبويه وخؤ ولتهما ثم إلٰى أولادهم ثم إلٰى جهة عمومة أبوى ابويه وخؤ ولتهما ثم إلٰى أولادهم كما فى العصبات.“

یہ فصل چوتھی قسم کی اولاد کے بیان میں ہے

ترجمہ: ”ان کا بھی وہی حکم ہے جو قسم اوّل کا ہے یعنی ان میں سے أولٰى بالميراث أقرب إلى الميت ہے خواہ کسی بھی جہت سے ہو اور اگر درجہ میں مساوی ہوں اور جہت قرابت بھی ایک ہو تو جس کی قرابت زیادہ مضبوط ہوگی وہی اولیٰ ہے بالاجماع اور اگر درجہ اور قرابت میں مساوی ہوں اور جہت قرابت بھی ایک ہو تو اولاد عصبہ اولیٰ ہوگی جیسے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا ہوئے جب کہ دونوں حقیقی ہوں یا دونوں علاتی ہوں تو پورا مال چچا کی بیٹی کے لئے ہوگا اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے، اور اگر ان میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاتی تو ظاہر الروایت میں پورا مال اسی کے لئے ہوگا جس کے لئے قوت قرابت ہے قیاس کرتے ہوئے خالہ علاتیہ پر کہ وہ باوجودیکہ ذی رحم کی اولاد ہے قوت قرابت کی وجہ سے اولیٰ ہے خالہ اخیافیہ سے حالانکہ وہ اولاد ہے وارث کی اس لئے کہ ترجیح ایسے معنی کی وجہ سے جو اس

(مرجح) کے ذات میں موجود ہو یعنی قوت قرابت وہ اولیٰ ہے ایسی ترجیح سے جو کسی غیر کی وجہ سے ہو کہ وہ میت کی طرف وارث کے توسط سے منسوب ہوتا ہے، اور بعض علماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پورا مال علاتی چچا کی بیٹی کا ہوگا اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے۔

اور اگر قرب درجہ میں مساوی ہوں لیکن جہت قرابت مختلف ہوں تو پھر ظاہر روایت میں قوت قرابت کا اور نہ ہی ولدِ عصبہ کا کوئی اعتبار ہوگا، حقیقی پھوپھی پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ دو قرابتوں والی اور وارث کی اولاد ہے دونوں جانب سے لیکن وہ علاتی یا اخیافی خالہ سے اولیٰ نہیں ہے، لیکن دو تہائی مال اس رشتہ دار کے لئے ہوگا جو باپ کی توسط سے منسوب ہو پھر ان میں آپس میں قوت قرابت معتبر ہوگی پھر اعتبار ہوگا اولاد عصبہ کا، اور ایک ثلث اس رشتہ دار کے لئے ہوگا جو ماں کی توسط سے منسوب ہو اور ان میں بھی (آپس میں) قوت قرابت کا اعتبار ہوگا پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جس فریق کو جو ملا وہ ان کے ابدان فروع پر فروع میں اصول کے تعددِ جہات کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مال سب سے پہلے اس بطن پر جس میں اختلاف ہوا ہے اعدادِ فروع اور جہاتِ اصول کا اعتبار کرتے ہوئے تقسیم ہوگا جیسے کہ قسم اوّل میں بیان ہوا ہے۔ پھر یہی حکم منتقل ہوگا والدین کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں کی طرف اور پھر ان کی اولاد کی طرف اور پھر دادا کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں اور پھر ان کی اولاد کی طرف جیسے کہ عصبات کے بیان میں گزر چکا ہے۔"

ذوی الارحام کے قسم رابع کی اولاد کے احکام

تشریح: ذوی الارحام کی چوتھی قسم کی اولاد جو کہ چچا کی بیٹیاں اور پھوپھی، خالہ اور ماموں کی اولاد اور اولاد الاولاد ہے ان کے تقسیم میراث کے سات اصول ہیں۔

❶ قرابت میں درجے مختلف ہوں تو جو میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی پورے مال کا حق دار ہوگا خواہ باپ کی جانب سے رشتہ ہو یا ماں کی جانب سے جیسے:

مسئلہ ۱
میت

عمہ	عمہ
بنت	بنت
۱	ابن
	م

❷ کہ قرب درجے اور جہت قرابت میں برابر ہو یعنی سب باپ کی جانب سے رشتہ دار ہوں یا سب ماں کی جانب سے رشتہ دار ہوں اور ان میں کوئی اولاد عصبہ نہ ہو جیسے حقیقی اور علاتی پھوپھی کی اولاد یا حقیقی اور علاتی خالہ کی اولاد، یا

سب کے سب عصبہ کی اولاد ہوں جیسے حقیقی یا علاتی چچا کی بیٹیاں تو پورا مال قوت قرابت والے کو ملے گا یعنی حقیقی کی موجودگی میں علاتی اور خیفی اور علاتی کی موجودگی میں خیفی محروم رہیں گے۔ جیسے:

مسئلہ ۱
میت

عمہ اخیافیہ	عمہ علاتیہ	عمہ عیانیہ
ابن	ابن	بنت
م	م	۱

یا جیسے:

مسئلہ ۱
میت

خالہ خیفیہ	خالہ علاتیہ	خالہ عینیہ
ابن	ابن	بنت
م	م	۱

یا جیسے:

مسئلہ ۱
میت

عم علاتی	عم عینی
بنت	بنت
م	۱

۳ کہ قرب درجہ اور قوت قرابت میں مساوی ہو لیکن بعض ان میں سے اولاد عصبہ ہو اور بعض اولاد ذوی الارحام تو مال پورا اولاد عصبہ کو ملے گا جیسے حقیقی یا علاتی چچا کی بیٹی اور حقیقی یا علاتی پھوپھی کا بیٹا ہو تو پورا مال حقیقی یا علاتی چچا کی بیٹی کو ملے گا اس لئے کہ وہ عصبہ کی اولاد ہے جیسے:

مسئلہ ۱
میت

عمہ عینیہ/ علاتیہ	عم عینی/ علاتی
ابن	بنت
م	۱

۴ کہ قرب درجہ اور جہت قرابت ایک ہو مگر ان میں سے بعض اولاد عصبہ ہوتے ہوئے بھی قوت قرابت میں بعض اولاد غیر عصبہ سے کمزور ہو تو اس کی وجہ ترجیح میں اختلاف ہے ظاہر الروایت میں پورا مال قوت قرابت والے کو ملے گا جیسے حقیقی پھوپھی کا بیٹا اور علاتی چچا کی بیٹی ہو تو پھوپھی کے بیٹے کو علاتی خالہ پر قیاس کر کے سارا مال دیا جائے گا اس لئے کہ ترجیح ایسے معنی کی وجہ سے جو ذات وارث میں موجود ہے اولیٰ ہے اس ترجیح سے جو کسی غیر کے سبب سے ہو اور

مثال مذکور میں پھوپھی کے بیٹے کی وجہ ترجیح اس کی قرابت ہے جو اس کے ذات میں ہے برخلاف علاتی چچا کی بیٹی کے کہ اگرچہ وہ عصبہ کی بیٹی ہے مگر قوت قرابت میں کمزور ہے اس لئے مال سارا پھوپھی کے بیٹے کو ملے گا یہی قول مفتی بہ ہے۔ اور بعض نے اولادِ وارث کو ترجیح دی ہے اور فرمایا کہ پورا مال علاتی چچا کی بیٹی کو ملے گا اس لئے کہ یہ وارث کی اولاد ہے اور پھوپھی کا بیٹا ساقط ہوگا۔ جیسے:

مسئلہ ا۔ باعتبار ظاہر الروایت

میت

عم علاتی	عمہ عیانیہ
بنت	ابن
م	ا

علی قول البعض

میت

عم علاتی	عمہ عیانیہ
بنت	ابن
ا	م

❺ کہ قرب درجہ میں مساوی ہوں لیکن جہات قرابت مختلف ہوں تو ظاہر الروایت میں قوت قرابت اور ولد عصبہ ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا بلکہ جو بواسطہ اب کے منسوب ہیں ان کو دو تہائی اور جو بواسطہ ام کے منسوب ہیں ان کو ایک تہائی ملے گا پھر ہر فریق کے اصول اگر صفت ذکورت وانوثت میں متفق ہوں تو ان میں آپس میں قوت قرابت اور ولدِ عصبہ ہونے کا لحاظ ہوگا مثلاً ایک پھوپھی کی بیٹی اور ایک خالہ کی بیٹی ہو تو دو تہائی مال جو باپ کا حصہ ہے پھوپھی کی بیٹی کو اور ایک تہائی جو ماں کا حصہ ہے خالہ کی بیٹی کو ملے گا بایں صورت۔

مسئلہ ۳

میت

عمہ عیانیہ	خالہ عیانیہ
بنت	بنت
۲	ا

❻ اور اگر ہر فریق کے اصول کی صفتِ ذکورت وانوثت مختلف ہو تو ان میں آپس میں بھی قوت قرابت اور ولدِ عصبہ ہونے کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا بلکہ اصول پر مال اثلاثاً تقسیم ہو کر ہر فریق کا حصہ اس کے فروع پر امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے ہاں فروع میں عدد جہات کا اعتبار کرتے ہوئے ان کے ابدان پر تقسیم ہوگا مثلاً پھوپھی کے بیٹے کی بیٹی اور ایک پھوپھی کی بیٹی کا بیٹا اور ایک خالہ کی بیٹی کی بیٹی اور ایک خالہ کی بیٹی کا بیٹا ہو تو امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے ہاں مال دونوں فریق پر اثلاثاً تقسیم ہوگا لہٰذا اصل مسئلہ تین سے ہوگا اور تصحیح نو سے ہوگی بایں صورت۔

مسئلہ ۳ (۳×۳=۹) تصـ۹ عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

میت

عمه	عمه	خالة	خالة
ابن	بنت	بنت	ابن
بنت	ابن	ابن	بنت
۲	۴	۲	۱

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مسئلہ تین سے ہوگا اور تصحیح نو سے لیکن ان کے ہاں ترکہ پہلے اس بطن پر تقسیم کیا جائے گا جس میں اختلاف ہوا ہے صفت کا، عدد فروع اور جہات اصول کا لحاظ کرتے ہوئے اصول میں اور پھر جہاتِ اصول کا اعتبار ہوگا ہر فرع اپنے اپنے اصل کا حصہ لے گا جیسا کہ صف اوّل میں بیان ہو چکا ہے بایں صورت۔

مسئلہ ۳ (۳×۳=۹) تصـ۹

میت

عمه	عمه	خالة	خالة
۲		۱	
ابن	بنت	بنت	ابن
۴	۲	۱	۲
بنت	ابن	ابن	بنت
۴	۲	۱	۲

متعدد ہونے کی مثال جیسے پھوپھی کے بیٹے کی ایک بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی کے دو بیٹے اور خالہ کے بیٹے کی دو بیٹیاں اور خالہ کی بیٹی کے تین بیٹے ہوں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اصل مسئلہ تین سے ہوگا اور تصحیح ایک سو بیس سے ہوگی بایں صورت۔

مسئلہ ۳ (۴۰×۳ = ۱۲۰) تصـ۱۲۰ عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ

میت

عمه	عمه	خالة	خالة
ابن	بنت	ابن	بنت
بنت	ابنين	بنتين	ثلاثة ابناء
۲/۸۰		۱/۴۰	
۱۶	۶۴	۱۰	۳۰

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تصحیح ۵۴ سے ہوگی بایں صورت

مسئلہ ۳ (۱۸×۳ = ۵۴) تصـ۵۴

میت

عمه	عمه	خالة	خالة
۲		۱	
۳۶		۱۸	
ابن	بنت	ابن	بنت
۱۸	۱۸	۱۲	۶
بنت	ابنين	بنتين	ثلاثة ابناء
۱۸	۱۸	۱۲	۶

حصے پورے اور ایک کا ایک چوتھائی ہوا یعنی ¼ ۲ لہٰذا کسر کے نیچے والے ۴ سے عدد صحیح ۲ کو ضرب دیں تو حاصلِ ضرب آٹھ بنے پھر جب اس میں اوپر والا ایک ملایا تو نو ہوئے جیسا کہ ہم حساب کے قواعد میں بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نو میں سے بیٹے کے لئے چار بیٹی کے لئے دو اور خنثیٰ کے لئے تین جو کہ نصف نصیبین ہے ہوئے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۹

بنت	خنثیٰ	ابن
۲	۳	۴

اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے برتقدیر مرد و عورت دو مسئلے بنائیں پھر دونوں مسئلوں کے درمیان آپس میں نسبت دیکھیں اگر نسبت تباین ہو تو ہر ایک کے کل کو دوسرے کہ کل مسئلے اور پھر ورثہ کے حصوں میں ضرب دیں پھر دونوں کا حاصل جمع کریں وہی تصحیح مسئلہ اور ہر وارث کا حصہ ہوگا اور اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل اور پھر ہر وارث کے حصہ میں ضرب دیں اور دونوں کے حاصل کو جمع کریں اور اگر تداخل ہو تو اکثر مسئلے کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور پھر ورثہ کے حصص میں ضرب دیں اور حاصل جمع کریں اور اگر تماثل ہو تو کسی ایک کو دوسرے کے کل میں اور پھر ورثہ کے حصص میں ضرب دیں اور حاصل جمع کریں۔

مثلاً کتاب میں مذکور مسئلہ میں اگر خنثیٰ کو مذکر فرض کیا جائے تو اس کو دو اخماس یعنی پانچ میں سے دو ملیں گے اس لئے کہ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہے جب خنثیٰ کو بھی مرد فرض کیا تو دو بھائی ایک بہن ہوئے لہٰذا ان کے عدد رؤس ۵ ہوئے لہٰذا مسئلہ ۵ سے ہوا اور پانچ میں سے ۲ خنثیٰ کو ملے اور ۲ دوسرے بیٹے کو اور ایک بیٹی کو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۵

	بنت	خنثیٰ	ابن
اصل مسئلہ سے	۱	۲	۲
مسئلہ انوثت میں ضرب دینے سے	۴	۸	۸

اور اگر اسے عورت فرض کرلیں تو اسے ربع ملے گا اس لئے کہ اس صورت میں ایک بھائی دو بہنیں ہوئیں جن کے عدد اعتبار یہ چار ہیں لہٰذا مسئلہ چار سے ہوا اس چار میں سے ربع یعنی ایک اس خنثیٰ کو اور ایک دوسری بیٹی کو اور دو بیٹے کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴

	بنت	خنثیٰ	ابن
اصل مسئلہ سے	۱	۱	۲
مسئلہ ذکوت میں ضرب دینے سے	۵	۵	۱۰

تخريج قول الشعبي رحمه الله تعالىٰ قال أبو يوسف رحمه الله تعالىٰ للإبن سهم وللبنت نصف سهم وللخنثىٰ ثلٰثة أرباع سهم لأن الخنثىٰ يستحق سهما إن كان ذكراً و نصف سهم إن كان أنثىٰ وهذا متيقن فيأخذ نصف النصيبين أو النصف المتيقن مع نصف النصف المتنازع فيه فصارت له ثلٰثة أرباع سهم ومجموع الأنصباء سهمان وربع سهم لأنه يعتبر السهام والعول وتصح من تسعة، أو نقول للإبن سهمان وللبنت سهم وللخنثىٰ نصف النصيبين وهو سهم ونصف سهم، وقال محمّد رحمه الله تعالىٰ يأخذ الخنثىٰ خمسي المال إن كان ذكراً و ربع المال إن كان أنثىٰ فيأخذ نصف النصيبين وذٰلك خمس وثمن بإعتبار الحالين وتصح من أربعين وهو المجتمع من ضرب إحدى المسئلتين وهي الأربعة في الأخرىٰ وهي الخمسة ثم في الحالتين فمن كان له شيء من الخمسة فمضروب في الأربعة ومن كان له شيء من الأربعة فمضروب في الخمسة فصارت للخنثىٰ من الضربين ثلٰثة عشر سهماً وللإبن ثمانية عشر سهماً وللبنت تسعة أسهم."

یہ فصل ہے خنثیٰ کی وراثت کے بیان میں

ترجمہ: "خنثیٰ مشکل (جس کے متعلق فیصلہ نہ ہو سکے کہ مرد ہے یا عورت) کے لئے مرد وعورت کے حصوں میں سے کمتر حصہ ہے۔ (یعنی خنثیٰ کو مرد اور عورت فرض کرنے کے بعد جس تقدیر پر محروم رہے یا حصہ کم ملے اسی تقدیر کا اعتبار ہوگا) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں اور یہی جمہور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسے میت ایک بیٹا ایک بیٹی اور ایک خنثیٰ چھوڑ کر مرے تو خنثیٰ کے لئے ایک بیٹی کا حصہ ہے کیونکہ یہی حصہ یقینی ہے اور امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں خنثیٰ کے لئے مرد وعورت دونوں کے حصوں کا آدھا آدھا ہے باہمی نزاع کی وجہ سے (کہ خنثیٰ تو خود دعویٰ کرے گا مرد ہونے کا زیادتی میراث کے لئے اور دوسرے ورثہ اسے عورت کہیں گے اور کسی جانب کو ترجیح دینا ممکن نہیں اس لئے کہ کوئی ظاہری علامت موجود نہیں اس لئے جانبین کے دعوؤں کی رعایت کرتے ہوئے اس کے لئے مرد وعورت دونوں کے حصوں کا آدھا آدھا ہوگا) اور یہی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے اور امام شعبی کے قول کے تخریج میں صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (صورت مذکورہ میں) بیٹے کے لئے ایک حصہ، بیٹی کے لئے آدھا حصہ اور خنثیٰ کے لئے ایک حصے کے چار حصوں میں سے تین حصے ہوں گے، اس لئے کہ خنثیٰ مرد ہونے کی صورت میں ایک حصے کا حق دار ہے اور عورت ہونے کی صورت میں نصف حصے کا حق دار ہے اور یہی نصف یقینی ہے پس دونوں حصوں کا آدھا لے گا یا (یوں کہئے کہ) اس نصف کو جو یقینی ہے لے لے گا اس نصف کے نصف کے ساتھ جو

متنازع فیہ ہے تو پورے ایک حصے کے تین چوتھائی ہوئے، اور کل حصے دو حصے پورے اور ایک چوتھائی حصہ بنتا ہے اس لئے کہ وہ (امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ) سہام اور عول دونوں کا اعتبار کرتے ہیں اور تصحیح نو سے ہوگی۔ یا (بالفاظ دیگر) ہم کہیں گے کہ بیٹے کے لئے دو حصے اور بیٹی کے لئے ایک حصہ اور خنثیٰ کے لئے ان دونوں حصوں کا نصف ہے اور وہ ایک حصہ پورا اور ایک آدھا حصہ ہے۔ اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ (اس مسئلہ کے تخریج میں) فرماتے ہیں کہ خنثیٰ اگر (بالفرض) مرد ہو تو دو خمس لے گا اور اگر عورت ہو تو ربع مال لے لے گا پس وہ ان دونوں حصوں کا نصف لے لے گا اور یہ نصف ایک خمس اور ثمن ہے دونوں حالتوں کے اعتبار سے (یعنی خنثیٰ کو مرد و عورت فرض کرتے ہوئے) اور تصحیح چالیس سے ہوگی اور یہ چالیس مجموعہ ہے دونوں مسئلوں کو ایک دوسرے میں ضرب دینے کا جو کہ چار اور پانچ ہے اور پھر اس کے دونوں حالتوں (بتقدیر ذکورت وانوثت) میں ضرب دینے کا پس جس کو پانچ میں سے جو ملا ہے اس کو چار میں ضرب دیا جائے گا اور جس کو چار میں سے جو ملا ہے اُسے پانچ میں ضرب دیا جائے گا پس دونوں ضربوں سے خنثیٰ کا حصہ تیرہ اور بیٹے کا حصہ اٹھارہ اور بیٹی کا حصہ نو ہو جائے گا۔"

خنثیٰ مشکل کی وراثت کے احکام

تشریح: خنثیٰ خنث سے اسم تفضیل مؤنث کا صیغہ ہے لغت میں اس کے معنی نرمی، تکسر کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ہر وہ انسان جس میں مرد و عورت دونوں کی علامات موجود ہوں یا دونوں موجود نہ ہوں پھر اس خنثیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ ① خنثیٰ مشکل ② خنثیٰ غیر مشکل۔

خنثیٰ غیر مشکل کا مسئلہ تو آسان ہے کہ اس میں جس جنس کی صفات زیادہ ہوں اس کو وہی مانا جائے گا یعنی اگر مرد والی صفات زیادہ ہیں تو مرد اور اگر عورت والی صفات زیادہ ہیں تو عورت اور اس پر انہی کے احکام جاری ہوں گے مثلاً اس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے اولاد ہوئی یا داڑھی وغیرہ نکل آئی تو اس کو مرد مانا جائے گا اور اگر اسے حیض آیا یا وہ خود حاملہ ہوگئی یا اس کے پستان ظاہر ہوئے تو اسے عورت مانا جائے گا۔

اسی طرح اگر ظاہری کوئی علامت نہیں اور مرد و عورت دونوں کے الات اس کے ساتھ موجود ہوں تو وہ جس راستے سے پیشاب کرتا ہے اسی کا اعتبار ہوگا یعنی اگر مرد کے راستے (ذکر) سے پیشاب کرتا ہے تو حکماً مرد اور اگر عورت کے راستے (فرج) سے پیشاب کرتا ہے تو حکماً عورت اور اگر دونوں راستوں سے پیشاب کرتا ہے تو اعتبار سبقت کا ہوگا کہ پہلے پیشاب کس راستے سے خارج ہوتا ہے اگر مرد والے راستے سے تو حکماً مرد اور اگر عورت والے راستے سے تو حکماً عورت۔

لیکن اگر حالت ایسی مشتبہ ہو جائے کہ کسی طرح سے بھی مرد یا عورت ہونے کو ترجیح نہ دی جا سکے مثلاً دونوں راستوں سے پیشاب معاً ہو یا مرد و عورت دونوں کی علامات ہی نہیں تو اسے خنثیٰ مشکل کہتے ہیں کتب میراث میں خنثیٰ سے مراد

ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے متبعین کے ہاں خنثیٰ مشکل کے لئے اسوء الحالین ہے یعنی اسے مرد و عورت فرض کرتے ہوئے دو الگ الگ مسئلے بنائے جائیں جس صورت میں یہ محروم رہے یا اسے کم حصہ ملے اسی پر عمل کیا جائے اور اسی پر فتویٰ ہے مثلاً ایک بیٹا اور ایک خنثیٰ مشکل چھوڑا تو خنثیٰ کو عورت فرض کرتے ہوئے مال تین حصوں میں بٹ کر تقسیم ہوگا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۳

ابن	خنثیٰ
۲	۱

اسی طرح اگر میت شوہر، ماں، ایک اخیافی بہن اور ایک علاتی خنثیٰ (یعنی باپ سے پیدا) چھوڑ مرے تو اس صورت میں اگر خنثیٰ کو عورت فرض کیا جائے تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول کرے گا آٹھ کی طرف آٹھ میں سے تین خنثیٰ کو ملیں گے۔ اور اگر خنثیٰ کو مرد فرض کر لیں تو بھی مسئلہ چھ سے ہوگا اور یہ عصبہ بن جائے گا اور چھ میں سے باقی ماندہ ایک اس کو ملے گا اور وہ بنسبت آٹھ میں سے تین کے بہت کم ہے اس لئے کہ آٹھ میں سے تین کل مال کے ایک چوتھائی سے زیادہ ہے اور عصبہ بننے کی صورت میں ملا ہوا ایک کل مال کا سدس ہے اور وہ کم ہے لہٰذا احناف کے ہاں اس صورت میں خنثیٰ کو مرد فرض کیا جائے گا اور چھ میں سے ایک ملے گا جو کہ یقینی ہے اور اس سے زیادہ چونکہ مشکوک ہے اس لئے وہ نہیں ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶

زوج	ام	اخت اخیافیہ	خنثیٰ لاب
۳	۱	۱	۱

لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کچھ دیگر حضرات کے ہاں خنثیٰ کے لئے مرد و عورت دونوں کے حصوں کا نصف ہوگا اس لئے کہ وہ خود دعویٰ کرتا ہے مرد ہونے کا اور باقی ورثہ اسے عورت کہتے ہیں اور کسی دعوے کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں اس لئے دونوں قولوں پر عمل کرتے ہوئے خنثیٰ کو مرد و عورت کے حصوں کا آدھا آدھا ملے گا یہ مسلک جیسا کہ خود مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت سے واضح ہے غیر مفتیٰ بہ اور مرجوح ہے، مگر تعجب ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے نہ صرف یہ کہ بیان کیا ہے بلکہ مثال بھی اسی مسلک کے مطابق دی ہے اس لئے ہم بھی اسے حل کر دیتے ہیں۔ واضح ہو کہ امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس نصف النصیبین کے قول کی تخریج میں صاحبین کا اختلاف ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ پورے حصے ملا کر کسر کے مخرج میں ضرب دیتے ہیں مثلاً بیٹے کے لئے پورا حصہ اور بیٹی کے لئے آدھا حصہ اور خنثیٰ کے لئے تین چوتھائی ہوں گے تو کل دو

حصے پورے اور ایک کا ایک چوتھائی ہوا یعنی $\frac{1}{4}$ ۲ لہٰذا کسر کے نیچے والے ۴ سے عدد صحیح ۲ کو ضرب دیں گے چار میں تو حاصلِ ضرب آٹھ بنے پھر جب اس میں اوپر والا ایک ملایا تو نو ہوئے جیسا کہ ہم حساب کے قواعد میں بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس نو میں سے بیٹے کے لئے چار بیٹی کے لئے دو اور خنثیٰ کے لئے تین جو کہ نصف نصیبین ہے ہوئے بایں صورت۔

اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بر تقدیر مرد و عورت دو مسئلے بنائیں پھر دونوں مسئلوں کے درمیان آپس میں نسبت دیکھیں اگر نسبت تباین ہو تو ہر ایک کے کل کو دوسرے کہ کل مسئلے اور پھر ورثہ کے حصوں میں ضرب دیں پھر دونوں کا حاصل جمع کریں وہی تصحیح مسئلہ اور ہر وارث کا حصہ ہوگا اور اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل اور پھر ہر وارث کے حصہ میں ضرب دیں اور دونوں کے حاصل کو جمع کریں اور اگر تداخل ہو تو اکثر مسئلے کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور پھر ورثہ کے حصص میں ضرب دیں اور حاصل جمع کریں اور اگر تماثل ہو تو کسی ایک کو دوسرے کے کل میں اور پھر ورثہ کے حصص میں ضرب دیں اور حاصل جمع کریں۔

مثلاً کتاب میں مذکور مسئلہ میں اگر خنثیٰ کو مذکر فرض کیا جائے تو اس کو دو اخماس یعنی پانچ میں سے دو ملیں گے اس لئے کہ ایک بھائی دو بہنوں کے برابر ہے جب خنثیٰ کو بھی مرد فرض کیا تو دو بھائی ایک بہن ہوئے لہٰذا ان کے عدد رؤس ۵ ہوئے لہٰذا مسئلہ ۵ سے ہوا اور پانچ میں سے ۲ خنثیٰ کو ملے اور ۲ دوسرے بیٹے کو اور ایک بیٹی کو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۵

	ابن	خنثیٰ	بنت
اصل مسئلہ سے	۲	۲	۱
مسئلہ انوثت میں ضرب دینے سے	۸	۸	۴

اور اگر اسے عورت فرض کر لیں تو اسے ربع ملے گا اس لئے کہ اس صورت میں ایک بھائی دو بہنیں ہوئیں جن کے عدد اعتبار یہ چار ہیں لہٰذا مسئلہ چار سے ہوا اس چار میں سے ربع یعنی ایک اس خنثیٰ کو اور ایک دوسری بیٹی کو اور دو بیٹے کو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۴

	ابن	خنثیٰ	بنت
اصل مسئلہ سے	۲	۱	۱
مسئلہ ذکوت میں ضرب دینے سے	۱۰	۵	۵

اب نسبت دیکھی دونوں مسئلوں یعنی ۵ اور ۴ کے درمیان تو ان میں نسبت تباین ہے لہٰذا ہر ایک کو دوسرے میں ضرب دینے سے بیس حاصل ہوئے یعنی ۵ کو ۴ میں ضرب دینے سے ۲۰ اور ۴ کو ۵ میں ضرب دینے سے ۲۰ جس کا مجموعہ چالیس ہوئے یہی تصحیح ہے اس میں سے ہر ایک کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانچ سے جو ملے تھے اسے چار میں اور چار سے جو ملے تھے اسے پانچ میں ضرب دیں پھر دونوں کا حاصلِ ضرب جمع کریں وہی مجموعہ ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ تو اس مسئلہ میں خنثیٰ کو بحیثیت مرد کے پانچ میں سے دو مل رہے تھے اسے ضرب دیا چار میں تو آٹھ ہوئے اور چار میں سے اسے بحیثیت عورت کے ایک مل رہا تھا اسے پانچ میں ضرب دینے سے پانچ ہوئے ان کا مجموعہ ۱۳ ہے یہی خنثیٰ کا حصہ ہے اور بیٹے کو پانچ میں سے دو ملے تھے اسے چار میں ضرب دینے سے آٹھ ہوئے اور چار میں سے بھی اسے دو ملے تھے اسے پانچ میں ضرب دینے سے دس ہوئے ان کا مجموعہ اٹھارہ ہوا اور یہ بیٹے کا حصہ ہے بیٹی کو دونوں میں سے ایک ایک ملا تھا ہر ایک کو دوسرے کے مخرج میں ضرب دینے سے نو ہوئے جو اس کا حصہ ہے بایں صورت۔

مجموعہ نصف نصیبین عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن	خنثیٰ	بنت
۱۸	۱۳	۹

اگر میت دو بیٹے دو خنثیٰ مشکل اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مر جائے تو اس صورت میں خنثیٰ کو اگر مرد فرض کر لیں تو مسئلہ دس سے ہوگا اس لئے کہ ان کے رؤس اعتبار یہ دس ہوئے اور دس میں سے ہر خنثیٰ کو دو، دو ملیں گے بایں صورت۔

میت مسئلہ ۱۰

	ابن	ابن	خنثیٰ	خنثیٰ	بنت	بنت
اصل مسئلہ سے	۲	۲	۲	۲	۱	۱
مسئلہ انوثت میں ضرب دینے سے	۸	۸	۸	۸	۴	۴

اور اگر انہیں عورت فرض کر لیں تو چونکہ اس صورت میں ان کے رؤس اعتبار یہ آٹھ ہوئے اس لئے مسئلہ آٹھ سے ہوگا اور اس آٹھ میں سے ہر خنثیٰ کو ایک ثمن یعنی ایک، ایک ملے گا بایں صورت۔

میت مسئلہ ۸

	ابن	ابن	خنثیٰ	خنثیٰ	بنت	بنت
اصل مسئلہ سے	۲	۲	۱	۱	۱	۱
مسئلہ ذکوت میں ضرب دینے سے	۱۰	۱۰	۵	۵	۵	۵

اب نسبت دیکھی دونوں مسئلوں یعنی ۱۰ اور ۸ میں تو ان میں نسبت توافق بالنصف ہے لہٰذا ہر ایک کے نصف کو

دوسرے کے کل میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب چالیس ہوئے جس کا مجموعہ اسی ہوئے اور یہی تصحیح ہے اب بقاعدہ مذکورہ دیکھا کہ ہر ایک خنثیٰ کو دس میں سے دو حاصل تھے اسے وفقِ ثمن ۴ میں ضرب دینے سے آٹھ ہوئے اور آٹھ میں سے ہر ایک کو ایک حاصل تھا جسے دس کے وفق ۵ میں ضرب دینے سے پانچ ہوئے دونوں کا مجموعہ ۱۳ ہوا اور یہی ہر ایک خنثیٰ کا حصہ ہے اور بیٹوں میں سے ہر ایک کو ہر ایک مسئلے سے دو حاصل تھے اسے ایک دوسرے کے وفق میں ضرب دینے سے اٹھارہ بنے جو ہر واحد کا حصہ ہے اور دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کے لئے ہر مسئلہ میں سے ایک ایک تھا اسے ہر مسئلہ کے وفق میں ضرب دینے سے نو بنے پانچ دس میں سے اور چار آٹھ میں سے لہٰذا ہر ایک بیٹی کو نو ملیں گے بایں صورت۔

مسئلہ ۸/۱۰ تصـ ۸۰ عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ

مجموعـــه	ابن	ابن	خنثیٰ	خنثیٰ	بنت	بنت
	۱۸	۱۸	۱۳	۱۳	۹	۹

تداخل کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ۴ تصـ ۱۶ باعتبار ذکورت خنثیٰ

زوج	بنت	بنت	خنثیٰ مذکر
۱		۳	
۴	۳	۳	۶

میت مسئلہ ۱۲ رد ۴ تصـ ۱۶ باعتبار انوثت خنثیٰ

زوج	بنت	بنت	خنثیٰ مؤنث
۱		۳	
۴	۴	۴	۴

مسئلہ ۳۲

مجموعـــه	زوج	بنت	بنت	خنثیٰ
	۸	۷	۷	۱۰

فصل فی الحمل

”أكثر مدّة الحمل سنتان عند أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالٰى وعند ليث إبن سعد ثلٰث سنين وعند الشافعي رحمه اللّٰه تعالٰى أربع سنين وعند الزهري رحمه اللّٰه تعالٰى سبع سنين، وأقلّها ستة أشهر ويوقف للحمل عند أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالٰى نصيب أربعة بنين أو أربع

بنات أيّهما أكثر ويعطى لبقية الورثة أقلّ الأنصباء وعند محمد رحمه الله تعالىٰ يوقف نصيب ثلثة بنين أو ثلث بنات أيّهما أكثر رواه ليث بن سعد رحمه الله تعالىٰ وفى رواية أخرىٰ نصيب إبنين وهو قول الحسن رحمه الله تعالىٰ وإحدى الرّوايتين عن أبى يوسف رحمه الله تعالىٰ رواه عنه هشام رحمه الله تعالىٰ وروى الخصّاف رحمه الله تعالىٰ عن أبى يوسف رحمه الله تعالىٰ أنه يوقف نصيب إبن واحد أو بنت واحدة وعليه الفتوىٰ ويوخذ الكفيل علىٰ قوله فإن كان الحمل من الميّت وجاء ت بالولد لتمام أكثر مدة الحمل أو أقل منهما ولم تكن أقرّت بإنقضاء العدّة يرث ويورث عنه، وإن جاء ت بالولد لأكثر من أكثر مدة الحمل لا يرث ولا يورث، وإن كان من غيره وجاء ت بالولد لستة أشهر أو أقلّ منها يرث وإن جاء ت به لأكثر من أقل مدة الحمل لا يرث فإن خرج أقل الولد ثم مات لا يرث وإن خرج أكثره ثم مات يرث فان خرج الولد مستقيما فالمعتبر صدره يعنى إذا خرج الصدر كلّه يرث وإن خرج منكوساً فالمعتبر سرّته.''

یہ فصل حمل کے بیان میں ہے

ترجمہ: ''اکثر مدت حمل امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے نزدیک دو سال، حضرت لیث ابن سعد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے نزدیک تین سال اور امام شافعی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں چار سال اور امام زہری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں سات سال ہے اور اقل مدت حمل بالاتفاق چھ ماہ ہے، اور امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے ہاں حمل کے لئے چار لڑکوں یا چار لڑکیوں میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو وہی موقوف رکھا جائے گا اور حصوں میں سے کمتر حصہ بقیہ وارثوں کو دے دیا جائے گا اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے نزدیک حمل کے لئے تین لڑکوں یا تین لڑکیوں میں سے جس کا حصہ زیادہ ہو وہی موقوف رکھا جائے گا اس قول کو حضرت لیث بن سعد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے (امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے) نقل کیا ہے اور (امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے) دوسری روایت میں حمل کے لئے دو لڑکوں کا حصہ موقوف رکھا جائے گا یہی حضرت حسن بن زیاد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کا قول ہے اور امام ابویوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے بھی یہ ایک روایت ہشام رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے نقل کی ہے اور حضرت خصاف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے امام ابویوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حمل کے لئے ایک بیٹے یا ایک بیٹی کا حصہ روکا جائے گا اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ اور امام ابویوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے قول پر باقی ورثہ سے (حمل کے ایک سے زائد ہونے کی صورت پر) کفیل لیا جائے گا (کہ اپنا اپنا حصہ واپس کر کے دوبارہ حسبِ عدد لڑکے و لڑکیوں کے تقسیم کیا جائے گا) پس اگر حمل میت کا ہو اور اکثر مدت حمل کے پورا ہونے سے پہلے یا اقل مدت حمل کے مکمل ہونے کے بعد پیدا ہو جائے اور اس عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو حمل وارث ہوگا اور (زندہ پیدا ہو کر مر جانے کی صورت

میں) دوسروں کو اس کا وارث بنایا جائے گا، اور اگر اکثر مدت حمل کے بعد بچہ پیدا ہو تو یہ بچہ وارث نہیں ہوگا اور اور نہ ہی کسی اور کو اس کا وارث بنایا جائے گا اگر یہ حمل (میت کا نہ ہو بلکہ) غیر سے ہو اور میت کے انتقال کے چھ مہینے بعد یا اس سے کم مدت گزرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو (وہ میت کا وارث مانا جائے گا اور) وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو وارث نہیں ہوگا۔

اگر حمل کمتر حصہ نکلنے کے بعد مر جائے تو وارث نہیں ہوگا اور اگر زیادہ حصہ نکل جانے کے بعد مر جائے تو وارث ہوگا پس اگر بچہ معروف طریقے سے (سیدھا) نکلے تو اس کے سینے کا اعتبار ہے یعنی جب اس کا پورا سینہ نکل جائے (اور مر جائے) تو وارث ہوگا اور اگر الٹا نکلے (اور مر جائے) تو اس کے ناف کا اعتبار ہوگا (کہ ناف نکل جانے کے بعد مرے تو وارث ہوگا ورنہ نہیں)۔"

تشریح: مسئلہ حمل میں چونکہ حمل ہوتے ہوئے دیگر ورثہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم ولادتِ حمل تک روک دی جائے اور ولادتِ حمل کے بعد اس کی صفت ذکورت یا انوثت اور عدد کے مطابق مسئلہ بنایا جائے خصوصاً جب کہ ولادت قریب ہو لیکن یاد رہے کہ ورثہ کو انتظار پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اگر تمام کے تمام ورثہ بخوشی انتظار پر راضی ہیں تو فبہا ورنہ ترکہ تقسیم کرنا ضروری ہوگا مگر اس کا طریقہ وہ ہوگا جو آگے آرہا ہے اور یہ تقسیم عارضی اور وقتی ہوگی پھر ولادت کے بعد اس تقسیم کو حتمی شکل دی جائے گی۔

لیکن تخریج مسئلہ کا طریقہ بیان کرنے سے پہلے چند باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے۔

❶ **مدت حمل:** اس میں اختلاف ہے اور اس کی تفصیلات کتب فقہ کے "باب ثبوت النسب" میں مفصل مذکور ہیں البتہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ احناف کے ہاں اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال اور کم سے کم چھ ماہ ہے۔ اور اس کی وراثت کے لئے دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط: کہ اگر حمل میت سے ہے یعنی میت کی بیوی حاملہ ہے تو بچہ دو سال کے اندر پیدا ہو اور اگر حمل غیر میت سے ہے مثلاً میت کی ماں حاملہ ہو تو بچہ چھ مہینے کے اندر پیدا ہو۔

دوسری شرط: کہ حمل کا اکثر حصہ ماں کے پیٹ سے زندہ باہر آئے اکثر سے مراد یہ ہے کہ سیدھا یعنی سر کی جانب سے پیدا ہونے کی صورت میں کم سے کم سینہ نکلنے تک زندہ ہو، اور منکوس یعنی پاؤں کی جانب سے پیدا ہونے کی صورت میں کم از کم ناف نکلنے تک زندہ ہو تو وارث ہوگا اور اگر اس سے پہلے مر جائے تو وارث نہ ہوگا۔

❷ **عدد وصفت حمل:** یعنی حمل کی کتنی تعداد فرض کر کے مال کو تقسیم کیا جائے اس سلسلے میں ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے لیکن مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ حمل کو ایک فرض کیا جائے گا اور صفت یعنی ذکورت اور انوثت کے لحاظ سے دو مسئلے بنائے جائیں گے ایک میں حمل کو مذکر فرض کر کے مسئلہ حل کریں اور دوسرے میں اسے مؤنث فرض کر کے مسئلہ حل کریں پھر ان میں جو حالت باعتبار حصے کے حمل کے لئے بہتر ہو اس کے لئے وہ حصہ موقوف کر کے باقی مال باقی ورثہ

میں تقسیم کیا جائے گا البتہ زندہ ورثہ سے اس بات پر کفیل لیا جائے گا کہ اگر حمل کی تعداد ایک سے زیادہ ہوئی تو ورثہ کو جو حصے ملے ہیں ان میں کمی کر کے جو زائد تعداد ہے ان کا حصہ پورا کیا جائے گا اور اگر حصے بڑھ جائیں تو جن وارثوں کو کم حصہ دیا گیا تھا ان کا حصہ پورا کر دیا جائے گا جیسے کہ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

"ألأصل فی تصحیح مسائل الحمل أن تصحَّح المسئلة علٰی تقدیرین أعنی علٰی تقدیر أن الحمل ذکرٌ وعلٰی تقدیر أنه أنثیٰ ثم ینظر بین تصحیحی المسألتین فإن توافقا بجزءٍ فأضرب وفق أحدهما فی جمیع الأخر وإن تباینا فأضرب کل واحد منهما فی جمیع الأخر فالحاصل تصحیح المسئلة ثم أضرب نصیب من کان له شیء من مسئلة ذکورته فی مسئلة أنوثته أو فی وفقها ومن کان له شیء من مسئلة أنوثته فی مسئلة ذکورته أو فی وفقها کما فی الخنثٰی ثم أنظر فی الحاصلین من الضرب أیّهما أقل یعطٰی لذٰلك الوارث والفضل الذی بینهما موقوف من نصیب ذٰلك الوارث فإذا ظهر الحمل فإن کان مستحقًا لجمیع الموقوف فبها وإن کان مستحقا للبعض فیأخذ ذٰلك والباقی مقسوم بین الورثة فیعطٰی لکّل واحد من الورثة ما کان موقوفا من نصیبه کما إذا ترك بنتا وأبوین وإمرأةً حاملاً فالمسئلة من أربعة وعشرین علٰی تقدیر أنّ الحمل ذکر ومن سبعة وعشرین علٰی تقدیر أنه أنثٰی فإذا ضرب وفق أحدهما فی جمیع الأخر صار الحاصل مائتین وستة عشر إذ علٰی تقدیر ذکورته للمرأة سبعة وعشرون وللأبوین لکل واحد ستة وثلٰثون وعلٰی تقدیر أنوثته للمرأة أربعة وعشرون ولکل واحد من الأبوین إثنان وثلٰثون فتعطیٰ للمرأة أربعة وعشرونَ وتوقف من نصیبها ثلٰثة أسهم ومن نصیب کل واحد من الأبوین أربعة أسهم وتعطٰی للبنت ثلٰثة عشر سهماً لأنّ الموقوف فی حقها نصیب أربعة بنین عند أبی حنیفه رحمه اللّٰه تعالٰی و إذا کان البنون أربعة فنصیبها سهم وأربعة أتساعِ سهم من أربعة وعشرین مضروب فی تسعة فصار ثلٰثة عشر سهما وهی لها والباقی موقوف وهو مائة وخمسة عشر سهماً فإن ولدت بنتاً واحدة أو أکثر فجمیع الموقوف للبنات وإن ولدت إبناً واحداً أو أکثر فیعطٰی للمرأة والأبوین ما کان موقوفا من نصیبهم فما بقی تضم إلیه ثلٰثة عشر ویقسم بین الأولاد وإن ولدت ولداً میّتاً فیعطیٰ للمرأة والأبوین ما کان موقوفاً من نصیبهم وللبنت إلٰی تمام النصف وهو خمسة وتسعون سهما والباقی للأب وهو تسعة أسهم لأنه عصبة."

ترجمہ: "مسائل حمل کی تصحیح کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دونوں احتمالوں پر مسئلہ کی تصحیح نکالیں یعنی حمل مذکر ہونے کے احتمال پر اور مؤنث ہونے کے احتمال پر بھی پھر غور کریں دونوں تصحیحوں کے درمیان (کہ کون سی نسبت ہے) پس

اگر نسبت توافق ہو کسی جزء کے ساتھ تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دے دیں اور اگر نسبت تباین ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دو جو حاصلِ ضرب ہو وہ تصحیح مسئلہ ہے پھر باحتمال حمل کے مذکر ہونے کی صورت کے جس وارث کو جتنا ملا ہے اسے ضرب دے دو اس مسئلہ میں جو باحتمال حمل کے عورت ہونے کے تھا یا ضرب دے دو اس کے وفق میں (اگر دونوں میں توافق ہو) اور حمل مؤنث ہونے کی صورت میں (جو مسئلہ نکالا تھا اس میں سے) جس وارث کو جتنا ملا ہے اسے اس مسئلہ میں جو باحتمال حمل کے مذکر ہونے کے تھا ضرب دے دو یا اس کے وفق میں (اگر دونوں میں نسبت توافق ہے) جیسے خنثیٰ کے مسئلہ میں گزر چکا ہے پھر غور کرو دونوں ضربوں کے حاصل میں کہ کونسا کم ہے وہی اس وارث کو دے دیا جائے اور دونوں میں سے جو مقدار زائد ہو وہی موقوف رہے گی اس وارث کے حصہ سے، پس جب حمل ظاہر ہو جائے تو اگر حمل پورے موقوفہ کا حق دار ہے تو وہ اسے لے لے گا اور اگر وہ بعضِ موقوف کا حق دار ہے تو وہ یہ بعض لے لے گا اور باقی مال ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے گا پس ہر وارث کو وہ مقدار جو اس کے حصے میں سے روک دی گئی تھی دے دی جائے گی جیسے جب میت ایک بیٹی، ماں، باپ اور ایک حاملہ بیوی چھوڑ مرے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا اگر حمل کو مذکر فرض کریں، اور حمل کو مؤنث فرض کرنے کی صورت میں مسئلہ ستائیس سے ہوگا۔ پھر جب ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب دو سو سولہ ہوئے بر تقدیر مذکر ہونے حمل کے، بیوی کے لئے ستائیس اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھتیس اور بر تقدیر حمل کے مؤنث ہونے کے بیوی کے لئے چوبیس ہے اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے بتیس ہیں پس بیوی کو چوبیس دے دیئے جائیں اور اس کے حصے سے تین موقوف رکھے جائیں اور والدین میں سے ہر ایک کے حصے سے چار موقوف رکھے جائیں اور بیٹی کو تیرہ دیئے جائیں اس لئے کہ اس کے حق میں سے چار بیٹوں کا حصہ روکا گیا ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور جب بیٹے چار ہوں تو بیٹی کا حصہ ایک پورا اور ایک کے نو حصوں میں سے چار حصے ہوتے ہیں مسئلہ جب چوبیس سے ہو، اور اسے نو میں ضرب دیں تو حاصلِ ضرب تیرہ ہو جائے گا اور یہی بیٹی کا حصہ ہے اور باقی جو ایک سو پندرہ ہیں موقوف رہیں گے پس اگر حاملہ نے ایک یا ایک سے زیادہ لڑکیاں جنیں تو پورا موقوف مال بیٹیوں کا ہوگا اور اگر ایک بیٹا یا زیادہ بیٹے جنے تو بیوی اور اور والدین کو ان کے حصوں میں سے روکا ہوا دیا جائے اور جو باقی رہے اس کے ساتھ تیرہ کو ملا لیں اور بیٹی اور بیٹے میں تقسیم کیا جائے۔ اور اگر مردہ بچہ یا بچی جنے تو بیوی اور والدین کے حصوں سے جو روک دیا تھا وہ ان کو دے دیا جائے اور بیٹی کو کل ترکہ کا نصف پورا کرنے کے لئے پچانوے حصے مزید دیئے جائیں اور باقی جو نو حصے ہیں وہ باپ کو دیئے جائیں گے اس لئے کہ وہ عصبہ ہے۔"

مسائل حمل کی تصحیح کا قاعدہ

تشریح: مسائل حمل کی تصحیح نکالنے کے لئے اولاً حمل کو مذکر و مؤنث فرض کر کے دونوں طرح سے مسئلہ بنایا جائے گا اور

C13

دونوں صورتوں میں سے جو حالت اس کے لئے بہتر ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کے لئے وہ حصہ محفوظ کیا جائے گا مثلاً ذکورت اور انوثت میں سے ایک صورت میں حمل وارث ہوتا ہے اور ایک میں محجوب تو وراثت والی صورت کا اعتبار کیا جائے گا اسی طرح اگر دونوں صورتوں میں وارث ہوتا ہے مگر ایک صورت میں حصہ کم اور دوسرے میں زیادہ ملتا ہے تو زیادہ کا اعتبار کیا جائے گا جب کہ حمل کے علاوہ باقی ورثہ کے حق میں حمل کے ذکورت اور انوثت میں سے جس صورت میں ان ورثہ کو کم ملتا ہے یا محجوب ہوتے ہیں تو اس صورت کا اعتبار کیا جائے گا خلاصہ کلام یہ ہے کہ حمل کے لئے احسن الحالین اور دیگر ورثہ کے لئے اسوء الحالین کا اعتبار ہوگا جس کی تفصیل یوں ہے۔

تخریج مسئلہ کا طریقہ: سب سے پہلے حمل کو مذکر اور مؤنث فرض کر کے دونوں اعتبار سے قواعد سابقہ کے مطابق مسئلہ حل کریں عول، رد، تصحیح وغیرہ کی اگر ضرورت ہو تو وہ کر کے ہر ایک کا حصہ الگ الگ معلوم کریں۔

پھر جو دو الگ الگ مسائل بنائے ہیں، ایک باعتبار حمل کو مذکر فرض کر کے اور ایک باعتبار حمل کو مؤنث فرض کر کے ان دونوں کے مخرج کے درمیان آپس میں نسبت دیکھیں اگر نسبت توافق یا تداخل ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور اگر نسبت تباین ہے تو ہر ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں جو حاصل ضرب ہو یہی دونوں کا مشترکہ مخرج ہوگا۔ پھر ہر مسئلے میں سے ہر وارث کے حاصل شدہ سہام کو دوسرے مسئلہ کے وفق میں اگر نسبت توافق ہو اور کل میں اگر نسبت تباین ہو ضرب دیں حاصل ضرب ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ پھر حمل کے علاوہ باقی ورثہ کو دونوں صورتوں میں سے جس میں کم حصہ ملتا ہو وہ دیں اور مابقیہ کو حمل کے لئے محفوظ کر لیں، جب حمل کی ولادت ہوگی تو اس کی ممکنہ چار صورتیں ہیں (۱) زندہ پیدا ہو اور لڑکا ہو (۲) زندہ پیدا ہو اور لڑکی ہو (۳) زندہ پیدا ہو اور لڑکا اور لڑکی جڑواں ہو (۴) مردہ پیدا ہو۔

اگر لڑکا پیدا ہو تو حمل کے ذکورت کے اعتبار سے جو حصے بنتے ہیں اس پر عمل کیا جائے اور اگر حمل لڑکی پیدا ہو تو حمل کی مؤنث والی صورت پر عمل کیا جائے اگر لڑکا لڑکی دونوں پیدا ہوں تو للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطہ سے تقسیم کیا جائے اور اگر مردہ پیدا ہو تو اس حمل کو کالعدم تصور کر کے مال موقوفہ کو ورثہ پر تقسیم کیا جائے۔

مثلاً اگر کسی شخص کا انتقال ہوا اور وہ ایک بیٹی، ماں، باپ اور ایک حاملہ بیوی چھوڑ جائے تو میراث کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ پہلے بتقدیر حمل کے مذکر و مؤنث ہونے کے دو الگ الگ مسئلے بنائے جائیں گے چونکہ بیوی کا حصہ اولاد کی موجودگی میں ثمن ہے اور ماں باپ کا سدس، سدس۔ ثمن جمع ہوا سدس کے ساتھ لہٰذا مسئلہ چوبیس سے ہوا اب اگر حمل مذکر فرض کیا جائے تو بیوی کے لئے تین باپ اور ماں کے لئے چار، چار ہوں گے یہ کل گیارہ ہوئے اور بیٹی چونکہ حمل کی وجہ سے عصبہ بن گئی ہے تو باقی تیرا اس کے اور حمل کے لئے ہوں گے۔

اور اگر حمل کو مؤنث فرض کر لیں تو پھر دو بیٹیاں ہوئیں اور ان کے لئے ثلثان ہوں گے جو کہ چوبیس میں سے سولہ ہے تو سولہ ان بیٹیوں کا حصہ اور گیارہ ماں باپ اور بیوی کا حصہ ملانے سے ستائیس بنے اس صورت میں عول ہوا چوبیس

سے ستائیس کی طرف۔ اب جب نسبت دیکھی دونوں مسائل یعنی چوبیس اور ستائیس میں تو وہ توافق بالثلث ہے اس لئے ایک کے ثلث کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا۔ ۸×۲۷=۲۱۶ ہوئے اور یہی ان دونوں مسئلوں کی تصحیح ہے بیوی کو دونوں مسائل میں تین تین مل رہے تھے لہٰذا اس تین کو جو اس مسئلہ سے ہے جو بتقدیر مؤنث کے ہے جب اُس مسئلہ کے وفق میں جو بتقدیر مذکر کے ہے ضرب دیا تو ۳×۹=۲۷ ہوئے جو بیوی کو ملیں گے اور اس تین کو جو بتقدیر مذکر والے مسئلہ سے ہیں جب اُس مسئلہ کے وفق میں جو بتقدیر مؤنث کے ہے ضرب دیں تو ۳×۸=۲۴ ہوئے جو بیوی کو ملیں گے اسی طرح ماں باپ کو ہر مسئلہ سے چار چار ملے تھے لہٰذا بتقدیر مؤنث والے مسئلہ سے حاصل شدہ چار چار کو جب مذکر کے مسئلہ کے وفق میں ضرب دیا تو ۴×۹=۳۶ ہوئے جو ہر ایک کو ملیں گے اور بتقدیر مذکر والے مسئلہ سے حاصل شدہ چار چار کو جب مؤنث کے مسئلہ کے وفق میں ضرب دیا تو ۴×۸=۳۲ ہوئے جو ہر ایک کو ملیں گے لہٰذا اب حصے کچھ یوں بنتے ہیں بتقدیر مذکر کے مسئلہ سے بیوی کو ۲۷ اور باپ کو ۳۶ اور ماں کو ۳۶ ملتے ہیں جبکہ بیٹی اور حمل کے لئے ۱۱۷ بچتے ہیں جبکہ بتقدیر مؤنث والے مسئلہ میں بیوی کو ۲۴ باپ کو ۳۲ اور ماں کو ۳۲ ملتے ہیں اور بیٹی اور حمل کے لئے ۱۲۸ بچتے ہیں جو کہ زیادہ ہے مذکر والی صورت سے لہٰذا بیوی کو چوبیس دے کر تین اس کے حصے میں سے اور ماں باپ کو بتیس بتیس دے کر چار چار ان کے حصوں میں سے روکے جائیں گے۔

اب اگر حمل بصورت ایک یا زائد لڑکیوں کے پیدا ہو تو مال موقوفہ پورا کا پورا ان بیٹیوں کو ملے گا اس لئے کہ مؤنث کے مسئلہ سے ان کو سولہ مل رہا تھا اور جب اس سولہ کو مذکر کے مسئلہ کے وفق آٹھ میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب ایک سو اٹھائیس ہوئے جو تصحیح کے دو ثلث ہیں جو ان بیٹیوں کو ملیں گے۔ اور اگر بصورت ایک یا کئی بیٹوں کے پیدا ہو تو بیوی اور ماں باپ کو ان کا وہ حصہ جو ان سے روک دیا گیا تھا لوٹا دیا جائے گا اور لڑکی کا حصہ مال موقوفہ کے ساتھ ملا کر للذکر مثل حظ الأنثيين کے ضابطہ سے تقسیم ہوگا اگر لڑکا ایک ہو تو بیٹی کو انتالیس اور بیٹے کو اٹھتر ملیں گے۔ بایں صورت۔

میت باعتبار ذکورتِ حمل — مسئلہ ۲۴ (۲۴×۹=۲۱۶) تص ۲۱۶

زوجہ	حمل مذکر	بنت	ام	اب
۳	۱۳		۴	۴
۹	۷۸	۳۹	۱۲	۱۲
۲۷		۱	۳۶	۳۶

میت باعتبار انوثتِ حمل — مسئلہ ۲۴ ع ۲۷ تص ۲۱۶

زوجہ	حمل مؤنث	بنت	ام	اب
۳	۱۶		۴	۴
۲۴	۱۲۸		۳۲	۳۲

اور اگر بچہ مردہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بیوی کو تین اور ماں باپ کو چار چار جو ان کے حصوں سے روک دیئے گئے تھے لوٹا دیئے جائیں گے اور بیٹی کے لئے کل مال کا نصف پورا کیا جائے گا جو ایک سو آٹھ ہے چونکہ اسے بتقدیر مذکر والے مسئلہ میں تیرا ملے تھے لہٰذا اسے مزید پچانوے دیئے جائیں گے تو تیرہ اور پچانوے ایک سو آٹھ ہوئے تو کل حصے ہوئے بیوی کے ٢٧ بیٹی کے ١٠٨ ماں کے ٣٦ باپ کے ٣٦ مجموعہ ہوا ٢٠٧ باقی بچے ٩ وہ باپ کو دیئے جائیں گے بطور عصوبت کے۔

❷ دوسرا مسئلہ جب کہ حمل کے دونوں مسائل کے مخارج میں آپس میں تباین ہو مثلاً کسی میت نے ایک پوتا ایک پوتی اور ایک بیٹے کا حمل یعنی حاملہ بہو چھوڑی تو اگر حمل کو مذکر فرض کریں تو تصحیح پانچ سے ہوگی بایں صورت۔

میت باعتبار ذکورت حمل مسئلہ ٥

ابن الابن	بنت الابن	حمل الابن (مذکر)
٢	١	٢

اور اگر حمل کو مؤنث فرض کرلیں تو تصحیح چار سے ہوگی بایں صورت۔

میت باعتبار انوثت حمل مسئلہ ٤

ابن الابن	بنت الابن	حمل الابن (مؤنث)
٢	١	١

چونکہ مذکورہ بالا دونوں مسائل میں نسبت تباین ہے لہٰذا ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا تو بیس حاصلِ ضرب ہوا اور یہی دونوں مسائل کی تصحیح ہے چونکہ پوتے کو دو حاصل ہیں اس لئے اس کے حصے کو مسئلہ مذکر میں ضرب دینے سے حاصلِ ضرب دس بنے جبکہ مسئلہ مؤنث میں ضرب دینے سے آٹھ بنے جو کم تر حصہ ہے لہٰذا اس کو آٹھ دیئے جائیں اور دو اس کے حصے سے موقوف کر دیئے جائیں اور پوتی کو ایک حاصل تھا اسے مسئلہ مذکر میں ضرب دینے سے پانچ بنے جبکہ مسئلہ مؤنث میں ضرب دینے سے چار بنے جو کم تر حصہ ہے لہٰذا اسے چار دیئے جائیں اور ایک موقوف رکھا جائے تو بیس میں سے مال موقوفہ آٹھ بچے گا اگر لڑکا پیدا ہو تو یہ جمیع مال لے لے گا اور اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو پانچ اسے ملیں گے اور پوتے اور پوتی کا ایک اور دو جو موقوفہ حصہ ہے ان کو لوٹا دیا جائے گا۔ واللہ أعلم.

تداخل کی مثال جیسے:

میت مسئلہ ٨ تص ١٦ باعتبار انوثت حمل

زوجہ حاملہ	حمل/ بنت	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ
١	٤	٣	
٢	٨	٣	٣

میت　مسئلہ ٨ تصـ١٦

زوجہ حاملہ	حمل مذکر/ابن	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ
١/٢	٧/١٤	م	م

فصل في المفقود

"ألمفقود حيٌّ في ماله حتى لا يرث منه أحدٌ، وميتٌ في مال غيره حتى لا يرث من أحد، ويوقف ماله حتى يصح موته أو تمضي عليه مدة وإختلف الروايات في تلك المدة ففي ظاهر الرّواية أنه إذا لم يبق أحدٌ من أقرانه حكم بموته، وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة رحمهما اللّٰه تعالٰى أن تلك المدة مائة وعشرون سنة من يوم ولد فيه المفقود، وقال محمّد رحمه اللّٰه تعالٰى مائة وعشر سنين، وقال أبو يوسف رحمه اللّٰه تعالٰى مائة وخمس سنين، وقال بعضهم تسعون سنة وعليه الفتوىٰ، وقال بعضهم مال المفقود موقوف إلٰى اجتهاد الإمام، وموقوف الحكم في حق غيره حتى يوقف نصيبه من مال مورثه كما في الحمل فإذا مضت المدة فماله لورثته الموجودين عند الحكم بموته وما كان موقوفا لأجله يرّد إلى وارث مورثه الذى وقف ماله والأصل في تصحيح مسائل المفقود أن تصحح المسئلة علٰى تقدير حياته ثم تصحح علٰى تقدير وفاته وباقي العمل ما ذكرنا في الحمل."

یہ فصل گمشدہ شخص کے بیان میں ہے

• ترجمہ: "مفقود (کا حکم) اپنے مال کے بارے میں زندہ (کا) ہے یہاں تک کہ اس سے کوئی وارث نہ ہوگا، اور دوسروں کے مال کے بارے میں مردہ (کا) ہے یہاں تک کہ وہ کسی کا وارث نہیں ہوگا۔ اور اس کا مال موقوف رکھا جائے گا یہاں تک (کہ بطور یقین کے) اس کی موت معلوم ہو جائے یا اس پر (ایک) مدت گزر جائے اور اس مدت کے متعلق روایات مختلف ہیں ظاہر روایت میں ہے کہ جب اس کے ہمعصروں میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہے تو اس کے مردہ ہونے کا حکم دے دیا جائے گا، اور حسن بن زیاد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے نقل فرمایا ہے کہ وہ مدت ایک سو بیس سال ہے اس دن سے جس دن یہ مفقود پیدا ہوا تھا اور امام محمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا کہ ایک سو دس سال ہیں اور امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے فرمایا کہ ایک سو پانچ سال ہیں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ مدت نوے سال ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور بعض علماء نے فرمایا کہ مفقود کا مال بادشاہ وقت کے اجتہاد

پر موقوف ہے۔ اور مفقود دوسروں کے حق میں موقوف الحکم ہے یہاں تک کہ اس کے مورث کے مال سے اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا جیسے کہ حمل میں (کہ حمل کا حصہ مورث کے مال سے موقوف رکھا جاتا ہے) پھر جب وہ مدت (معین) گزر جائے (اور اس مفقود کے مردہ ہونے کا حکم دے دیا جائے) تو اس حکم کے لگنے کے وقت جو ورثہ موجود ہوں اس کا مال انہی پر تقسیم ہوگا اور مفقود کے لئے اس کے مورث کے مال سے جو حصہ روکا گیا تھا وہ اسی مورث کے وارث کی طرف واپس کیا جائے گا جس کے مال کو روکا گیا تھا۔ اور مفقود کے مسائل کی تصحیح میں ضابطہ یہ ہے کہ مفقود کو زندہ فرض کر کے اس کے مسئلے کی تصحیح نکالیں پھر اس کو مردہ فرض کر کے اس مسئلہ کی تصحیح نکالیں اور باقی عمل اسی طرح کریں جو حمل کے باب میں ہم نے ذکر کیا ہے۔"

تشریح: مفقود باب ضرب سے مفعول کا صیغہ ہے لغت میں اس کے معنی معدوم کے ہے اور اصطلاح شرع میں ہر ایسا لاپتہ آدمی جس کی موت اور زندگی کی کوئی خبر نہ ہو اس کو مفقود کہتے ہیں۔

مفقود آدمی کے تین احکام قابل غور ہیں:

❶ **مفقود کی بیوی کا حکم:** کہ وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر کر سکتی ہے تو کب، یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں البتہ مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ متاخرین احناف نے وقت کی نزاکت اور فتنوں پر نظر کرتے ہوئے اس بارے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ بیوی اپنا مقدمہ قاضی کے ہاں پیش کرے اور قاضی تمام ممکنہ وسائل و ذرائع کو بروئے کار لا کر اس مفقود کا پتہ چلانے کی کوشش کرے اگر اس کے باوجود اس کا کوئی پتہ نہ چلے تو قاضی اس تاریخ سے جس سے مقدمہ دائر ہوا ہے چار سال کی مدت مقرر کرے اس چار سال تک اگر باوجود تلاش کے مفقود کا پتہ نہ چلے تو چار سال مکمل ہونے پر اس کی بیوی عدتِ وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حیلۂ ناجزہ کی طرف مراجعت کی جائے۔

❷ **مفقود کے مال کا حکم:** اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے مال کے بارے میں زندہ شمار ہوگا کہ ورثہ کو اس کا مال تقسیم کرنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ اس کی موت یقینی طور سے ثابت نہ ہو جائے یا وہ مخصوص مدت کہ اس کی عمر کے "۹۰ سال" پورے نہ ہو جائیں۔

❸ **مفقود کے وارث بننے کا حکم:** یہ ہے کہ یہ غیر کے مال کے حق میں مثل میت کے ہے یعنی اگر اس کا کوئی مورث اس کے مفقود ہو جانے کے بعد انتقال کر جائے تو یہ اس مورث سے میراث نہیں لے سکتا مگر چونکہ غیر کے مال کے حق میں بھی مردہ ہونے کا حکم اس مدت مخصوص یعنی ۹۰ سال کی عمر کے بعد یا موت کی یقینی خبر آنے کے بعد ظاہر ہوگا کیونکہ اس سے پہلے اس کے واپس آ کر وارث بن جانے کا احتمال موجود ہے اس لئے اس کا حصہ اس وقتِ معین یا موت کی یقینی خبر آنے تک موقوف رکھا جائے گا اگر وہ واپس آ گیا تو یہ حصہ اس کو مل جائے گا ورنہ جس میت کے مال

سے اسے موقوف کیا تھا اسی کے ان وارثوں پر جو اس کے انتقال کے وقت موجود تھے لوٹا دیا جائے گا، مفقود کے ورثہ کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔

مفقود کی موجودگی میں تخریج مسئلہ کا طریقہ: مفقود کے مسائل کی تصحیح میں قاعدہ یہ ہے کہ اس میں دو مسئلے بنائیں اس مفقود کو پہلے زندہ فرض کر کے مسئلہ کی تصحیح نکالیں اور مسئلہ مکمل حل کر لیں پھر اس مفقود کو مردہ فرض کر کے مسئلہ کی تصحیح نکالیں اور مسئلہ حل کر لیں پھر دونوں مسائل میں دیکھیں کہ کون سی نسبت ہے اگر موافقت ہے تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں اور ورثہ کے سہام کے ساتھ ضرب دیں اور اگر تباین ہے تو ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں اور ورثہ کے سہام کے ساتھ ضرب دیں یہی تصحیح ہے پھر دونوں حاصلِ ضرب میں سے جو کم ہو وہ دیگر ورثہ کو دیں اور باقی کو موقوف کر دیں مفقود کے لئے، اگر مفقود واپس آجائے تو جس صورت میں اس کو زندہ فرض کیا تھا اس پر عمل کریں وہ اپنا حصہ لے لے گا اور دوسرے ورثہ میں سے جس کو کم حصہ ملا تھا اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر وہ واپس نہ آئے تو مردہ فرض کئے جانے والی صورت پر عمل کریں اور موقوفہ حصے دوسرے ورثہ پر تقسیم کر دیئے جائیں۔

مثلاً عورت کا انتقال ہو اور شوہر اور دو حقیقی بہنیں رہ جائیں اور ایک حقیقی بھائی جو مفقود ہے رہ جائے تو اگر مفقود بھائی کو زندہ فرض کیا جائے تو اصل مسئلہ دو سے ہوگا اس لئے کہ مسئلہ میں فریضہ ایک یعنی نصف ہی ہے جس کا مخرج دو ہے، دو میں سے ایک شوہر کو ملے گا اس پر استقامت ہے اور ایک دو بہنوں اور ایک بھائی کو ملے گا جن کے رؤس اعتبار یہ چار ہیں ان پر کسر ہے مابین نسبت تباین ہے لہٰذا ان کے عدد رؤس کو ضرب دیا اصل مسئلہ میں ۲×۴=۸ ہوئے یہی بھائی کو زندہ فرض کرنے کی صورت کی تصحیح ہے اس میں سے نصف یعنی چار شوہر کو اور چار ان بھائی بہنوں کو ملیں گے بھائی کو دو بہنوں کو ایک ایک بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ تصـ ۸ — باعتبار حیاتِ مفقود

	زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخ عینی مفقود
اصل مسئلہ سے	۱		۱	
تصحیح مسئلہ سے	۴	۱	۱	۲

اور بھائی کو مردہ فرض کرنے کی صورت میں اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اس لئے کہ نصف کے ساتھ ثلثان جمع ہوا ہے اور عول کرے گا سات کی طرف کہ تین جو نصف ہے ملے شوہر کو اور چار جو ثلثان ہے ملے دو بہنوں کو بایں صورت۔

میت مسئلہ ۶ عـ ۷ — باعتبار موت مفقود

زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخ عینی مفقود
۳	۲	۲	میت

ان دونوں مسائل میں ایک کا مخرج ۷ اور دوسرے کا ۸ ہے اور ان دونوں میں تباین ہے لہٰذا ایک کو ضرب دیا

دوسرے کے کل میں ۸×۷=۵۶ بنے یہی دونوں مسائل کی تصحیح ہے چونکہ شوہر کے لئے بھائی کی حیات کی صورت میں چار تھے اور چار کو مسئلہ ممات کے مخرج سات میں ضرب دیا تو حاصل ضرب اٹھائیس ہوئے اور بھائی کے موت کی صورت میں شوہر کو تین حاصل تھے اسے مسئلہ حیات آٹھ میں ضرب دینے سے چوبیس بنے لہٰذا چوبیس جو کمتر حصہ ہے شوہر کو دیں گے اور چار موقوف رکھا جائے گا اور بھائی بہنوں کو بھائی کے وفات کی صورت میں چار ملے تھے جسے مسئلہ حیات ۸ میں ضرب دینے سے ۴×۸=۳۲ ہوئے جب کہ ان کو حیات کی صورت میں چار ملے تھے جسے مسئلہ موت ۷ میں ضرب دینے سے ۴×۷=۲۸ بنے جو ۳۲ سے کم ہے لہٰذا ان کے لئے اسی کا حکم ہوگا، اٹھائیس کو چار پر تقسیم کرنے سے ہر ایک کو سات سات ملیں گے دو بہنوں کو چودہ ملیں گے اور چودہ موقوف کر دیں گے تو کل اٹھارہ بچے چار شوہر کے حصے سے اور چودہ بہنوں کے حصے سے، اسے موقوف رکھیں گے اگر بھائی زندہ واپس آجائے تو شوہر کے حصے سے جو موقوف کیا تھا وہ شوہر کو لوٹا دیں گے چودہ بھائی کو دے دیں گے اور اگر بھائی کی موت کی خبر آجائے تو وہ اٹھارہ دونوں بہنوں کو دیئے جائیں گے تا کہ ان کا حصہ ۳۲ پورا ہو۔ بایں صورت۔

میت مسئلہ ۲ تص ۸ (۸×۷=۵۶) تص ۵۶ بصورت حیات مفقود

	زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخ عینی مفقود
اصل مسئلہ سے	۱		۱	
تصحیح اول سے	۴	۱	۱	۲
تصحیح ثانی سے	۲۸	۷	۷	۱۴

میت مسئلہ ۶ عـ ۷ تص ۵۶ بصورت وفات مفقود

	زوج	اخت عیانیہ	اخت عیانیہ	اخ عینی مفقود
اصل مسئلہ سے	۳	۲	۲	میت
تصحیح مسئلہ سے	۲۴	۱۶	۱۶	

مال موقوف ۴+۱۴=۱۸

فصل فی المرتد

"إذا مات المرتد علىٰ إرتداده أو قتل أو لحق بدار الحرب وحكم القاضى بلحاقه فما إكتسبه فى حال إسلامه فهو لورثته المسلمين وما أكتسبه فى حال ردّته يوضع فى بيت المال عند أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ، وعندهما ألكسبان جميعاً لورثته المسلمين، وعند الشافعى

رحمه الله تعالٰی ألكسبان جميعًا يوضعان فی بيت المال وما أكتسبه بعد اللحوق بدار الحرب فهو فَيئٌ بالإجماع، وكسب المرتدّة جميعاً لورثتها المسلمين بلا خلاف بين أصحابنا، وأما المرتدّ فلا يرث من أحد لا من مسلم ولا من مرتدّ مثله وكذٰلك المرتدة إلا إذا إرتد أهل ناحيةٍ بأجمعهم فحينئذ يتوارثون."

یہ فصل مرتد کے بیان میں ہے

ترجمہ: "جب (نعوذ باللہ) مرتد اپنے ارتداد پر مر جائے یا اسے قتل کر دیا جائے یا وہ دارالحرب سے مل جائے (یعنی دارالحرب چلا جائے) اور قاضی اس کے ملحق ہونے کا حکم نافذ کر دے تو جو مال اس نے حالت اسلام میں کمایا ہے وہ اس کے مسلمان ورثہ کے لئے ہے اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا وہ بیت المال میں رکھا جائے گا امام ابوحنیفہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے ہاں اور صاحبین رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کے ہاں دونوں حالتوں (اسلام و ارتداد) کا مال مسلمان ورثہ کے لئے ہے اور امام شافعی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کے ہاں دونوں حالتوں کا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔ اور جو مال اس نے دارالحرب جانے کے بعد کمایا ہے وہ بالاتفاق فئی ہے۔ اور مرتدہ عورت کا سارا مال بالاتفاق اس کے مسلمان ورثہ کے لئے ہے، اور خود مرتد کسی کا وارث نہیں بنتا نہ کسی مسلمان کا نہ اپنی طرح کے مرتد کا اور اسی طرح مرتدہ عورت بھی کسی کی وارث نہیں بنتی ہاں اگر کسی علاقے والے (العیاذ باللہ) سارے مرتد ہو جائیں تو اس صورت میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔"

مرتد اور مرتدہ کے احکام

تشریح: مرتد لغت میں پھر جانے والے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں دین اسلام سے پھر جانے کو ارتداد کہتے ہیں جیسے ارشاد باری تعالٰی ہے:

﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (سورة البقرہ: آیت ۲۱۷)

ترجمہ: "اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مر جاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔"

مرتد کے بارے میں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ ① مرتد کے مال کا حکم ② دوسروں کے مال میں مرتد کے حصے کا حکم۔

مرتد کے مال کا حکم: مرتد کا مال تین طرح کا ہو سکتا ہے۔

① وہ جو حالت اسلام میں کمایا۔
② وہ جو حالت ارتداد میں دارالاسلام میں کمایا۔
③ وہ جو لحوق دارالحرب کے بعد کمایا۔

تینوں طرح کے مال کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ توبہ نہ کرے اور مر جائے یا دارالحرب بھاگ جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مال حالت اسلام میں کمایا ہے وہ اس کے مسلمان ورثہ میں تقسیم ہوگا اور جو مال حالت ارتداد میں کمایا ہے اسے بیت المال میں رکھا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ اصلاً تو مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا لیکن مرتد کے حالت اسلام کا مال ماقبل ارتداد کی طرف منسوب کر کے اسے مال مسلم کہا جا سکتا ہے اس لئے وہ اس کے مسلمان ورثہ کو دیا جائے گا۔ اور جو مال مابعد ارتداد کمایا اسے ماقبل ارتداد کی طرف منسوب کرنا ممکن نہیں اس لئے اس کے مسلمان ورثہ کو اس کا وارث نہیں بنایا جائے گا ورنہ مسلمان کا کافر کا وارث بننا لازم آتا ہے جو جائز نہیں اس لئے اسے بیت المال میں رکھیں گے۔

اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں حالتوں کا مال مسلمان ورثہ کا حق سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مرتد کو شرعاً دوبارہ اسلام پر مجبور کیا جاتا ہے اگر یہ اسلام قبول کر لے اور پھر مر جائے تو اس صورت میں حالت ارتداد کے مال کے بھی وارث حق دار ہوتے ہیں، اس لئے حالت ارتداد کا مال بھی مانند حالت اسلام کے ہے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مال مرتد بمنزلہ مال فئی کے ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کا حق ہے لہٰذا اسے بیت المال میں رکھیں گے۔

اور لحوق دارالحرب کے بعد جو مال کمایا ہے وہ بالاتفاق مال فئی ہے اگر ہاتھ لگ جائے تو اسے بیت المال میں رکھا جائے گا۔

نوٹ: مال فئی کافروں کے اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو حاصل ہو جائے جیسے جزیہ اور اس ذمی کا مال جس کا کوئی وارث موجود نہ ہو۔

دوسروں کے مال میں مرتد کے حصے کا حکم: یہ ہے کہ مرتد چاہے مرد ہو یا عورت وہ نہ تو کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے نہ ہی اپنے جیسے کسی دوسرے مرتد کا ہاں اگر خدانخواستہ کوئی پوری بستی مرتد ہوگئی (العیاذ باللہ) اور مسلمان اپنی کمزوری وغیرہ کی وجہ سے ان پر ارتداد کی سزا جاری نہیں کر سکتے ہوں تو وہ باہم ایک دوسرے کے وارث بنیں گے اس لئے کہ وہ اہل حرب کے حکم میں ہیں۔

مرتدہ کا حکم: یہ ہے کہ اس کا چاہے جس حال کا بھی مال ہو اس کے مسلمان ورثہ اس کے حق دار ہوں گے اور وارث بنیں گے کیونکہ کہ مرتدہ اور مرتد کو ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ ان میں فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ

مرتد کا حکم تو یہ ہے کہ اس پر اسلام کو پیش کیا جائے اور اسے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے اگر تین دن کے اندر وہ دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو قاضی اس کے قتل کا حکم جاری کرے گا کیونکہ:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "من بدل دينه فأقتلوه" (صحیح بخاری ج۲ ص۱۰۲۳)

ترجمہ: "جو اپنے دین کو بدل ڈالے اسے قتل کر دو۔"

تو گویا کہ مرتد کے حق میں اس کے ارتداد کو اس کے لئے موت مانا جائے گا لہٰذا بعد الردۃ وہ اس ملکیت کا اہل نہیں پس بعد الردۃ والا مال اس مال کی طرح ہوگا جس کا مالک نہیں ہوتا جو بیت المال کا حق ہوتا ہے لہٰذا اسے بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔

اور مرتدہ عورت کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ محبوس رکھا جائے حتیٰ کہ اسلام قبول کر لے یا اسے اسی قید میں موت آجائے کیونکہ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے فرماتے ہیں:

"نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل النسآء والصبيان"

(صحيح بخاری جلد۱ صفحه۴۲۳)

ترجمہ: "حضور ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔"

تو گویا ارتداد کو اس کے حق میں موت نہیں مانا جائے گا اور اسلام اس کے حق میں معتبر ہوگا اس لئے مرتدہ عورت کے دونوں حالتوں کا مال اس کے مسلمان ورثہ کو ملے گا۔ والله أعلم.

فصل فی الأسیر

"حكم الأسير كحكم سائر المسلمين فی الميراث مالم يفارق دينه، فإن فارق دينه فحكمه حكم المرتد، فإن لم تعلم ردّته ولا حياته ولا موته فحكمه حكم المفقود."

یہ فصل قیدی کے بیان میں ہے

ترجمہ: "قیدی کا حکم میراث کے متعلق دوسرے مسلمانوں کے حکم کی طرح ہے جب تک کہ وہ اپنا دین (اسلام) نہ چھوڑے پس اگر (خدانخواستہ) وہ اپنا دین چھوڑ دے تو پھر اس کا حکم مرتد کا حکم ہوگا اور اگر نہ اس کا مرتد ہونا اور نہ زندہ ہونا اور نہ مردہ ہونا معلوم ہو تو اس کا حکم مفقود کا حکم ہے۔"

قیدی کے مال کے احکام

تشریح: اسیر فعیل کے وزن پر ہے بمعنی مفعول کے جیسے جریح بمعنی مجروح اور قتیل بمعنی مقتول کے ہے۔ اسیر ہر اس

شخص کو کہا جاتا ہے جسے دشمن قید کرلے لیکن یہاں اس سے مراد وہ مسلمان ہے جسے کافر دارالحرب میں قید کرلیں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ اسلام پر قائم ہے تو میراث میں اس کا وہی حکم ہے جو باقی مسلمانوں کا ہے کہ مورث کے انتقال پر اس کا حصہ بھی نکالا جائے گا اس لئے کہ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں آباد ہو وہ دارالاسلام کا باشندہ ہی شمار ہوتا ہے لیکن اگر نعوذ باللّٰہ وہ دوران قید اسلام چھوڑ دے تو پھر اس کا حکم مرتد کا ہے اور اس کے لئے وہی احکام ہے جو مرتد کے احکام میں بیان ہوئے اور اگر اس کا نہ ارتداد معلوم ہو نہ زندگی و موت بلکہ اس کی کوئی خبر نہ ہو تو اس کا حکم مفقود کا ہے اس لئے اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا اس کے مورث کے مال میں سے حتیٰ کہ اس کی موت کی خبر آئے یا اس پر مدتِ حیات گزر جائے۔ واللّٰہ أعلم.

فصل فی الغرقیٰ والحرقیٰ والهدمیٰ

"إذا ماتت جماعةٌ ولا يدرى أيهم مات أولاً جعلوا كأنهم ماتوا معاً فمال كل واحد منهم لورثته الأحياء ولا يرث بعض الأموات من بعض هذا هو المختار وقال عليٌّ وابن مسعود رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما يرث بعضهم عن بعض إلا فى ماوَرِثَ كل واحد منهم من صاحبه."
والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والماب.

یہ فصل ہے ڈوبے اور جلے اور دبے ہوؤں کے بیان میں

ترجمہ: "جب (مسلمانوں کی) ایک جماعت (اکٹھی) مرجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرا ہے تو ان کو دفعتاً (ایک ساتھ) مرا ہوا سمجھا جائے گا ان میں سے ہر ایک کا مال اس کے زندہ ورثہ کے لئے ہوگا۔ اور ان مُردوں میں سے بعض بعض کا وارث نہیں ہوگا یہی مختار مذہب ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مردے بعض سے میراث لیں گے مگر اس صورت میں (نہیں لیں گے) کہ ہر ایک دوسرے سے وارث ہو (کیونکہ اس صورت میں انسان کا اپنے مال کا وارث ہونا لازم آئے گا جو باطل ہے)۔"

تشریح: غرقی جمع ہے غریق کی اور حرقی جمع ہے حریق کی اور ہدمی جمع ہے ہدیم کی جو سب فعیل کے وزن پر بمعنی مفعول کے ہیں۔

اگر مسلمانوں کی پوری ایک جماعت مثلاً جہاز یا کشتی وغیرہ کے ڈوب جانے سے ڈوب جائے یا ان پر مکان یا چٹان گر پڑے اور سب مرجائیں اور یہ معلوم نہ ہوسکے کہ پہلے ان میں سے کون مرا اور بعد میں کون، اور سب یا ان میں سے کچھ آپس میں ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں تو اس صورت میں ان پر یک بارگی مرنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ایک دوسرے کی میراث نہیں لیں گے بلکہ ان کا مال ان کے زندہ ورثہ کو ملے گا ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک

ہے۔

ان کی دلیل خارجہ بن زید بن ثابت رحمہما اللہ تعالیٰ کی روایت ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ:

"أمرني أبوبكر الصديق رضي الله تعالیٰ عنه. بتوريث أهل اليمامة فورثت الأحياء من الأموات ولم أورث الأموات بعضهم عن بعض، وأمرني عمر رضي الله تعالیٰ عنه بتوريث أهل طاعون عمواس، وكانت القبيلة تموت بأسرها، فورثت الأحياء من الأموات، ولم أورث الأموات بعضهم من بعض."

البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام احمد بن حنبل کے ہاں ان میں سے بعض کی موت کو پہلے فرض کر کے دوسرے بعض کو ان سے وارث بنایا جائے گا البتہ ہر ایک دوسرے سے ملنے والے ترکہ میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے ورنہ انسان کا اپنے مال کا وارث ہونا لازم آتا ہے جو باطل ہے مثلاً بکر اور خالد دو بھائی ہیں اور دونوں ایک ساتھ خدانخواستہ کسی حادثے میں مرگئے اب بکر کو خالد سے جو حصہ ملا ہے اگر خالد پھر اسی ترکہ کا بکر سے وارث بنے تو خالد کا اپنے ہی مال کا وارث ہونا لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے۔ لہٰذا ان کے زندہ ورثہ میں ان کے اصول کا حصہ تقسیم ہوگا۔

والله أعلم بالصواب وإليه مرجع والمآب

الحمد للہ بروز پیر مورخہ ۲۷ر محرم الحرام ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۹۵ء بوقت ساڑھے تین بجے کتاب مکمل ہوئی۔

تصحیح ثانی الحمد للہ بروز بدھ مورخہ ۱۲ر صفر ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۳ر مارچ ۲۰۰۵ء بوقت صبح ساڑھے دس بجے مکمل ہوئی۔

أللّٰهم تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم.

وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه وصحبه وآله أجمعين.

برحمتك يا أرحم الراحيمين.

محتاجِ دعا

ابوزبیر نصیب الرحمٰن علوی عفی عنہ

۱۲ر صفر ۱۴۲۶ھ
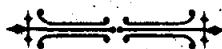
ضمیمہ خاصہ

مشتمل بر ۱۰۰ سوالات متفرقہ برائے تدریب طلبہ

مشقیہ سوالات متعلقہ "اب"

(۱) میت ________
اب ام ابن

(۲) میت ________
اب ام بنت

(۳) میت ________
اب ام

(۴) میت ________
ام اب اخ اخت

(۵) میت ________
ام بنات ۱۰ اب

(۶) میت ________
زوجہ ام اب اخوین

مشقیہ سوالات متعلقہ "جد"

(۷) میت ________
جد ام ابن

(۸) میت ________
جد ام بنت

(۹) میت ________
جد ام

(۱۰) میت ________
جد ام اب

(۱۱) میت ________
زوج ام جد اخوین

(۱۲) میت ________
زوجہ جد اخت لام اخت عیانیہ

مشقیہ سوالات متعلقہ "اولاد لام"

(۱۳) میت ________
زوج ام اخ اخیافی عم

(۱۴) میت ________
زوج ام اخ اخیافی اخت اخیافیہ

(۱۵) میت ________
بنت اخت عیانیہ اخت اخیافیہ

(۱۶) میت ________
زوج اخت اخیافیہ جدات ۱۲ اعمام ۸

(۱۷) میت ________
زوجہ اخت اخیافیہ ام جدہ

(۱۸) میت ________
زوج اخت اخوات اخیافیہ ۶

مشقیہ سوالات متعلقہ ''زوج''

(۱۹) میت
زوج اخت عیانیہ

(۲۰) میت
زوج ام بنت

(۲۱) میت
زوج اخوات۵

(۲۲) میت
زوج بنات۳ اخوات۳

(۲۳) میت
زوج ام اخت اخت لام

(۲۴) میت
زوج ام اخ ابن الاخ عم

مشقیہ سوالات متعلقہ ''زوجہ''

(۲۵) میت
زوجہ اخت عیانیہ عم

(۲۶) میت
زوجہ بنت ام

(۲۷) میت
زوجہ بنت اخت اخ علاتی

(۲۸) میت
زوجہ بنت ابن ابن الابن

(۲۹) میت
زوجہ ام اخت عم

(۳۰) میت
زوجات۲ اخوات۴ اعمام۴

مشقیہ سوالات متعلقہ ''بنات صلبیہ''

(۳۱) میت
بنت ابن الاخ

(۳۲) میت
بنت بنت ابن العم

(۳۳) میت
بنت بنت بنت

(۳۴) میت
بنتین بنت الابن عم

(۳۵) میت
بنتین بنت الابن ابن الابن عم

(۳۶) میت
بنت بنت الابن بنت ابن الابن عم

(۳۷) میت
زوج بنات۹ اخوات۳

(۳۸) میت
زوج بنتین ام اخت

مشقیہ سوالات متعلقہ ''بنات الابن''

(۳۹) میت
بنت الابن بنت الابن اب

(۴۰) میت
بنت بنت الابن عم

(۴۱) میت
بنت لابن اخ

(۴۲) میت
بنتین اب بنت الابن

(۴۳) میت
بنت　بنت الابن　بنت ابن الابن　بنت ابن ابن الابن　ابن ابن ابن الابن　بنت ابن ابن ابن الابن

مشقیہ سوالات متعلقہ "اخوات عینیہ"

(۴۴) میت
اخت　عم

(۴۵) میت
اختین　عم

(۴۶) میت
اخت　اخت علاتیہ　عم

(۴۷) میت
بنت　اخت　اخ

(۴۸) میت
بنت　ابن الابن　اخ　اخت

(۴۹) میت
اب　ام　اخ　اخت

(۵۰) میت
زوجہ　ام　اخت　عم

مشقیہ سوالات متعلقہ "اخوات علاتیہ"

(۵۱) میت
اخت علاتیہ　ابن الاخ عینی

(۵۲) میت
اخت عیانیہ　اخت علاتیہ　ابن العم

(۵۳) میت
اب　ام　اخت علاتیہ　اخ علاتی

(۵۴) میت
جد　ام　اخت علاتیہ　اخ علاتی

(۵۵) میت
اختین عیانیہ　اخت علاتیہ　عم

(۵۶) میت
زوج　ام　اخت عیانیہ　اخت علاتیہ

مشقیہ سوالات متعلقہ "ام"

(۵۷) میت
ام　اخت عیانیہ　ابن العم

(۵۸) میت
ام　اختین عیانیہ　ابن الاخ

(۵۹) میت
ام　بنت　ابن الابن

(۶۰) میت
زوجہ　ام　اختین علاتیہ

(۶۱) میت
زوج　ام　اخ

(۶۲) میت
ام　بنتین　بنات الابن ۵　ابن الابن

مشقیہ سوالات متعلقہ "جدات"

(۶۳) میت
جدہ　اختین عیانیہ　ابن الاخ

(۶۴) میت
جدہ　جدہ　بنت　عم

(۶۵) میت
ام جده عم

(۶۶) میت
اب الاب ام الاب بنتین

(۶۷) میت
ام ام الام بنتین عم

(۶۸) میت
بنات ۵ جدات ۵ اخوات ۵

مشقیہ سوالات متعلقہ ''مسائل حجب''

(۶۹) میت
زوج بنت ابن ام

(۷۰) میت
زوجہ بنت الابن اب ام

(۷۱) میت
زوج بنت کافرہ ام

(۷۲) میت
زوج ابن قاتل اخ لام ام

(۷۳) میت
زوج اخت عیانیہ اخت علاتیہ

(۷۴) میت
زوجہ اختین عیانیہ اخت لام

(۷۵) میت
زوجہ اختین عیانیہ اختین اخیافیہ

(۷۶) میت
زوج اختین عیانیہ ام

مشقیہ سوالات متعلقہ ''مسائل تخارج''

(۷۷) میت
زوجہ بنت اب
صولحت علی الدار

(۷۸) میت
زوجہ بنت ابنین
صولحت علی شئی

مشقیہ سوالات متعلقہ ''مسائل رد''

(۷۹) میت
زوجہ بنت ام

(۸۰) میت
بنت بنت الابن جدہ

(۸۱) میت
اخت عیانیہ اخت علاتیہ

(۸۲) میت
بنات ۹ بنات الابن ۹

(۸۳) میت
زوجہ ۶ بنات

مشقیہ سوالات متعلقہ ''مقاسمت الجد''

(۸۴) میت
جد اخ اخ اخ

(۸۵) میت
جد اخ

C15

(٨٦) میت

زوج	ام	جد	اختین

مشقیہ سوالات متعلقہ "مناسخہ"

(٨٧) میت اکرم

زوجہ	بنت	ام
ساجدہ	شاذیہ	عابدہ

میت ساجدہ

زوج	ام	اخ	اخ
طارق	نویدہ	کاشف	حبیبہ

میت طارق

زوجہ	بنت	اخت
حمیرہ	ناصرہ	حمیدہ

(٨٨) میت اقبال

زوجہ	اخت	اخت	اخت علاتیہ	اخ علاتی
ساجدہ	فاطمہ	سمیہ	حبیبہ	ندیم

میت ساجدہ

زوج	ام	اب	بنت الابن	ابن الابن
قائم	زینب	مشتاق	نادیہ	جاوید

میت جاوید

زوجہ	جدہ	جد	اخت
جویریہ	زینب	مشتاق	نادیہ

میت زینب

زوج	بنت ابن الابن	اخت عیانیہ	اخت علاتیہ
مشتاق	طیبہ	کلثوم	ناجیہ

مشقیہ سوالات متعلقہ "ذوی الارحام"

(٨٩) میت

زوج	بنت البنت	ابن البنت	اب الام

(٩٠) میت

زوج	ابن ابن البنت	بنت البنت

(٩١) میت

اب	ام	ام	ام
ام	اب	اب	ام
اب	ام	اب	اب

(٩٢) میت

ام	اب	اب	اب
ام	ام	ام	ام
ام	ام	اب	اب
ام	اب	ام	اب

(٩٣) میت

بنت البنت	بنت الاخت

(٩٤) میت

اخت علاتیہ	اخت علاتیہ	اخ علاتی	اخت اخیافیہ	اخ اخیافی
ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	ابن	ابن

(٩٥) میت

زوج	خال	بنت الخال

(٩٦) میت

زوج	بنت العم	ابن بنت العم

(٩٧) میت

العم	العم	الخالة	الخال
بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	ابن	بنت

(٩٨) میت

عم لاب   عم لام

مشقیہ سوالات متعلقہ "مفقود"

(٩٩) میت

زوج   اخت لام   اخ لام   جد   اب مفقود

(١٠٠) میت

زوج   بنت   ابن مفقود   بنت الابن   ام

مما اتفق على روايته أبو يوسف القاضي ومحمد بن الحسن الشيباني
عن أبي حنيفة الإمام الرباني رحمهم الله تعالى

تأليف

محمد أيوب الرشيدي

خريج قسم التخصص في علوم الحديث النبوي بجامعة العلوم الإسلامية علامة محمد يوسف بنوري تاؤن كراتشي

و

لمحات من تاريخ التفقه والفقه الإسلامي

وهي تقدمة على هذا الكتاب للعلامة المحقق المحدث البحاثة الدكتور

محمد عبد الحليم النعماني

رئيس قسم التخصص في علوم الحديث النبوي بجامعة العلوم الإسلامية علامة محمد يوسف بنوري تاؤن كراتشي

زمزم ببلشرز
للنشر والتوزيع

السيد شريف علی بن محمد الجرجانی المتوفی ۸۱٦ھ

ألتعريب والتسهيل والزوائد النافعة اللازمة ووضع الجداول والتمرينات

للأستاذ محمد فاروق حسن زئی

خریج جامعة العلوم الإسلامية العلامة بنوری تاؤن

من منشورات

زم زم پبلشرز

کراتشی